تذکرہ امام النبیین

آئینہ قرآن وحدیث میں

از

ابن خطیب البراہین

ناشر

دار القلم

نظامی مارکیٹ لہرولی بازار پوسٹ ہٹوا ضلع سنت کبیر نگر (یوپی)

سلسلۂ اشاعت نمبر۲۸

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ (سورۂ انبیاء)

اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

تذکرۂ امام النبیین

آئینۂ قرآن وحدیث میں

ازقلم

ابن خطیب البراہین

ناشر

دارالقلم

نظامی مارکیٹ لہرولی بازار ضلع سنت کبیر نگر (یوپی) پن نمبر ۲۷۲۱۲۵

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب..........تذکرۂ امام النبیین آئینۂ قرآن وحدیث میں

مصنف.......... شہزادۂ حضور خطیب البراہین حبیب العلما حضرت
علامہ الحاج محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ رضوی
سربراہ اعلیٰ جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین
لہرولی بازار پوسٹ ہٹوا ضلع سنت کبیر نگر (یوپی)

باہتمام..........شہزادۂ حبیب العلما حضرت مولانا الحاج ضیاء المصطفیٰ نظامی
جنرل سکریٹری آل انڈیا بزم نظامی

پروف ریڈنگ..........مولانا محمد طاہر القادری مصباحی

کمپوزنگ.......... امتیاز احمد نظامی

ناشر..........دارالقلم نظامی مارکیٹ لہرولی بازار، ہٹوا ضلع سنت کبیر نگر

سن اشاعت.......... ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰۱۴ء

صفحات.......... ۳۸۴

قیمت..........

ملنے کے پتے

(۱) خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ نظامیہ اگیا شریف پوسٹ چھاتا سنت کبیر نگر

(۲) مکتبہ نظامیہ حبیبیہ، لہرولی بازار، سنت کبیر نگر (یوپی) 9919949368

(۳) مکتبہ برکاتیہ نظامیہ، اگیا، ضلع سنت کبیر نگر (یوپی)

(۴) ڈاکٹر محمد شفیق نظامی نور کلینک، شاپ نمبر 1970/1 عائشہ کمپاؤنڈ
نئے گاؤں بھیونڈی (مہاراشٹر) 09823999190

(۵) مولانا خورشید احمد نظامی ۶۷ کیلاش مارگ جھابوا (ایم، پی) 09425944281

مشمولات

نمبر	عناوین	صفحہ	نمبر	عناوین	صفحہ
۱	دارالقلم تعارف سرگرمیاں	۱۹	۱۸	حرمات اللہ	۴۲
۲	ضرب ہو	۲۳	۱۹	شعار اللہ	۴۲
۳	تذکرۂ امام النبیین (نعت)	۲۴	۲۱	ملک عرب	۴۳
۴	شرف انتساب	۲۷	۲۲	عرب کی وجہ تسمیہ	۴۴
۵	تقدیم بر تذکرۂ امام النبیین ﷺ	۲۸	۲۳	علمائے جغرافیہ	۴۵
۶	مقدمہ	۲۳	۲۴	حجاز	۴۵
۷	عرض حال	۳۶	۲۵	حجاز کے مشہور مقامات	۴۵
۸	سبب تالیف	۳۷	۲۶	مکہ مکرمہ	۴۶
۹	دنیا کا امام ہی آخرت کا امام ہوگا	۳۸	۲۷	اطراف مکہ	۴۶
۱۰	محبت رسول جان ایمان ہے	۳۹	۲۸	عرفات	۴۶
۱۱	ارشاد رسول فرمان خدا ہی ہے	۳۹	۲۹	مزدلفہ	۴۸
۱۲	محبت کرنے والا محبوب کے۔۔	۴۰	۳۰	مزدلفہ کی وجہ تسمیہ	۴۸
۱۳	وجود حبیب	۴۰	۳۱	مشعر حرام	۴۸
۱۴	کلام حبیب	۴۰	۳۲	رمی جمرات	۴۸
۱۵	دیار حبیب	۴۱	۳۳	کنکری مارنا ابراہیم علیہ السلام۔	۴۹
۱۶	شعائر اللہ	۴۱	۳۴	حدیبیہ	۴۹
۱۷	صفا و مروہ شعائر اللہ کیوں	۴۱	۳۵	حج بیت اللہ	۵۰

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

نمبر	عناوین	صفحہ	نمبر	عناوین	صفحہ
۳۶	پروانۂ امن	۵۰	۵۷	جبل نور و غار حرا	۵۸
۳۷	مسجد حرام	۵۲	۵۸	دیوان اولیا	۵۹
۳۸	مطاف	۵۲	۵۹	جبل ثور	۵۹
۳۹	باب السلام	۵۳	۶۰	جنت المعلی	۶۰
۴۰	اضطباع	۵۳	۶۱	مولد النبی ﷺ	۶۰
۴۱	رمل	۵۳	۶۲	دار ارقم	۶۰
۴۲	طواف	۵۳	۶۳	دار خدیجۃ الکبریٰ	۶۰
۴۳	مقام ابراہیم	۵۳	۶۴	دار سیدنا حمزہ	۶۱
۴۴	زمزم	۵۴	۶۵	مسجد تنعیم	۶۱
۴۵	رکن	۵۵	۶۶	مسجد سرف	۶۱
۴۶	حجر اسود	۵۵	۶۷	مسجد ذی طویٰ	۶۱
۴۷	استلام	۵۵	۶۸	مسجد جن	۶۱
۴۸	حطیم	۵۶	۶۹	مسجد رایہ	۶۲
۴۹	میزاب رحمت	۵۶	۷۰	مسجد شجرہ	۶۲
۵۰	ملتزم	۵۶	۷۱	مسجد خیف	۶۲
۵۱	مستجاب	۵۷	۷۲	مسجد کبش	۶۲
۵۲	صفا	۵۷	۷۳	غار مرسلات	۶۲
۵۳	مروہ	۵۷	۷۴	بدر شریف	۶۳
۵۴	میلین اخضرین	۵۷	۷۵	حضرت ابوذر غفاری ♦ کا مزار	۶۳
۵۵	مسعی	۵۸	۷۶	پیشین گوئی	۶۳
۵۶	جبل ابو قبیس	۵۸	۷۷	مدینہ منورہ	۶۴

۷۸	جنت کی کیاری	۶۴	۹۹	مدینہ شریف کے تاریخی کنویں	۶۹
۷۹	جنت البقیع	۶۴	۱۰۰	بیر حضرت عثمان	۶۹
۸۰	شہدائے احد	۶۵	۱۰۱	بیر بصہ	۷۰
۸۱	مسجد قبا و مسجد نبوی	۶۶	۱۰۲	بیر بضاعہ	۷۰
۸۲	مسجد قبلتین	۶۶	۱۰۳	بیر حاء	۷۰
۸۳	دار ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ	۶۶	۱۰۴	بیر عہن	۷۱
۸۴	مشہد عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۷	۱۰۵	بندرگاہ مدینہ	۷۱
۸۵	مسجد جمعہ	۶۷	۱۰۶	ترتیب ابواب	۷۱
۸۶	مسجد غمامہ	۶۷	۱۰۷	حکم تعظیم و توقیر	۷۲
۸۷	مسجد ابوبکر	۶۷	۱۰۸	وبال تحقیر و توہین	۷۴
۸۸	مسجد علی	۶۷	۱۰۹	کون مومن نہیں	۷۵
۸۹	مسجد بغلہ	۶۷	۱۱۰	معلم الملائکہ کا انجام	۷۶
۹۰	مسجد اجابہ	۶۷	۱۱۱	انبیا و رسل آئینۂ قرآن و حدیث میں	۷۶
۹۱	مسجد ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۷	۱۱۲	آسمانی کتب و صحائف پر ایمان۔۔	۷۷
۹۲	مسجد سقیا	۶۸	۱۱۳	انبیا و رسل و ملائکہ پر ایمان لانا۔	۷۸
۹۳	مسجد احزاب	۶۸	۱۱۴	آسمانی کتب و صحائف کی تعداد	۷۹
۹۴	مسجد بنی حرام	۶۸	۱۱۵	حضرت سیدنا آدم علیہ السلام	۷۹
۹۵	مسجد ذباب	۶۸	۱۱۶	تخلیق آدم سے پہلے سجدہ کی تاکید	۸۰
۹۶	مسجد فضیح	۶۹	۱۱۷	نور مصطفیٰ کی جلوہ گری	۸۰
۹۷	مسجد بنی قریظہ	۶۹	۱۱۸	آمد نور	۸۲
۹۸	مسجد ابراہیم	۶۹	۱۱۹	تخلیق اول نور محمدی	۸۳

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

۱۲۰	اصل وجود	۸۴	۱۴۱	ظلم کا معنی	۹۶
۱۲۱	تخلیق آدم سے پہلے حضور کو۔۔۔	۸۵	۱۴۲	شیطان کا لغزش دینا آدم و حوا۔۔	۹۶
۱۲۲	خلیفۂ اعظم و اول	۸۵	۱۴۳	شجرۂ خلد	۹۷
۱۲۳	آدم کی وجہ تسمیہ	۸۷	۱۴۴	خطائے اجتہادی	۹۸
۱۲۴	قالب آدم علیہ السلام میں روح کا دخول	۸۷	۱۴۵	جنت سے اتر جاؤ	۹۸
۱۲۵	اولاد آدم علیہ السلام	۸۸	۱۴۶	جدہ و لنکا اور ایلہ	۹۹
۱۲۶	سجدۂ تعظیمی سے انکار	۸۹	۱۴۷	جدہ و لنکا کی دوری	۹۹
۱۲۷	حکم سجدہ محض تعظیم نبی کے لیے	۸۹	۱۴۸	بارگاہ ایزدی میں آدم کا توبہ و استغفار	۹۹
۱۲۸	سجدۂ تعبدی و تعظیمی	۹۰	۱۴۹	وہ رتبہ کسی کو میسر نہیں	۱۰۰
۱۲۹	عقیدۂ اہل سنت	۹۱	۱۵۰	حضرت آدم نے امام النبین کے ۔۔	۱۰۰
۱۳۰	قیاس شیطانی	۹۲	۱۵۱	توبہ کی اصل	۱۰۱
۱۳۱	طوق لعنت	۹۲	۱۵۲	اعلان خلافت	۱۰۱
۱۳۲	شیطان کے درخواست کی منظوری	۹۲	۱۵۳	مشیت ایزدی کے پاکیزہ جلوے	۱۰۲
۱۳۳	شیطان کا اعلان	۹۳	۱۵۴	خلیفہ	۱۰۲
۱۳۴	رب کا اعلان	۹۳	۱۵۵	عصمت انبیا	۱۰۳
۱۳۵	شیطانی مغالطہ اور اس کا حل	۹۳	۱۵۶	ہابیل و قابیل کا عبرت آموز واقعہ	۱۰۴
۱۳۶	عزازیل کا نام ابلیس کیوں ہوا	۹۳	۱۵۷	حسد و کینہ	۱۰۴
۱۳۷	حضرت حوا کی پیدائش	۹۴	۱۵۸	ایک حمل میں لڑکا اور ایک۔۔۔۔	۱۰۵
۱۳۸	حوا کی وجہ تسمیہ	۹۴	۱۵۹	ہابیل کو قابیل نے قتل کی دھمکی دی	۱۰۶
۱۳۹	حضرت حوا کا مہر	۹۵	۱۶۰	ہابیل کا ایمان افروز جواب	۱۰۶
۱۴۰	حضرت آدم و حوا کو جنت۔۔۔۔	۹۶	۱۶۱	روئے زمین پر پہلا قتل	۱۰۷

۱۶۲	لاش کو پشت پر لادے پھرا	۱۰۸	۱۸۳	ساڑھے نوسو سال	۱۲۱
۱۶۳	ہائے خرابی میں اس کوے۔۔۔	۱۰۸	۱۸۴	بے لوث تبلیغ	۱۲۲
۱۶۴	ندامت قابیل	۱۰۸	۱۸۵	انبیا کو اپنی طرح بشر کہنا ہی گمراہی۔	۱۲۲
۱۶۵	حضرت شیث علیہ السلام۔۔۔۔	۱۰۹	۱۸۶	حضرت نوح علیہ السلام کا اہل۔۔۔	۱۲۴
۱۶۶	اولاد آدم وحوا علیہما السلام کی تعداد	۱۰۹	۱۸۷	معیار بزرگی تقویٰ ہے	۱۲۵
۱۶۷	نور محمدی کا حضرت شیث علیہ السلام۔	۱۱۰	۱۸۸	شبہ کا ازالہ	۱۲۵
۱۶۸	حضرت شیث علیہ السلام کا عقد	۱۱۰	۱۸۹	رحمتوں کے دروازے کیسے	۱۲۶
۱۶۹	حضرت آدم علیہ السلام کا حلیہ	۱۱۱	۱۹۰	قوم نوح علیہ السلام کی بے رخی	۱۲۶
۱۷۰	حضرت آدم علیہ السلام کی تجہیز۔۔	۱۱۱	۱۹۱	قوم نوح کی مزید دھمکی	۱۲۷
۱۷۱	انبیا سے سید انبیا پر ایمان لانے	۱۱۲	۱۹۲	مرجومین کے معنیٰ	۱۲۷
۱۷۲	نور رسالت کی ضیا باریاں	۱۱۳	۱۹۳	قوم نوح کی زیادتیاں	۱۲۸
۱۷۳	حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام	۱۱۴	۱۹۴	حضرت نوح کا بارگاہ ایزدی	۱۲۹
۱۷۴	نسب پاک	۱۱۵	۱۹۵	تکذیب انبیا کا انجام	۱۳۰
۱۷۵	حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام جنت میں	۱۱۵	۱۹۶	کشتی بنانے کا حکم	۱۳۰
۱۷۶	وحی بھیجی	۱۱۶	۱۹۷	کشتی دیکھ کر قوم کا مزاح کرنا	۱۳۱
۱۷۷	ہر نبی زندہ ہے	۱۱۶	۱۹۸	کشتی کی نوعیت وڈیزائن	۱۳۲
۱۷۸	اللہ نے کن پر احسان فرمایا	۱۱۸	۱۹۹	سوار ہونے والوں کی تعداد	۱۳۲
۱۷۹	آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام	۱۱۸	۲۰۰	عذاب کا اعلان	۱۳۳
۱۸۰	حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم	۱۱۸	۲۰۱	کشتی میں سوار ہونے کا حکم	۱۳۳
۱۸۱	حضرت نوح علیہ السلام کا ایام تبلیغ	۱۲۰	۲۰۲	تنور سے طوفان	۱۳۳
۱۸۲	تکذیب انبیا	۱۲۰	۲۰۳	دعا پڑھ کر کشتی میں سوار	۱۳۴

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

۲۰۴	طوفان عظیم	۱۳۵	۲۲۵	دعوت حق	۱۴۹
۲۰۵	حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی	۱۳۶	۲۲۶	انبیائے کرام کے پاکیزہ	۱۴۹
۲۰۶	بارگاہ ایزدی میں بیٹے کے	۱۳۶	۲۲۷	دنیا کا گھر دائمی نہیں	۱۵۰
۲۰۷	دینی قرابت ہی اصل قرابت ہے	۱۳۷	۲۲۸	حضرت صالح علیہ السلام کی۔۔	۱۵۱
۲۰۸	بیٹے و بیوی کا غرقاب ہونا	۱۳۷	۲۲۹	اہل وفا کا اقرار و اہل دغا کا انکار	۱۵۲
۲۰۹	طوفان کا ختم ہونا	۱۳۸	۲۳۰	اہل دغا کا چیلنج	۱۵۲
۲۱۰	بے دینوں کا غرقاب ہونا	۱۳۸	۲۳۱	تکذیب نبی	۱۵۳
۲۱۱	کشتی کا اپنی منزل پر پہونچا	۱۳۹	۲۳۲	قوم ثمود کی بکواس	۱۵۴
۲۱۲	عاشورا کا روزہ	۱۳۹	۲۳۳	بکواس کا جواب	۱۵۴
۲۱۳	عاشورہ کا کھچڑا	۱۴۰	۲۳۴	بدعقلی کا مظاہرہ	۱۵۵
۲۱۴	حضرت ہود علیہ السلام قوم عاد کے لیے	۱۴۰	۲۳۵	حضرت صالح کو قوم نے۔۔۔	۱۵۵
۲۱۵	نسب نامہ	۱۴۰	۲۳۶	آپ کو قوم نے اپنا جیسا بشر کہا	۱۵۶
۲۱۶	عاد کا نسب نامہ	۱۴۰	۲۳۷	صالح کی دعا سے پتھر سے اونٹنی۔۔	۱۵۶
۲۱۷	عاد اولیٰ وثانیہ	۱۴۱	۲۳۸	ناقۃ اللہ کی خصوصیت	۱۵۷
۲۱۸	نصیحت خالصہ	۱۴۲	۲۳۹	ناقۃ اللہ پر جان لیوا حملہ	۱۵۹
۲۱۹	قوم عاد کی بے رخی	۱۴۲	۲۴۰	قتل ناقہ کے بعد عذاب کا مطالبہ	۱۶۰
۲۲۰	توبہ واستغفار کی تلقین	۱۴۳	۲۴۱	حضرت صالح اور آپ کے متبعین کے۔	۱۶۰
۲۲۱	قوم عاد کی ہلاکت میں قابل۔۔۔۔	۱۴۳	۲۴۲	قوم ثمود کے لیے عیش دنیا فقط۔۔	۱۶۱
۲۲۲	اہل ایمان رحمتوں کے جلووں۔۔	۱۴۶	۲۴۳	قوم ثمود کی ہلاکت	۱۶۲
۲۲۳	شداد کی جنت	۱۴۷	۲۴۴	اہل ایمان کی حفاظت	۱۶۴
۲۲۴	حضرت صالح علیہ السلام	۱۴۸	۲۴۵	حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام	۱۶۴

نمبر	عنوان	صفحہ
۲۴۶	حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام	۱۶۴
۲۴۷	بلندیٔ درجات	۱۶۴
۲۴۸	ابراہیم	۱۶۵
۲۴۹	حضرت ابراہیم کا نسب پاک	۱۶۵
۲۵۰	لقب و پیدائش	۱۶۵
۲۵۱	والد اور والدہ کا نام	۱۶۶
۲۵۲	آزر کون تھا	۱۶۷
۲۵۳	لِاَبِیۡہِ کی تفسیر	۱۶۷
۲۵۴	حضور ﷺ کے آباو اجداد میں۔۔	۱۶۸
۲۵۵	ارشاد رحمت عالم ﷺ	۱۶۸
۲۵۶	کافر و مشرک کی بخشش نہیں	۱۶۹
۲۵۷	مذہب محققین	۱۷۰
۲۵۸	حضرت تارخ	۱۷۰
۲۵۹	بارگاہ ایزدی میں سید المرسلین کے	۱۷۱
۲۶۰	حضرت سیدنا ابراہیم کا ذکر۔۔	۱۷۱
۲۶۱	ولد صالح کی دعا	۱۷۲
۲۶۲	حضرت سیدنا اسمٰعیل کی بشارت	۱۷۲
۲۶۳	حضرت سیدنا اسحٰق کی خوش خبری	۱۷۳
۲۶۴	حضرت اسمٰعیل عمر میں بڑے۔۔	۱۷۴
۲۶۵	انا ابن الذبیحین	۱۷۵
۲۶۶	ذبیح حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام	۱۷۶
۲۶۷	خانۂ کعبہ کی تعمیر	۱۷۷
۲۶۸	امام النبیین قیدار کی نسل۔۔۔	۱۷۸
۲۶۹	ما بقیہ انبیا حضرت اسحٰق کی۔۔	۱۷۸
۲۷۰	حضرت سیدنا لوط علیہ السلام	۱۷۹
۲۷۱	حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام	۱۸۰
۲۷۲	اصحاب ایکہ اور اہل مدین	۱۸۰
۲۷۳	حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام	۱۸۰
۲۷۴	حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام	۱۸۱
۲۷۵	فرعون و اہل مصر	۱۸۱
۲۷۶	حضرت سیدنا الیاس علیہ السلام	۱۸۱
۲۷۷	ایک لاکھ سے کچھ زائد کے پیغمبر	۱۸۲
۲۸۷	حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں	۱۸۲
۲۷۹	حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام	۱۸۲
۲۸۰	انتباہ	۱۸۲
۲۸۱	رسالت عامہ کا اعلان	۱۸۳
۲۸۲	پانچ چیزیں مجھے ایسی عطا ہوئیں۔	۱۸۳
۲۸۳	بعثت عامہ	۱۸۵
۲۸۴	امت اجابت	۱۸۶
۲۸۵	امت دعوت	۱۸۶
۲۸۶	امام النبین عالم انسانیت کے لیے	۱۸۶
۲۸۷	امام النبیین کی رحمت عامہ	۱۸۷

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

نمبر	عنوان	صفحہ
۲۸۸	حضور امام النبیین تمام جہان۔۔	۱۸۸
۲۸۹	سب پر درجوں بلند ہیں	۱۸۸
۲۹۰	تذکرۂ امام النبیین کی بلندی	۱۹۱
۲۹۱	آپ کا ذکر کیسے بلند کیا گیا	۱۹۱
۲۹۲	افضلیت مصطفیٰ ﷺ	۱۹۲
۲۹۳	حقیقت مصطفیٰ	۱۹۳
۲۹۴	لمحۂ فکریہ	۱۹۳
۲۹۵	انتباہ	۱۹۴
۲۹۶	نبی جان مومن کا مالک ہے	۱۹۴
۲۹۷	خاتم کا معنیٰ	۱۹۵
۲۹۸	ارشاد رحمت عالم	۱۹۵
۲۹۹	آخری نبی	۱۹۶
۳۰۰	اہل سنت کا عقیدہ	۱۹۶
۳۰۱	بانی دار العلوم دیوبند کا عقیدہ	۱۹۷
۳۰۲	خاتم النبیین کے معنیٰ	۱۹۷
۳۰۳	بعثت افضل الانبیا کی دعا۔۔۔	۱۹۸
۳۰۴	امام الانبیا کا مذکورہ دعا و بشارت۔۔	۱۹۸
۳۰۵	بعثت افضل الانبیا عظیم نعمت۔۔	۱۹۹
۳۰۶	اعلیٰ حضرت پکار اٹھے	۲۰۰
۳۰۷	دعائیہ کلمات	۲۰۰
۳۰۸	**پہلا باب**	۲۰۱
۳۰۹	امام النبیین ﷺ کا نسب پاک	۲۰۱
۳۱۰	خاندانی عظمت	۲۰۲
۳۱۱	تعظیم و توہین کے اثرات	۲۰۲
۳۱۲	قریش	۲۰۳
۳۱۳	وجہ تسمیہ	۲۰۳
۳۱۴	قریشی	۲۰۴
۳۱۵	ہاشم	۲۰۴
۳۱۶	متولی کعبہ	۲۰۴
۳۱۷	عبد المطلب	۲۰۴
۳۱۸	اصحاب فیل	۲۰۵
۳۱۹	حضرت عبداللہ	۲۰۸
۳۲۰	حضور کے والدین کا ایمان	۲۱۰
۳۲۱	**دوسرا باب**	۲۱۰
۳۲۲	بچپن	۲۱۰
۳۲۳	مولد النبی ﷺ	۲۱۲
۳۲۴	دودھ پینے کا زمانہ	۲۱۲
۳۲۵	فیضان امام النبیین	۲۱۳
۳۲۶	بچپن کی ادائیں	۲۱۴
۳۲۷	شق صدر	۲۱۴
۳۲۸	شق صدر متعدد بار	۲۱۵
۳۲۹	حضرت آمنہ کی وفات	۲۱۶

۳۳۰	ام ایمن	۲۱۷	۳۵۱	توضیحات	۲۱۹
۳۳۱	ابوطالب کی خدمات	۲۱۷	۳۵۲	حضرت سیدنا جبرئیل بارگاہ انبیا۔	۲۳۰
۳۳۲	امی لقب	۲۱۷	۳۵۳	تفصیلی کیفیت	۲۳۰
۳۳۳	علوم نبوت	۲۱۸	۳۵۴	ماانا بقاری کا معنی	۲۳۱
۳۳۴	سفر شام اور بحیرہ	۲۱۹	۳۵۵	مجھے کمبل اڑھاؤ	۲۳۲
۳۳۵	**تیسرا باب**	۲۲۰	۳۵۶	ورقہ بن نوفل	۲۳۳
۳۳۶	اعلان نبوت سے پہلے۔۔۔۔	۲۲۰	۳۵۷	نزول وحی میں قدر توقف	۲۳۳
۳۳۷	جنگ فجار	۲۲۰	۳۵۸	دعوت اسلام کے تین دور	۲۳۴
۳۳۸	حلف الفضول	۲۲۰	۳۵۹	پہلا دور	۲۳۴
۳۳۹	حلف الفضول کی وجہ تسمیہ	۲۲۱	۳۶۰	دوسرا دور	۲۳۵
۳۴۰	ملک شام کا دوسرا سفر	۲۲۱	۱۶۱	تیسرا دور	۲۳۵
۳۴۱	نکاح	۲۲۳	۳۶۲	وفد کفار بارگاہ رسالت میں	۲۳۶
۳۴۲	تعمیر کعبہ	۲۲۵	۳۶۳	ساحرانہ تقریر	۲۳۶
۳۴۳	کاروباری مشاغل	۲۲۶	۳۶۴	وفد قریش ابوطالب کے پاس	۲۳۷
۳۴۴	ایفائے عہد	۲۲۶	۳۶۵	قریش کے تیور	۲۳۸
۳۴۵	**چوتھا باب**	۲۲۸	۳۶۶	ارشاد رحمت عالم	۲۳۸
۳۴۶	اعلان نبوت سے بیعت عقبہ تک	۲۲۸	۳۶۷	ہجرت حبشہ ۵ھ میں	۲۳۸
۳۴۷	نیا انقلاب	۲۲۸	۳۶۸	نجاشی	۲۳۸
۳۴۸	غار حرا	۲۲۸	۳۶۹	شاہ حبشہ وعلمائے انجیل کا دامن۔	۲۳۹
۳۴۹	اللہ نے سلام بھیجا	۲۲۸	۳۷۰	شعب ابی طالب میں محصوری	۲۳۹
۳۵۰	پہلی وحی	۲۲۹	۳۷۱	بائیکاٹ کا خاتمہ	۲۴۰

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

۳۷۲	عام الحزن ۱۰ھ میں	۲۴۱	۳۹۳	سو اونٹ کا انعام	۲۵۱
۳۷۳	**پانچواں باب**	۲۴۲	۳۹۴	ام معبد کی بکری	۲۵۱
۳۷۴	مدینہ میں آفتاب رسالت کی ضیا۔۔	۲۴۲	۳۹۵	سراقہ دامن اسلام میں	۲۵۳
۳۷۵	مدینہ میں اسلام کیسے پھیلا	۲۴۲	۳۹۶	کسریٰ کا کنگن سراقہ کے ہاتھوں۔	۲۵۳
۳۷۶	مدینہ کے چھ خوش نصیب دامن اسلام۔	۲۴۳	۳۹۷	بریدہ اسلمی کا جھنڈا	۲۵۳
۳۷۷	بیعت عقبہ اولیٰ	۲۴۳	۳۹۸	شہنشاہ رسالت مدینہ میں	۲۵۴
۳۷۸	مخلصانہ درخواست	۲۴۳	۳۹۹	دونوں عالم کے میزبان حضرت۔۔	۲۵
۳۷۹	سرداراوس دامن اسلام میں	۲۴۳	۴۰۰	**چھٹا باب**	۲۵۶
۳۸۰	معراج جسمانی	۲۴۴	۴۰۱	مدنی زندگی	۲۵۶
۳۸۱	بیعت عقبہ ثانیہ	۲۴۴	۴۰۲	ہجرت کا پہلا سال ۱ھ	۲۵۶
۳۸۲	بارہ نقبا	۲۴۵	۴۰۳	مسجد قبا	۲۵۶
۳۸۳	ہجرت مدینہ	۲۴۵	۴۰۴	مسجد جمعہ	۲۵۷
۳۸۴	کفار کا اجتماع	۲۴۶	۴۰۵	حضرت ابوایوب انصاری کا۔۔۔	۲۵۷
۳۸۵	دارالندوہ	۲۴۶	۴۰۶	مسجد نبوی کی تعمیر	۲۵۸
۳۸۶	قتل کا مشورہ	۲۴۷	۴۰۷	صفہ	۲۵۹
۳۸۷	واقعہ ہجرت	۲۴۸	۴۰۸	مقدس حجرے	۲۵۹
۳۸۸	کاشانۂ نبوت کا محاصرہ	۲۴۸	۴۰۹	حضرت عائشہ کی رخصتی	۲۵۹
۳۸۹	جان ولایت بستر نبوت پر	۲۴۹	۴۱۰	اذان کی ابتدا	۲۵۹
۳۹۰	حرم کعبہ کو الوادعیہ	۲۴۹	۴۱۱	انصار و مہاجر بھائی بھائی	۲۶۰
۳۹۱	یارغار کو مارغار نے کاٹ لیا	۲۵۰	۴۱۲	مہاجرین کا قابل تقلید کارنامہ	۲۶۱
۳۹۲	**لاتحزن ان للّٰہ معنا**	۵۰	۴۱۳	دعائے رحمت	۲۶۱

۴۱۴	یہودیوں سے معاہدہ	۲۶۲	۴۳۵	لاشوں سے خطاب	۲۷۲
۴۱۵	۱ھ کے اہم واقعات	۲۶۳	۴۳۶	غیر اللہ سے پکارنا	۲۷۳
۴۱۶	**ساتواں باب**	۲۶۳	۴۳۷	۲ھ کے متفرق واقعات	۲۶۰
۴۱۷	ہجرت کا دوسرا سال ۲ھ	۲۶۳	۴۳۸	آٹھواں باب ہجرت کا تیسرا سال	۲۷۵
۴۱۸	تحویل قبلہ	۲۶۳	۴۳۹	جنگ احد	۲۷۵
۴۱۹	یہودی ومنافقین کی چہ میگوئیاں	۲۶۴	۴۴۰	۳ھ کے واقعات متفرقہ	۲۷۵
۴۲۰	ابوا	۲۶۵	۴۴۱	**نواں باب**	۲۷۷
۴۲۱	معرکۂ بدر	۲۶۵	۴۴۲	ہجرت کا چوتھا سال ۴ھ	۲۷۷
۴۲۲	مدینہ سے روانگی	۲۶۶	۴۴۳	۴ھ کے متفرق واقعات	۲۷۷
۴۲۳	کفار قریش بدر میں	۲۶۶	۴۴۴	**دسواں باب**	۲۷۹
۴۲۴	امام الانبیا میدان بدر میں	۲۶۷	۴۴۵	ہجرت کا پانچواں سال ۵ھ	۲۷۹
۴۲۵	کون کب اور کہاں مرے گا	۲۶۷	۴۴۶	غزوۂ ذات الرقاع	۲۷۹
۴۲۶	امام النبیین کی شب بیداری	۲۶۸	۴۴۷	وجہ تسمیہ	۲۷۹
۴۲۷	دونوں لشکر آمنے سامنے	۲۶۸	۴۴۸	صلاۃ الخوف	۲۷۹
۴۲۸	دعائے رحمت عالم ﷺ	۲۶۹	۴۴۹	غزوۂ دومۃ الجندل	۲۸۰
۴۲۹	شان نزول	۲۷۰	۴۵۰	غزوۂ مریسیع	۲۸۰
۴۳۰	جنگ بدر کا آغاز	۲۷۰	۴۵۱	حضرت جویریہ نبی ﷺ کی۔۔۔	۲۸۰
۴۳۱	سپہ سالار کفار مارا گیا	۲۷۱	۴۵۲	واقعہ افک	۲۸۱
۳۳۲	فوج ملائکہ کی آمد	۲۷۲	۴۵۳	آیت براءت کا نزول	۲۸۲
۳۳۳	کفار کا قتل عام	۲۷۲	۴۵۴	حد قذف	۲۸۳
۳۳۴	کفار کی گرفتاری	۲۷۲	۴۵۵	وہ کافر ہے	۲۸۳

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

۴۵۶	آیت تیمم کا نزول	۲۸۳	۴۷۷	حضور ﷺ کو زہر دیا گیا	۲۹۸
۴۵۷	۵ھ کے متفرق واقعات	۲۸۴	۴۷۸	خیبر میں اعلان مسائل	۲۹۹
۴۵۸	**گیارھواں باب**	۲۸۵	۴۷۹	حضرت جعفر حبشہ سے آگئے	۲۹۹
۴۵۹	ہجرت کا چھٹا سال ۶ھ گفطت	۲۸۵	۴۸۰	وادی القریٰ کی جنگ	۳۰۰
۴۶۰	بیعت الرضوان	۲۸۵	۴۸۱	عمرۃ قضا	۳۰۰
۴۶۱	صلح حدیبیہ کیوں کر ہوئی	۲۸۶	۴۸۲	صاحب اختیار نبی ﷺ	۳۰۱
۴۶۲	اسرار فتح مبین	۲۸۸	۴۸۳	حضرت حمزہ کی صاحبزادی	۳۰۲
۴۶۳	مظلومین مکہ	۲۸۹	۴۸۴	**تیرھواں باب**	۳۰۴
۴۶۴	حضرت ابوجندل کا معاملہ	۲۸۹	۴۸۵	ہجرت کا آٹھواں سال ۸ھ	۳۰۴
۴۶۵	ستم رسیدہ مسلمانوں کا قیام۔۔	۲۹۰	۴۸۶	جنگ موتہ	۳۰۴
۴۶۶	دعوت اسلام سلاطین کے نام	۲۹۱	۴۸۷	فتح مبین	۳۰۵
۴۶۷	۶ھ کے اور بعض اہم واقعات	۲۹۲	۴۸۸	غیب داں نبی ﷺ	۳۰۶
۴۶۸	**بارھواں باب**	۲۹۳	۴۸۹	فتح مکہ کی تمہید	۳۰۷
۴۶۹	ہجرت کا ساتواں سال ۷ھ	۲۹۳	۴۹۰	رحمت عالم ﷺ سے استعانت	۳۰۷
۴۷۰	غزوۂ ذات القرد	۲۹۳	۴۹۱	تین شرطیں	۳۰۸
۴۷۱	جنگ خیبر	۲۹۳	۴۹۲	مکہ پر حملہ	۳۰۸
۴۷۲	محمود بن مسلمہ کی شہادت	۲۹۴	۴۹۳	آگ ہی آگ	۳۰۹
۴۷۳	اسود راعی کی شہادت	۲۹۴	۴۹۴	ابوسفیان کا قبول اسلام	۳۰۹
۴۷۴	کل کیا ہوگا دل میں کیا ہے؟	۲۹۶	۴۹۵	لشکر اسلام کی ہیبت اہل مکہ پر	۳۰۹
۴۷۵	حضرت علی اور مرحب کی جنگ	۲۹۷	۴۹۶	فاتح مکہ کا اعلان	۳۱۰
۴۷۶	حضرت صفیہ کا نکاح	۲۹۸	۴۹۷	رحمت عالم ﷺ کا مکہ میں داخلہ	۳۱۱

نمبر	عنوان	صفحہ	نمبر	عنوان	صفحہ
۴۹۸	خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کرنا	۳۱۲	۵۱۹	مسجد ضرار	۳۲۷
۴۹۹	رحمت عالم ﷺ کا خطبۂ عام	۳۱۲	۵۲۰	۹ھ کے متفرق واقعات	۳۲۸
۵۰۰	کفاران مکہ دامن اسلام میں	۳۱۳	۵۲۱	آیت مباہلہ	۳۲۹
۵۰۱	اذان بلالی	۳۱۴	۵۲۲	**پندرھواں باب**	۳۱۳
۵۰۲	بیعت اسلام	۳۱۴	۵۲۳	ہجرت کا دسواں سال ۱۰ھ	۳۳۱
۵۰۳	مکہ سے فرار ہونے والے دامن۔	۳۱۵	۵۲۴	حجۃ الوداع	۳۳۱
۵۰۴	جنگ حنین	۳۱۶	۵۲۵	موئے مبارک	۳۳۴
۵۰۵	جنگ اوطاس	۳۱۸	۵۲۶	ساقی کوثر چاہ زمزم پر	۳۳۴
۵۰۶	حضور رضاعی بہن کے لیے چادر۔۔	۳۱۹	۵۲۷	**سولھواں باب**	۳۳۶
۵۰۷	مال غنیمت کی تقسیم	۳۲۰	۵۲۸	ہجرت کا گیارہواں سال ۱۱ھ	۳۳۶
۵۰۸	انصاریوں سے خطاب	۳۲۰	۵۲۹	وفات اقدس کا علم	۳۳۶
۵۰۹	انصار رو پڑے	۳۲۱	۵۳۰	جیش اسامہ	۳۳۶
۵۱۰	عمرۂ جعرانہ	۳۲۲	۵۳۱	وصال اقدس	۳۳۷
۵۱۱	۸ھ کے متفرق واقعات	۳۲۲	۵۳۲	وفات اقدس کا اثر	۳۳۷
۵۱۲	**چودھواں باب**	۳۲۳	۵۳۳	خطبہ حضرت ابوبکر صدیق۔۔۔	۳۳۸
۵۱۳	ہجرت کا نواں سال ۹ھ	۳۲۳	۵۳۴	تجہیز و تکفین	۳۴۰
۵۱۴	آیت تخییر وایلا	۳۲۳	۵۳۵	نماز جنازہ	۳۴۰
۵۱۵	تخییر	۳۲۳	۵۳۶	قبر شریف	۳۴۰
۵۱۶	ایلا	۳۲۳	۵۳۷	تبرکات نبوت	۳۴۱
۵۱۷	وجہ عتاب کیا تھا آپ نے۔۔	۳۲۳	۵۳۸	موٹا کمبل	۳۴۲
۵۱۸	وفد بنی تمیم	۳۲۵	۵۳۹	ذوالفقار	۳۴۲

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

نمبر	عنوان	صفحہ	نمبر	عنوان	صفحہ
۵۴۰	انگوٹھی مبارک	۳۴۲	۵۶۱	آواز مبارک	۳۵۷
۵۴۱	مہر نبوت	۳۴۳	۵۶۲	دست اقدس	۳۵۸
۵۴۲	ریش مبارک	۳۴۳	۵۶۳	شکم مبارک وسینۂ انور	۳۵۹
۵۴۳	موئے مبارک	۳۴۴	۵۶۴	پائے مبارک	۳۶۰
۵۴۴	لعاب دہن	۳۴۵	۵۶۵	آواز پُر تاثیر	۳۶۱
۵۴۵	خوشبودار پسینہ	۳۴۶	۵۶۶	لباس مبارک	۳۶۱
۵۴۶	خصائص نبوت	۳۴۷	۵۶۷	عمامہ شریف	۳۶۱
۵۴۷	قلب اطہر	۳۴۷	۵۶۸	عمامہ باندھنے کا طریقہ	۳۶۲
۵۴۸	پشت اقدس	۳۴۷	۵۶۹	عمامہ کیسا ہو	۳۶۲
۵۴۹	عصا مبارک	۳۴۸	۵۷۰	عمامہ کی لمبائی	۳۶۳
۵۵۰	مکھی مچھر اور جوؤں سے۔۔	۳۴۹	۵۷۱	عمامہ کے نیچے ٹوپی	۳۶۳
۵۵۱	قد مبارک	۳۴۹	۵۷۲	چادر مبارک	۳۶۳
۵۵۲	سر اقدس	۳۴۹	۵۷۳	کمبل شریف	۳۶۴
۵۵۳	بال مبارک	۳۵۰	۵۷۴	نعلین اقدس	۳۶۴
۵۵۴	رخ انور	۳۵۰	۵۷۵	چاندی کی انگوٹھی	۳۶۴
۵۵۵	نورانی آنکھ	۳۵۱	۵۷۶	انگوٹھی کا وزن تعداد و دھات	۳۶۵
۵۵۶	خشوع	۳۵۲	۵۷۷	انگوٹھی دائیں ہاتھ میں اور نگ ہو	۳۶۶
۵۵۷	بینی مبارک	۳۵۳	۵۷۸	پسندیدہ رنگ	۳۶۶
۵۵۸	گوش مبارک	۳۳۵	۵۷۹	سفید کپڑوں کی اہمیت	۳۶۷
۵۵۹	دہن اقدس	۳۵۴	۵۸۰	سرمہ	۳۶۷
۵۶۰	زبان مبارک	۳۵۶	۵۸۱	نفاست طبع	۳۶۷

٥٨٢	کھانے سے پہلے اور بعد میں نمک	٣٦٨	٦٠٣	تعداد ازواج مطہرات	٣٨٢
٥٨٣	نمک کے فوائد	٣٦٨	٦٠٤	چار سے زائد کیوں؟	٣٨٢
٥٨٤	پسندیدہ غذائیں	٣٦٩	٦٠٥	مقدس باندیاں	٣٨٣
٥٨٥	پسندیدہ سبزیاں	٣٦٩	٦٠٦	اولاد کرام	٣٨٣
٥٨٦	ثرید سے محبت	٣٧٠	٦٠٧	اولاد و امجاد	٣٨٤
٥٨٧	پسندیدہ شیرینی	٣٧١	٦٠٨	ازواج مطہرات	٣٨٥
٥٨٨	ٹیبل میز وغیرہ	٣٧١	٦٠٩	آپ کے مقدس خلفا	٣٨٦
٥٨٩	دسترخوان پر کھانا سنت ہے	٣٧١	٦١٠	مدت خلافت	٣٨٦
٥٩٠	برتن چاٹنا	٣٧٢	٦١١	خلیفہ دوم	٣٨٦
٥٩١	کس رنگ کا دسترخوان سنت ہے	٣٧٢	٦٢١	مدت خلافت	٣٨٧
٥٩٢	مدنی تاجدار کے لیل ونہار	٣٧٣	٦١٣	خلیفہ سوم	٣٨٧
٥٩٣	سونے کا پیارا طریقہ	٣٧٣	٦١٤	ذوالنورین کی وجہ تسمیہ	٣٨٨
٥٩٤	تعلیم نبوی	٣٧٤	٦١٥	مدت خلافت	٣٨٨
٥٩٥	ستاروں کے برابر نیکیاں	٣٧٤	٦١٦	خلیفہ چہارم	٣٨٨
٥٩٦	بیداری کا پیارا طریقہ	٣٧٥	٦١٧	واقعہ شہادت	٣٨٩
٥٩٧	خیر امت امام الانبیا کے دامن۔۔	٣٧٥	٦١١٨	مدت خلافت	٣٩٠
٥٩٨	امام النبیین کا اخلاق عظیمہ	٣٧٦	٦١٩	چچاؤں کی تعداد	٣٩٠
٥٩٩	انداز کلام	٣٧٧	٦٢٠	خصوصی مؤذنین	٣٩٠
٦٠٠	حسن معاشرت	٣٧٧	٦٢١	دربار نبوت کے شعرا	٣٩٠
٦٠١	امام الانبیا کی مقدس بیبیاں آئینہ۔۔	٣٧٩	٦٢٢	کاتبین وحی	٣٩٠
٦٠٢	نکاح حرام ہے	٣٨١	٦٢٣	خدام	٣٩١

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

٦٢٤	مصنف کا مختصر تعارف	٣٩٣			
٦٢٥	از قلم: مولانا محمد طاہر القادری مصباحی	٣٩٣			
٦٢٦	مولد ومنشاء	٣٩٣			
٦٢٧	تعلیم	٣٩٤			
٦٢٨	تدریس خدمات کا آغاز	٣٩٥			
٦٢٩	آپ کی خطابت	٣٩٥			
٦٣٠	آپ کی بیعت	٣٩٥			
٦٣١	آپ کی خلافت	٣٩٥			
٦٣٢	تصنیفی خدمات	٣٩٦			

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیۡبِہِ الۡکَرِیۡم

دارالقلم تعارف وسرگرمیاں

مسلم معاشرے کے اصلاح فکر واعتقاد کی خاطر اورنوجوان قلم کاروں کی حوصلہ افزائی کے لیے علماومشائخ کے مشورے پرشہزادہ خطیب البراہین حضرت علامہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ نے ۲۰۰۰ء میں دارالقلم قائم کیا۔اورایک مکتبہ بنام ’’مکتبہ نظامیہ حبیبیہ‘‘ قائم فرمایا جس سے مختلف موضوعات پر درسی وغیر درسی کتابیں حاصل کرکے طالبان علوم اسلامیہ مستفیض ومستنیر ہورہے ہیں،جس سے دیگر علمائے اہل سنت کی تصنیفات کے ساتھ ساتھ حضور خطیب البراہین علیہ الرحمۃ والرضوان کی کئی کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔فالحمد للّٰہ علیٰ ذالك اس کے ذریعہ اب تک تقریباً دودرجن کتابیں شائع ہوکر مقبول انام ہوچکی ہیں۔

سہ ماہی پیام نظامی

جنوری ۲۰۰۵ء سے ایک مستقل رسالہ سہ ماہی پیام نظامی اپنی ظاہری ومعنوی خوبیوں سے آراستہ وپیراستہ ہوکر مسلسل نکل رہاہے جس کے معیاری مضامین کو پسند کرتے ہوئے ارباب علم ودانش اپنی مخلصانہ دعاؤوں سے نوازتے رہتے ہیں۔امام علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفرحسین علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پورفیض آباد اپنے تاثرات میں فرماتے ہیں:

’’اتفاق سے آج سہ ماہی پیام نظامی جولائی تاستمبر ۲۰۰۹ء کے شمارے کو پڑھنے کا موقع ملا اور اس کے ٹائیٹل پیج سے لےکرلاسٹ پیج تک میں نے اسے پڑھاہی نہیں بلکہ چاٹ لیاہے اور چاٹاہی نہیں بلکہ اس کے حرف حرف کاہم نے مطالعہ کیااورمحسوس کیاکہ شروع سے آخرتک کسی بھی مقام پرکوئی ایساجملہ نہیں ملاجس کومیرادل نہ پاس کرے،ہندوستان کاکوئی ایسارسالہ نہیں ہے جومیرے پاس نہ آتا

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ہو،آج کل لوگ مضمون سے زیادہ مضمون نگارخودکوپیش کرتے ہیں،مضمون کیاہے اسے چھوڑیئے دیکھیے کہ ہم کیسے ہیں،اس کے برخلاف ہندوستان کے دوسرے رسالوں میں یہ خوبی نہیں ہے،یہ خوبی یقیناً مضمون نگارہی کی نہیں ہے بلکہ جس کی ادارت میں یہ رسالہ نکل رہاہے یعنی عالی جناب مولاناضیاء المصطفیٰ نظامی صاحب ان کے قلم کی اصلاح کابھی اثر رہاہوگا۔اللہ تعالیٰ آپ کے قلم میں اورآپ کی خدمات میں برکتیں عطافرمائے۔

تحریری انعامی مقابلہ

دارالقلم کے زیراہتمام ہرسال ’’تحریری انعامی مقابلہ برائے طلبہ مدارس‘‘ منعقدکیاجاتاہے جس کے اغراض ومقاصدمندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)طلبہ مدارس میں تحریری بیداری پیداکرنا(۲)انعامات دےکران کی حوصلہ افزائی کرناتاکہ تحریرکی طرف وہ راغب ہوسکیں(۳)مدارس کے اندرکہنہ مشق قلم کار،ادیب اورصحافی بننے کی ترغیب دینا(۴)طلبہ میں تحریرکی اہمیت وافادیت کواجاگرکرنا(۵)مستقبل میں ان کے ذریعہ عصری اسلوب میں جدیدموضوعات پرمذہبی لٹریچرفراہم کرنے کی تلقین کرنا۔الحمدللہ ہرسال مدارس عربیہ کے طلبہ کثیر تعدادمیں شریک ہوتے ہیں اور پروگرام کے اختتام پرمقابلہ میں شریک سبھی طلبہ کوگراں قدرانعامات سےنوازاجاتاہے۔

حضورخطیب البراہین علیہ الرحمہ کی شائع تصانیف:

(۱)داڑھی کی اہمیت(۲)کھانے پینے کااسلامی طریقہ(۳)برکات مسواک(۴)اختیارات امام النبیین(۵)فلسفہ قربانی(۶)برکات روزہ(۷)حقوق والدین(۸)فضائل مدینہ(۹)فضائل تلاوت قرآن مبیں(۱۰)فضائل درود(۱۱)خطبات خطیب البراہین(۱۲)احوال الصالحین

حضور خطیب البراہین کی شخصیت پر شائع ہونے والی کتابیں:

(۱) دو عظیم شخصیتیں (۲) خطیب البراہین ایک منفرد المثال شخصیت (۳) آئینہ محدث بستوی (۴) خطیب البراہین اپنے خطبات کے آئینے میں (۵) خطیب البراہین آئینہ اشعار میں (۶) محدث بستوی سنت رسول کے آئینے میں (۷) خطیب البراہین کی محدثانہ بصیرت (۸) محدث بستوی نمبر (نوری نکات بستی) (۹) خطیب البراہین نمبر (روز نامہ راشٹریہ سہارا گورکھپور) (۱۰) ضیائے حبیب کا خطیب البراہین نمبر

تصانیف حبیب العلما

(۱) فاتح امرڈوبھا (۲) تذکرۂ خلیل وذبیح (۳) اوصاف المحبین (۴) قبر نبی سے نورانی ہاتھ کا ظہور (۵) پیغام بیداری (۶) تحفۂ دستار تاجدار انبیا کے لیل ونہار (۷) تذکرۂ امام النبیین (۸) دو عظیم فقیہان اہل سنت کا سفر آخرت (۹) عالم باعمل (۱۰) تاجدار انبیا قرآن میں (۱۱) دو عظیم فقیہان اہل سنت کا سفر آخرت (۱۲) ضیائے حبیب سال نامہ میگزین۔ مزید درجنوں کتابیں بہت جلد منظر عام پر آنے والی ہیں۔

محدث بستوی ریسرچ سینٹر اینڈ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ

فتنوں کے اس نازک دور میں جب کہ ہر طرف اسلام اور مسلمانان عالم پر یلغار کی جا رہی ہے ،اسلام دشمن عناصر جدید ذرائع ابلاغ کو استعمال کرکے اسلامی تعلیمات کے خلاف زبردست پروپیگنڈہ کر رہے ہیں قسم قسم کے داخلی وخارجی فتنوں کا ایک سیل رواں ہے جو رکتا ہوا نظر نہیں آتا ،ایسے نازک دور میں ملت اسلامیہ کرب واضطراب کے ساتھ مخلص افراد کی متلاشی ہے اور اس کو ایسے بافیض متدین علما کی اشد ضرورت ہے جو عالمانہ بصیرت رکھتے ہوں ،جن کے علم میں گہرائی ہو، جو دشمنوں کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر انہیں چیلنج کر سکتے ہوں ،مذکورہ اسباب وعوامل کے ساتھ عالمی منظر نامہ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

پر رونما ہونے والی برق رفتار تبدیلیوں نے حضرت حبیب العلما صاحب قبلہ کو ایسے ادارہ کی تاسیس پر آمادہ کیا جس سے عصری چیلنجوں کا سد باب کیا جا سکے۔ان شاءاللہ العزیز عن قریب ہی محدث بستوی ریسرچ سینٹر اینڈ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کا قیام عمل میں آنے والا ہے جس میں مدارس عربیہ کے فارغین طلبا کو کہنہ مشق اور ذی صلاحیت علما ومحققین کی تربیت میں ریسرچ کرنے اور ٹیکنیکل تعلیم حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا جائے گا۔اپیل: مذکورہ منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حبیب العلما کے قدم سے قدم ملا کر شانہ بشانہ چلیں اور حضور پیر طریقت علیہ الرحمہ کے مشن کو فروغ دینے کے لیے تیار رہیں ،آل انڈیا بزم نظامی کی ضروریات کو دیکھتے ہوئے اس کا دل کھول کر مالی تعاون فرمائیں اور اس مشن کو آگے بڑھانے کے لیے مفید مشوروں سے نوازیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم سے نوازے اور ہر طرح کی ترقیات سے سرفراز کرے۔آمین

آل انڈیا بزم نظامی رجسٹرڈ

چیک یا ڈرافٹ بنام

ALL INDIA BAZME NIZAMI

A/C. NO. S.B.I. 31182648690

BANK CODE NO. 09303

ضرب ہو............توحید باری عزاسمہٗ

اللّٰہٗ اللّٰہٗ اللّٰہٗ اللّٰہٗ

قلب کو اس کی رویت کی ہے آرزو　جس کا جلوہ ہے عالم میں ہر چار سو
بلکہ خود نفس میں ہے وہ سبحانہٗ　عرش پر ہے مگر عرش کو جستجو

اللّٰہٗ اللّٰہٗ اللّٰہٗ اللّٰہٗ

تو کسی جا نہیں اور ہر جا ہے تو　تو منزہ مکاں سے مبرہ ز سو
علم وقدرت سے ہر جا ہے تو کو بکو　تیرے جلوے ہیں ہر ہر جگہ اے عفو

اللّٰہٗ اللّٰہٗ اللّٰہٗ اللّٰہٗ

بھر دے الفت کی مے سے ہمارا سبو　دل میں آنکھوں میں تو اور لب پر ہو تو
کیف میں وجد کرتے پھریں کوبکو　ورد گایا کریں پے بہ پے سو بسو

اللّٰہٗ اللّٰہٗ اللّٰہٗ اللّٰہٗ

عفو فرما خطائیں مری اے عفو　شوق و توفیق نیکی کا دے مجھ کو تو
جاری دل کر کہ ہر دم رہے ذکر ہو　عادت بد بدل اور کر نیک خُو

اللّٰہٗ اللّٰہٗ اللّٰہٗ اللّٰہٗ

نور کی تیرے ہے اک جھلک خوبرو　دیکھے نوری تو کیوں کر نہ یاد آئے تو
ان کا سرور ہے مظہر ترا ہو بہو　مَنْ رَأنِیْ رَأَالْحَقُّ ہے حق مو بمو

اللّٰہٗ اللّٰہٗ اللّٰہٗ اللّٰہٗ

خواب نوری میں آئیں جو نور خدا　بقعۂ نور ہو اپنا ظلمت کدا
جگمگا اٹھے دل چہرہ ہو پُر ضیا　نوریوں کی طرح شغل ہو ذکر ہو

اللّٰہٗ اللّٰہٗ اللّٰہٗ اللّٰہٗ

طالب دعا : گدائے بارگاہ نوری ۔ محمد حبیب الرحمٰن نوری

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

تذکرۂ امام النبین

(صلوات اللہ تعالٰی وسلامہٗ علیہم)

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہٗ

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئتُکَ قَاصِدًا　اَرْجُوْا رِضَاکَ وَاحْتَمِیْ بِحِمَاکٰ

اے سرداروں کے سردار! میں آپ کے حضور آیا ہوں آپ کی خوشنودی کا امیدوار آپ کی پناہ کا طلب گار۔

اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاکَ مَاخُلِقَ امْرَءٌ　کَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکٰ

اگر آپ نہ ہوتے تو پھر کوئی شخص ہرگز پیدا نہ کیا جاتا اور اگر آپ مقصود نہ ہوتے تو یہ مخلوقات پیدا نہ ہوتیں۔

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّاتَوَسَّلَ اٰدَمُ　مِنْ زَلَّۃٍ بِکَ فَازَ وَھُوَ اَبَاکٰ

آپ وہ ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کا توسل اختیار کیا اپنی لغزش پر تو کامیاب ہوئے حالاں کہ وہ آپ کے جد بزرگوار ہیں۔

وَبِکَ الْخَلِیْلُ دَعَافَعَارَتْ نَارُہٗ　بَرْدًا وَقَدْ خَمَدَتْ بِنُوْرِسَنَاکٰ

اور آپ ہی کے وسیلے سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے دعا کی تو ان کی آگ سرد ہوگئی وہ آگ آپ کے نور کی برکت سے بجھ گئی۔

وَدَعَاکَ اَیُّوْبُ لِضُرٍّ مَسَّہٗ　فَاُزِیْلَ عَنْہُ الضُّرُّ حِیْنَ دَعَاکَ

اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری میں آپ کے وسیلے سے دعا کی تو ان کی دعا

مقبول ہوئی اور بیماری دور ہوگئی۔

وَبِکَ الْمَسِیْحُ اَتیٰ بَشِیْرًا مُخْبِرًا   بِصِفَاتِ حُسْنِکَ مَادِحًا لِعُلاکٰ

اور آپ ہی کے ظہور کی خوش خبری لے کر حضرت مسیح علیہ السلام آئے انھوں نے آپ کے حسن و جمال کی مدح وثنا کی اور آپ کے رتبہ بلندی کی خبر دی۔

وَکَذَاکَ مُوْسیٰ لَمْ یَزَلْ مُتَوَسِّلاً   بِکَ فِی الْقِیٰمَةِ مُحْتَمِیْ بِحِمَاکٰ

اور اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی آپ کا وسیلہ اختیار کیے رہے اور قیامت میں بھی آپ ہی کی حمایت کے طالب رہیں گے۔

وَھُوْدٌ وَیُوْنُسُ مِنْ بَھَاکَ تَجَمَّلاً   وَجَمَالُ یُوْسُفَ مِنْ ضِیَاءِ سَنَاکٰ

اور حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام نے بھی آپ ہی کے حسن سے زینت پائی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی آپ ہی کے جمال باصفا کا پَرتَو تھا۔

قَدْ فُقْتَ یَاطٰہٰ جَمِیْعَ الْاَنْبِیَاءِ   طُرًّا فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرَاکٰ

اے طٰہٰ لقب! آپ کو تمام انبیا پر برتری حاصل ہوئی، پاک ہے وہ جس نے ایک رات کو اپنے ملکوت کی سیر کرائی۔

اَنَاطَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ   لِاَ بِیْ حَنِیْفَةَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکٰ

میں آپ کے جود و کرم کا دل سے طلب گار ہوں کہ اس جہان میں ابوحنیفہ کے لیے آپ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

صَلّٰی عَلَیْکَ اللّٰہُ یَاعِلْمَ الْھُدیٰ   مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ اِلیٰ مَثْوَاکٰ

اے ہدایت کے علم سربلند! مشتاقان زیارت کے شوق بے حد کے مطابق قیامت تک اللہ کا درود و سلام آپ پر نازل ہوتا رہے۔

اَلْمُخْتَصَرُ اَنَّ الْعَظْمَةَ وَالشَّوْکَةَ وَعُلُوَّالْقَدْرِ ثَابِتَةٌ لِلْاَنْبِیَاءِ الْکِرَامِ الرَّسُوْلِ الْعَرَبِیِّ سَیِّدُنَا مُحَمَّدًا اَعْلاَھُمْ شَانًا وَارْفَعُھُمْ مَنْزِلَةً وَمَکَانًا عَلَیْهِ اَلْفَ اَلْفَ صَلاَةً وَّسَلاَمًا کَمَاقَالَ الشَّاعِرُ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

عظمت وشوکت و رفعت تو ہے نبیوں کے لیے   ہیں مگر ان سے بھی ذیشان رسول عربی

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ بِحُرْمَةِ اِمَامِ النَّبِیِّیْنَ صَلَوٰاتُ اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَابْنِہِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلاَنِی مُحِیِّ الدِّیْن وَاَوْلِیَاءِ مِلَّتِہٖ وَشُھَدَاءِ مَحَبَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِہٖ وَصُلَحَاءِ مِلَّتِہٖ اَجْمَعِیْن

طالب دعا، جاروب کش دربار امام الانبیاء

محمد حبیب الرحمٰن رضوی

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ نظامیہ

موضع اگیا پوسٹ چھاتا ضلع سنت کبیر نگر (یوپی) موبائل نمبر:۔ 9415672306

شرف انتساب

حضور شافع یوم النشور امام النبیین (صلی اللہ تعالیٰ وسلامہٗ علیہ وعلیہم) کے پیارے نام، جن کے لیے رب ذوالجلال والاکرام نے ارشاد فرمایا ''وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (پارہ ۱۷ سورۂ انبیاء آیت ۱۰۷)

اور

آپ کے صحابہ وآل اطہار ومہاجرین وانصار کے پیارے نام جن کے لیے ارشاد ہوا ''رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ'' (پارہ ۳۰/سورۂ بینہ ع ۱ آیت ۸)

اور

جملہ جاں نثاران رحمت للعٰلمین، شفیع المذنبین، صاحب طٰہٰ ویٰسین امام النبیین کے نام، جن کی نگاہ کیمیا اثر کی برکتوں سے انشاء اللہ تعالیٰ ہم غلامان خیر البشر دارین میں روشن وتابناک ہوتے رہیں گے۔ کیوں کہ

ہوا ہے سارا عالم ان سے روشن تجلی رب کی ہے نور نبی میں

خاک بوس نعلین مصطفیٰ (علیٰ صاحبھا الصلاۃ والسلام)

ابن خطیب البراہین محمد حبیب الرحمٰن رضوی

خادم التدریس دار العلوم اہل سنت تدریس الاسلام بسڈیلہ چاپئی کلاں ضلع سنت کبیر نگر
بانی وصدر آل انڈیا بزم نظامی ودار القلم نظامی مارکیٹ لہرولی بازار ضلع سنت کبیر نگر

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

تقدیم بر تذکرۂ امام النبیین

جامع معقول ومنقول نمونۂ سلف صالحین حضرت علامہ مفتی محمد اسلم صاحب قبلہ مصباحی
شیخ الحدیث دار العلوم اہل سنت غوثیہ رضویہ اگیا پوسٹ چھاتا ضلع سنت کبیر نگر

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّهٖ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ

حبیب العلما حضرت علامہ الحاج محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ کی تصنیف تذکرہ امام النبیین دیکھنے کا اتفاق ہوا، جگہ جگہ حضرت موصوف کی دوسری تصانیف کا ذکر بھی کتاب میں ملتا گیا، اس سے اندازہ ہوا کہ آپ کے قلم سے کئی کتابیں منصۂ شہود پر آ چکی ہیں، جب کہ آپ درسگاہ کے مدرس بھی ہیں اور اسٹیج کے مقرر بھی ہیں۔

دور حاضر میں یہ دیکھا جا رہا ہے کہ جو عالم تدریس وتقریر دونوں کا شغل رکھتا ہے بلکہ جو صرف تدریس کا شغل رکھتا ہوا سے تصنیف وتالیف کا موقع نہیں مل پاتا ہے اور نہ اس کے اوقات میں اتنی گنجائش ہوتی ہے کہ وہ کسی دوسرے علمی کام کے میدان میں قدم رکھے۔

مواقع کا نہ ملنا یا تو ضروریات زندگی کی مصروفیت ہوگی یا علمی ذوق کا نہ ہونا ہوگا مگر علامہ الحاج محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ کا معاملہ کچھ اور ہی ہے، آپ کے تدریسی، تقریری اور تصنیفی کارناموں کی روشنی میں ان اسلاف کی زندگیوں اور ان کے کارناموں پر نظر ڈالی جائے جنھوں نے اپنے اوقات کو اشاعت دین کے لیے وقف کر رکھا تھا تو لگتا ایسا ہے کہ حضرت موصوف اپنے اسلاف کے علمی اور عملی کارناموں کا نمونہ ہیں، اس لیے کہ آپ دو ایک کتاب نہیں بلکہ یکے بعد دیگرے تصنیف کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں جیسا کہ تذکرۂ امام النبیین کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اس وقت بھی آپ کے زیر قلم ''سلسلۃ الصالحین'' کی تصنیف جاری ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کے امثال پیدا فرمائے (آمین)

آپ کی جملہ تصانیف کا مطالعہ تو میں نہیں کر سکا البتہ ''تذکرۂ امام النبیین'' کے مطالعہ سے حضرت موصوف کے تحریر کی جو خوبیاں نظر فقیر میں آئیں انھیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) کسی مسئلہ یا واقعہ کے پیش کرنے میں سیدھے سادھے عام فہم الفاظ سے مسئلہ یا واقعہ کو آپ پیش کرتے ہیں تا کہ ہر پڑھنے والے کو پورا پورا فائدہ پہنچ سکے۔

(۲) ایسے بھاری بھرکم لفظ کا استعمال کتاب میں کہیں نہیں مل سکا جس سے عوامی سطح والوں کے لیے سمجھنے میں دشواری پیدا ہو۔

(۳) جو مسئلہ یا واقعہ آپ نے پیش کیا ہے اسے قرآن وحدیث سے مدلل کر کے بیان کیا ہے بلکہ قرآنی حوالوں میں سورہ، پارہ، رکوع اور آیت نمبر بھی لکھ دیا ہے تا کہ کسی متلاشی کو تلاش کرنے میں دشواری نہ پیش آئے، احادیثی حوالوں میں کتاب کا نام، صفحہ نمبر کے ساتھ تحریر کر دیا گیا ہے۔

(۴) عربی عبارتوں پر اعراب بھی لگانے کا التزام رکھا گیا ہے تا کہ کم پڑھے لوگوں کو اس کے پڑھنے میں آسانی ہو سکے۔

(۵) آیات قرآنیہ کا ترجمہ کنز الایمان سے لیا گیا ہے جو آج کے دور میں نہایت صحیح ترین قرآن کریم کا اردو ترجمہ ہے۔

(۶) آیات کے ترجمہ کو واضح کرنے کے ارادہ سے ضرورت کے مطابق اس ترجمہ کی تفسیر بھی مصنف نے قوسین کے درمیان تحریر کر دی ہے۔

(۷) مصنف کی یہ کوشش پوری کتاب میں ہے جو لکھا جائے وہ اتنے آسان انداز میں ہو کہ ہر قاری اچھی طرح سمجھ سکے۔

(۸) مصنف نے اپنی کتاب تذکرۂ امام النبیین کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ حصہ اول مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کے مقدس اور متبرک مقامات کا ذکر بڑی سنہری انداز میں ذکر کیا ہے۔ حصہ دوم: میں ملک عرب کی وجہ تسمیہ اور مشہور مقامات کا دل نشیں ذکر بھی اچھوتے انداز میں تحریر کیا ہے۔ حصہ سوم: میں ان متبرک مساجد کا ذکر کیا گیا ہے جو نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب ہیں۔ حصہ چہارم: میں انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر جمیل جس کی ابتدا حضرت

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع فرما کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر پر ختم کیا گیا ہے۔ حصہ پنجم: میں گستاخان انبیائے کرام علیہم السلام کا انجام قرآنی حوالوں کے ساتھ پیش فرمایا ہے۔ حصہ ششم: میں سجدۂ تعظیمی اور سجدۂ تعبدی کا ذکر بھی اپنے مخصوص انداز میں کتاب کا جز بنایا ہے۔ حصہ ہفتم: میں امام النبیین کے مکی اور مدنی زندگی کے حالات اور تبلیغ وارشاد کی کیفیات کو بھی انتہائی عمدہ انداز میں حوالوں کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ حصہ ہشتم: میں تاجدار انبیا کے خلفا ذوی الاحترام کا ذکر جمیل اور ان کے حالات اور ان کی خلافت کی ابتدا اور مدت خلافت کے ایام حوالوں کی روشنی میں قلم بند کر کے خلفا ذوی الاحترام کے مبارک ذکر جمیل کو اپنی تصنیف کا اختتامیہ قرار دیا ہے۔ تذکرۂ امام النبیین کے جملہ مندرجات کو تقدم میں ذکر کرنا تو ممکنات سے نہیں ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ان مندرجات کے ضمن میں بہت کچھ ایسے دل کش مسائل آتے ہیں جن کے پڑھنے اور دیکھنے سے ایمان میں تازگی اور عقیدۂ کی پختگی اور دل کو جلا ملتی ہے۔

اسلام کی ترویج واشاعت کے ذریعہ دینی خدمات کے تین طریقے رائج ہیں، تدریس، تقریر، تالیف وتصنیف جو معلم کائنات ﷺ کے دور ہی سے جاری وساری ہیں، روح کائنات ﷺ کے دور پاک میں درس وتدریس کا مشغلہ صُفّہ کے چبوترہ سے جاری ہو کر تا ایں دم مدارس اسلامیہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں گویا مدرسین معلم کائنات ﷺ کی تدریسی سنت سے متصف ہیں اور تقریر سے دینی خدمات کی اصل بھی دور رسول ﷺ سے جاری وساری ہے جیسا کہ معلم کائنات ﷺ کے مختلف خطبات سے واضح ہے کہ رسول کائنات ﷺ نے بہت سارے مواقع پر اپنے خطبات کے ذریعہ قوم کے سامنے ناصحانہ اور واعظانہ انداز میں خداوند قدوس کے احکام وفرامین عقائدی اور عملی بیان فرمایا ہے تا کہ قوم جہالت وگمرہی سے دور ہو اور صالح معاشرہ کا وجود ہو سکے اور رسول رحمت ﷺ نے اپنی نجی مجالس میں بھی تبلیغ وہدایت کے احکام بیان فرمایا ہے۔

یہ خطبات اور بیان احکام وعظ وتقریر کی اصل ہے جس پر آج کے مقررین عمل پیرا ہیں اور جمع قرآن وتدوین احادیث کا دور بھی اسی مبارک زمانہ سے چلا آ رہا ہے۔

تدوین فقہ وتفسیر اور دوسرے علوم اسلامیہ کے تدوین کا عمل بھی دور قدیم سے جاری وساری

ہے،ترویج دین حنیف اور اشاعت اسلام کے یہ تینوں طریقے نسلاً بعد نسلٍ چلے آرہے ہیں،دور حاضر کی علمی زبوں حالی اورتن آسانی کے گیے گزرے زمانہ میں بھی کچھ ایسے افراد پائے جارہے ہیں جوتن من دھن سے اسلامیات کی اشاعت اپنا فریضہ سمجھ رہے ہیں،اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی حبیب العلما حضرت علامہ الحاج محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ بھی ہیں جو اسلامیات کی ترویج واشاعت کے تینوں اوصاف سے متصف ہیں۔

مگران تینوں میں تصنیف کا شغل تلاش وجستجو کا طالب ہے گویا آپ اپنے تدریسی اورتقریری فرائض سے فرصت کے بعد بقیہ اوقات تحریری مواد کے اکٹھا کرنے اوران مواد کوترتیب دینے میں صرف کرتے ہیں اورایک مومن کی شان بھی یہی ہونی چاہیے خاص کرعلما کی کہ اپنے اوقات کسی نہ کسی دینی کام میں مصروف رکھیں اسی میں دین ودنیا کی بھلائی ہے۔

اپنے اوقات کو بے فائدہ گزاردینا مومن کی شان نہیں اس لیے کہ اپنے اوقات کو بے فائدہ گزاردینا مومن خاص کرعلما کے لیے بڑی مصیبت ہے۔

امورثلاثہ تدریس،تقریراورتصنیف میں سے ہرایک اسلام کی ترویج واشاعت میں کلیدی اور بنیادی حیثیت کے حامل ہیں اوران میں سے ہرایک کے لیے مستقل کوشش اور وقت درکار ہے گویا مصنف موصوف نے تینوں امورتدریس،تقریراورتصنیف کواپنا مشغلہ بنا کراپنے جملہ اوقات کو دینی اوراسلامی خدمات کے لیے وقف کررکھاہے،دورحاضر کے خدام دین حنیف کوآپ کی زندگی سے سبق لیناچاہیے۔

مولیٰ تعالیٰ حضرت مصنف کی عملی زندگی کو دراز فرمائے اور آپ کی دینی خدمات کو قبول فرمائے۔آمین بحرمۃ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

فقیر محمد اسلم عزیزی

خادم دارالعلوم اہل سنت غوثیہ رضویہ اگیاپوسٹ چھاتا ضلع سنت کبیرنگر(یوپی)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

مقدمہ

حضرت مولانا مقبول احمد سالک مصباحی

بانی ومہتمم جامعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی مدن پور کھادرنئی دہلی

حضرت انسان کے لیے یہی عز وتمکنت کیا کم ہے کہ اللہ رب العزت جل وعلیٰ نے اسے ''احسن تقویم''میں پیدافرمایااورکرم بالائے کرم اسی کے ہاتھوں میں اپنے محبوب اعظم ﷺ کا دامن کرم عطافرمایا،اسی کرم واحسان کی تفصیل وتشریح انسان پچھلے چودہ سوسالوں سے سیرت النبی ﷺ کی شکل میں کرتارہامگرتاہنوز اسے دعوی کمال وتکمیل نہیں بلکہ دعوی عجز وقصور رہی ہے،بڑے بڑے زبان آوروں نے یہ کہہ کراپنا انداز عجز ونیاز پیش کردیا کہ ؎

لایمکن الثناء کما کان حقہ　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

انسان خود ہی احسن تقویم کا مظہر ہےمگراس کوجن کے قدم ناز کی برکتوں سے یہ اعجاز واکرام ملاوہ خوداتنا حسین وجمیل ہے کہ کہنے والابس یہی کہہ کررہ گیا ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری　　آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہاداری

وہ حسینوں کاحسین،باکمالوں کا کمال ہے،اس کے حسن عالم تاب کے سامنے حسینان عالم کا حسن عکس وظل کے سوا کچھ نہیں ہے۔

شاعررسول حسان بااصول نے کیسی جاندار حقیقت نگاری کی ہے ؎

وَاَحۡسَنَ مِنۡکَ لَمۡ تَرَقَطُّ عَیۡنِیۡ　　وَاَجۡمَلَ مِنۡکَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَاءُ

یعنی یارسول اللہ ﷺ!میری نگاہوں نے آپ سے زیادہ حسین وجمیل دیکھا ہی نہیں اورآپ سے زیادہ خوبصورت کسی ماں نے کوئی بچہ نہ جنا۔

خُلِقۡتَ مُبَرَّاً مِنۡ کُلِّ عَیۡبٍ　　کَاَنَّکَ قَدۡ خُلِقۡتَ کَمَا تَشَاءُ

یاحبیب اللہ ﷺ!آپ ہرعیب ونقصان سے پاک وصاف پیدا کیے گیے گویا آپ یوں پیدا

ہوئے جیسا آپ چاہتے تھے،آپ کی تخلیق آپ کی مرضی وپسند کے مطابق ہوئی۔پوری کتب شاعری میں عقیدے کا ایسا شعراب تک کسی کی زبان سے نکلا ہی نہیں، ہر زبان میں اظہار وبیان کے دو طریقے رائج ہیں،موزوں، غیر موزوں کلام موزوں ہوں تو شاعری کہلاتا ہے اور کلام غیر موزوں ہو تو صنف نثر کے زمرے میں آتا ہے اہل محبت نے دونوں طریقوں سے اپنے اپنے محبوبوں کے سراپائے کمال کو تراشا ہے لیکن زبان وبیان کا معراج کمال یہ ہے کہ محبوبوں کے محبوب حضور رحمت عالم ﷺ کی مدح وثنا میں آجائیں تو نغمہ وترنم کی وادیوں میں سیر کرنے والے شعرا کے لقب سے سرفراز ہوتے ہیں اور سادگی وپرکاری سے فکروفن کی زلف برہم سنوارنے والے نثر نگاروں کے نام سے پہچانے گیے،دونوں ہی خوش نصیب ہیں اگر دونوں کے خیال اچھے ہوں۔

ابن خطیب البراہین،سریع القلم،سریع الخاطر،ذکی الفہم، حبیب العلما حضرت علامہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ رضوی نائب شیخ الحدیث دارالعلوم اہل سنت تدریس الاسلام بسڈیلہ کو ذوق تو دونوں چشموں کا ملا ہے، یہ جس ذوق وشوق سے اردو نثر کا مزہ لیتے ہیں اسی ذوق وشوق سے شاعری سے لطف اٹھاتے ہیں،آپ کی تقریر ایک گھنٹہ طویل ہو تو بلا مبالغہ چالیس پچاس معیاری اشعار ضرور اس میں درآتے ہیں اور تحریر وخطابت دونوں کا مزاج یہ پایا ہے کہ اپنی بات کم اللہ ورسول کی بات زیادہ کرتے ہیں گویا گفتگو کیا ہوتی ہے،زر خالص ہوتی ہے جسے کسی بھی کسوٹی پر پرکھ لیا جائے

زیر نظر کتاب ''تذکرہ امام النبیین''ان کی شاہ کار کاوش ہے جو آقاؤں کے آقا،فقیروں کے داتا،غریبوں کے ملجا،حضور رحمت عالم،نور مجسم،فخر بنی آدم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے حضور میں نذرانہ عقیدت سے عبارت ہے،سرکار والا کی شان میں کچھ بھی خامہ فرسائی عبادت کا درجہ رکھتی ہے، یہ انتہائی خاردار وادی ہے اس زمین کی شکل ومزاج اگرچہ زیادہ تر شاعروں سے تعلق رکھتی ہے مگر نثر کی دنیا میں بھی آبلہ پائی کرنا کوئی آسان کام نہیں،اس کا اندازہ مجھے اس وقت ہوا جب کچھ دنوں قبل ایک محرر نے سیرت کے موضوع پر لکھے گیے ایک عربی رسالہ کا

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

مقدمہ لکھنے کی سفارش کی، مجھے سمجھ میں نہ آسکا کہ کہاں سے شروع کروں اور آج پھر یہی معاملہ در پیش ہے،راہ محبت کا ایک ساغر مجھ سے گرد راہ بننے کی پیش کش کررہا ہے، سچ ہے اس راہ کا گرد راہ بنناہی حاصل زندگی اور معراج عشق ہے،پچھلی چودہ صدیوں میں لاکھوں اہل فکروقلم نے ،اصحاب علم وہنر نے اور ارباب زبان وبیان نے الگ الگ زبانوں میں الگ الگ زمانوں میں اپنے اپنے پیرائے میں، اپنے اپنے انداز میں سرکار مدینہ ﷺ کی مدح سرائی کی ہے،تذکرہ نگاری کی ہے،خراج عقیدت پیش کیا ہے،چشم تصور سے آپ کے نوارانی سراپا کی منظر کشی کی ہے،ان میں سے کسی کو کامیاب یا ناکامیاب نہیں کہا جاسکتا،نہ کسی اہل زبان میں یہ جرأت ہے کہ کسی کو کسی پر فوقیت دے،وہاں تو وہی سہاگن ہے، پیا جس کو چاہیں اور اپنی چاہت سے نواز دیں،کسی نے سچ کہا ؎

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی　　　جو بڑھ کر خود اٹھالے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

مجھے خوشی ہورہی ہے کہ حضرت ابن خطیب البراہین نے اپنے تحقیقی روایت کے مطابق جرأت سے کام لے کر اس خاردار وادی میں قدم رکھ دیا ہے اور اپنا نام بھی ان خوش نصیبوں میں شامل کروالیا ہے جو کسی نہ کسی زوایے سے سرکار اقدس ﷺ کی سیرت پر کام کرتے رہتے ہیں۔دعا ہے مولیٰ تعالیٰ اس ابتدائی کاوش کو آنے والے دور میں کسی عظیم کارنامے کی بنیاد بنادے۔آمین

زیر نظر کتاب کو ایک طائرانہ نظر سے ملاحظہ کیا،متعدد جگہوں سے پڑھا بھی، کتاب مختصر مگر آج کے عدیم الفرصتی کے دور میں زیادہ مختصر بھی نہیں ہے،سیرت النبی ﷺ کے انتہائی اہم اور تابناک پہلوؤں کو انتہائی اختصار اور جامعیت کے ساتھ اپنے شگفتہ اسلوب سے اجاگر کرنے کی سعی کی ہے اور اس میں الحمدللہ مکمل طور پر کامیاب ہوکر گزرے ہیں اردو خواں قاری نے اگر سیرت کی کوئی اور کتاب نہ بھی پڑھی ہو تو یہی ایک کتاب سرکار مدینہ ﷺ کی مقدس زندگی سراپا نور کو پیش کرسکتی ہے۔کتاب کیا ہے؟ تاریخ سیر اور معتبر روایت کا حسین مرقع ہے، ہر بات کا حوالہ قرآن واحادیث سے ہے،افسانوی روایات وواقعات کو ہاتھ لگانے سے گریز کیا ہے کیوں کہ سرکار کی سیرت طیبہ کے معتبر اور جرح وتعدیل سے دور واقعات ہی اتنی بڑی تعداد میں ہیں کہ مجروح روایات یا مشکوک کہانیوں کو ہاتھ لگانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی،سرکار

مدینہ ﷺ کا روئے تاباں اتنا روشن ومنور ہے کہ وہاں شک وارتیاب کے کسی میل کچیل کی رسائی نہیں ہوسکتی اور حضرت ابن خطیب البراہین نے اپنے اعلیٰ علمی ذوق وشوق سے اس خاردار وادی سے عشق وعقیدت کا ایک خوبصورت گلدستہ تیار کرکے عشاقان حبیب کے ہاتھوں میں پیش کردیا ہے، قلت عقل کی بنیاد پر خدا سے لڑائی لینے والے سیرت النبی کے دھوکے میں میلاد النبی ﷺ کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں، اب یہ ان کو کون بتائے یا سمجھائے کہ سیرت النبی ﷺ کے کسی بھی گوشہ میں کسی بھی طرح کی کوئی گفتگو کرنا دراصل میلاد النبی ﷺ ہی کا ایک حصہ ہے، پھر پیارے میلاد النبی سے اتنا بیر کیوں ہے؟ علامہ کی کتاب اردو زبان وادب میں سیرت النبی اور تذکرہ میلاد النبی کا اہم باب ہوسکتی ہے، یہ کتاب انھیں کا کھا کر انھیں کے غلاموں سے الجھنے غرانے والے مجرموں کے لیے آئینہ ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کتاب کو سلسلہ نظامیہ کے وابستگان زیادہ سے زیادہ مقدار میں چھپوا کر تقسیم کریں اور دوسروں تک پہنچائیں، علما کو ہو سکے تو مفت دیں کیوں کہ یہ خرید کر کتاب نہیں پڑھتے اگر مفت مل جائے تو ہوسکتا ہے اسے ہاتھ لگانے کی زحمت گوارا کرلیں اور یوں ہی ان کی ماہانہ آمدنی کسی نئی کتاب کی خریداری کی اجازت نہیں دیتی، جب علما کا یہ حال ہے تو بھلا طلبا کا حال کیا ہوگا۔اس لیے ارباب اہل ثروت سے گزارش ہے کہ علما طلبا کو جہاں تک ہوسکے اس کتاب کو مفت تقسیم کریں انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں عشق رسول ﷺ بیدار ہوگا، دلوں کا زنگ چھٹے گا، بند چشمے جاری ہوں گے، روحوں کے پژمردہ گلاب کھلیں گے، اجڑے دیار بسیں گے اور ان کا دامن مراد بھی ہرا ہوگا۔مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کے محرر، قاری، ناشر، معاون اور عقیدت مند ہر کسی کو اس کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔آمین

یکے از سیہ کاراں

مقبول احمد سالک مصباحی

بانی ومہتمم جامعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی مدن پور کھادر نئی دہلی

نزیل حال جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین لہرولی بازار ضلع سنت کبیر نگر (یوپی)

۲۴ر دسمبر ۲۰۱۲ء بروز دوشنبہ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْم

عرض حال

بحمدہٖ تعالیٰ حضور امام النبیین (صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہٗ علیہ وعلیہم) کے دین پاک کی نشر واشاعت کے لیے جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین لہرولی بازار کے ساتھ ساتھ دارالقلم بھی قائم کیا گیا تا کہ طالبان علوم نبویہ کو علوم امام الانبیا سے آراستہ وفارغ التحصیل کرکے ملک وملت کے رشد وہدایت کے لیے قوم کو دیا جائے، ساتھ ہی ساتھ ''دارالقلم'' کے ذریعہ خلق خدا کو علوم امام الانبیا کی روشنی میں لایا جائے۔

چنانچہ ''دارالقلم'' کے ایک شعبہ میں جہاں فارغ التحصیل علما وفضلا کے اندر تحریر وقلم کا ذوق پیدا کرنے کے لیے مختلف عنوانات رقم کرکے بذریعہ پمفلٹ دارالقلم کی طرف سے شائع کرکے تحریری انعامی مقابلے کے جلسے میں انھیں مدعو کیا جاتا ہے تا کہ اپنے تحریر کردہ مقالوں کو یکے بعد دیگرے پیش کرکے انعامات حاصل کریں اور ان کی ہمت افزائی کے لیے ان کے تحریر کردہ مقالوں کو بشکل میگزین بنام ''ضیائے حبیب'' شائع کیا جاتا ہے وہیں پہ مختلف عنوانات پر قرآن واحادیث کے حوالوں سے مزین کتب ورسائل کو بھی شائع کیا جاتا ہے تا کہ پڑھا لکھا طبقہ زیادہ سے زیادہ علوم امام الانبیا سے مستفیض ومستنیر ہو اور یہ بھی وقت کا ایک المیہ ہے جیسا کہ مشائخ ذوی الاحترام کی بخشی ہوئی امانت سلسلۂ عالیہ، قادریہ، برکاتیہ، رضویہ، نوریہ، نظامیہ کے نشر واشاعت کے لیے ہند و نیپال کے مختلف صوبوں کے دورے سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ (علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام) کی بیشتر تعداد زبان اردو سے ناواقف ہے۔یہی وجہ ہے دارالقلم سے شائع ہونے والے کتب ورسائل کو اردو، ہندی اور دیگر زبانوں میں شائع کیا جاتا ہے تا کہ قوم وملت کے وہ افراد جو اردو زبان نہیں جانتے فقط ہندی ودیگر زبان جانتے ہیں وہ بھی علوم امام النبیین سے فیضیاب ہوں بلکہ دارالقلم سے شائع ہونے والا سہ ماہی رسالہ ''پیام نظامی''

نصف اردو وعربی اور نصف حصہ ہندی میں کردیا گیا ہے۔

بحمدہٖ تعالیٰ دارالقلم سے درجنوں کتب ورسائل مختلف زبانوں میں شائع ہوئے جسے ارکان دارالقلم زیادہ سے زیادہ قوم تک پہونچانے میں کوشاں رہتے ہیں، بذریعہ ٹرانسپورٹ دہلی پریس سے ہی چھپی ہوئی کتابوں کو صوبۂ مہاراشٹر کے مشہور صنعتی شہر بھیونڈی میں ڈاکٹر محمد شفیق نظامی ودیگر نوجوانان آل انڈیا بزم نظامی کے نام بھیج دیا جاتا ہے یہ حضرات باسی عید کو شہر بھیونڈی میں سالہا سال سے تاریخ ساز ہونے والی ''نظامی کانفرنس'' میں اور مہاراشٹر کے دیگر بڑے شہروں کے ہونے والے دینی جلسوں میں نظامی بک اسٹال کے ذریعہ پیغامات امام النبیین قوم تک پہونچارہے ہیں، ایسے ہی مدھ پردیش شہر مندسور کے وکیل سلطان احمد منصوری نظامی ونوجوانان آل انڈیا بزم نظامی کے ذریعہ یہ دینی کتابیں قوم تک پہونچ رہی ہیں، ایسے ہی شہر جھابوا میں حضرت مولانا محمد خورشید احمد نظامی ونوجوانان آل انڈیا بزم نظامی کے ذریعہ دارالقلم کے کتب ورسائل قوم تک پہونچ رہے ہیں اور ایسے ہی صوبہ راجستھان شہر کیتھون کے حافظ عبدالحلیم نظامی ونوجوانان آل انڈیا بزم نظامی کے ذریعہ صوبۂ راجستھان میں دارالقلم کے کتب ورسائل پہونچ رہے ہیں ایسے ہی دارالقلم سے شائع ہونے والا سہ ماہی ''پیام نظامی'' ممبروں کے علاوہ انڈیا کے باہر بارہ ملکوں کے مختلف صوبوں کے نمائندوں کے ذریعہ قوم تک پہنچ رہا ہے۔

علاوہ ازیں دینی جلسوں میں دارالقلم کی کتابیں راقم الحروف کے ساتھ ہوتیں ہیں اختتام جلسہ پر احباب اہل سنت بڑے ذوق وشوق سے حاصل کرکے فیضیاب ہورہے ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ

سبب تالیف

چوں کہ مشغولیت اور عدیم الفرصتی کے اس دور میں موٹی وضخیم کتابوں کے مطالعہ کا وقت لوگوں کے پاس کم رہتا ہے اس لیے خیال ہوا کہ دارالقلم سے مختصر اور مختلف عنوانات پر زیادہ سے زیادہ کتابیں قوم وملت تک ہر زبان میں پہونچائی جائیں تا کہ مختصر سے وقت میں احباب اہل سنت اسلامیات سے قریب تر ہوتے جائیں، انھیں مختصرات میں دارالقلم کے سلسلۂ

اشاعت نمبر ۲۸ پر ''تذکرۂ امام النبیین'' پیش خدمت کیا جارہا ہے تا کہ ہر خورد وکلاں رسول پاک ﷺ کی مکی ومدنی زندگی پاک سے قریب تر ہوکر فلاح دارین حاصل کرلے۔

کیوں کہ ؎

نہیں ہے اور کوئی دوسری راہ ہدایت ہے نبی کی پیروی میں

چنانچہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے تا خاتم پیغمبراں حضور سیدنا امام النبیین ﷺ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم بیش دو لاکھ چوبیس ہزار انبیا ومرسلین (صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہٗ علیہم) کو رب کریم نے آسمانی کتب وصحائف کے ساتھ بندوں کی رشدوہدایت کے لیے مبعوث فرمایا جو آسمانی کتب وصحائف کے عملی تفسیر کی حیثیت سے اپنی اپنی قوموں کو رشدوہدایت دیتے رہے جن امتوں نے اپنے نبی کی عملی زندگی اور ان کے پاکیزہ ارشادات وتلقینات اور زندگی بخش حالات وکیفیات، عمدہ گفتار ورفتار، اچھوتے نشست وبرخاست اور بلند اخلاق وکردار غرضیکہ ان کے مشکبار لیل ونہار کو محبت واحترام سے مشعل راہ رکھا وہ ہدایت پاگئے پھر ذکر خدا سنت مصطفیٰ اور ذکر مصطفیٰ سنت الٰہیہ ہے۔ اسی لیے ایک رمز شناس امتی پکار اٹھتا ہے کہ ؎

کرو ذکر مصطفیٰ کا یہ کہاں کا ذکر چھیڑا مجھے چاہیے حقیقت نہیں چاہیے فسانہ

دنیا کا امام ہی آخرت کا امام ہوگا

دوسرے فقیر راقم الحروف نے دیکھا کہ اس فانی زندگی میں درحقیقت جس کا جو امام ورہبر ہوگا وہ کل قیامت کے دن اسی کی جماعت میں رکھا جائے گا، جیسا کہ خالق موت وزندگی (جل جلالہٗ) نے اعلان فرمایا ''یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ'' (پارہ ۱۶ سورۂ بنی اسرائیل ع۸ آیت ۷۱)

ترجمہ:۔ جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ (جس امام کا وہ دنیا میں اتباع کرتا تھا)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

محبت رسول جان ایمان ہے

چنانچہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک باب ہی باندھا ہے" باب حب الرسول اللہ ﷺ (یعنی رسول اللہ ﷺ کی محبت ہی ایمان ہے) جیسا کہ خادم النبی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے " عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ"(بخاری جلد اول صفحہ ۷)

ترجمہ:۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے والدین، اولاد اور دنیا بھر کے لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

ارشاد رسول فرمان خدا ہی ہے

جیسا کہ رب کریم نے ارشاد فرمایا"وَمَایَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی" (پارہ ۲۷/سورۂ نجم/ع ۱/آیت ۳/۴)

ترجمہ:۔اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انھیں کی جاتی ہے۔

اس ارشاد خداوندی سے واضح ہوگیا کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی خواہش سے کوئی بات فرماتے ہی نہیں جو فرماتے ہیں وحی الٰہی ہوتی ہے۔اسی حقیقت کی ترجمانی فرمائی ہے ہمارے مرشد برحق شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ؎

ان کا ارشاد ہے ارشاد خداوند جہاں — یہ وہی کہتے ہیں جو رب کا کہا ہوتا ہے

اور معلوم ہوا ؎

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ — ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں — ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

محبت کرنے والا محبوب کے ساتھ ہوگا

تیسری وجہ یہ بنی کہ محبوب رب العالمین (ﷺ) نے اعلان فرمایا ہے کہ "مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّۃِ" (النعمة الکبریٰ صفحہ ۲۶/ تصنیف علامہ ابن حجر مکی)

یعنی جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

چوں کہ ارباب عقیدت کے قلب ونظر میں محبوب کے وجود اور اس کے شیریں گفتار کی محبت تو ہوتی ہی ہے بلکہ دیار حبیب بھی ان کی نگاہوں میں عزیز و پیارا ہوا کرتا ہے، جیسا کہ دسویں صدی کے مجدد صاحب مرقاۃ رقم طراز ہیں "وَکُلُّ مَایُنْسَبُ اِلَی الْحَبِیْبِ مَحْبُوْبٌ"(مرقاۃ جلد پنجم صفحہ ۱۵۷)

یعنی ہر وہ شئ جو حبیب کی طرف منسوب ہوتی ہے وہ محبوب ہوا کرتی ہے۔

وجود حبیب

چنانچہ رب کریم نے محبوب دوعالم ﷺ کی عمر وحیات کی یوں قسم یاد فرمائی "لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ"(پارہ ۱۴ سورۂ حجر ع۵/آیت ۷۲)

ترجمہ:۔اے محبوب تمہاری جان کی قسم بے شک وہ (کافر) اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔

مخلوق الٰہی میں سے کوئی جان بارگاہ الٰہی میں آپ کی جان پاک کی طرح عزت وحرمت نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ حضور سید عالم ﷺ کے عمر کے سوا کسی کی عمر وحیات کی قسم نہیں فرمائی، یہ مرتبہ صرف حضور سید عالم ﷺ ہی کا ہے۔

کلام حبیب

رب کریم نے کلام محبوب سے متعلق یوں قسم یاد فرمائی:"وَقِیْلِہٖ یٰرَبِّ اِنَّ ھٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَّایُؤْمِنُوْنَ"(پارہ ۲۵ سورۂ زخرف ع۷ آیت ۸۸)

ترجمہ:۔ مجھے رسول (ﷺ) کے اس کہنے کی قسم کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے

اللہ تبارک وتعالیٰ کا حضور سید عالم ﷺ کے قول مبارک کی قسم فرمانا حضور ﷺ کے اکرام اور حضور ﷺ کی دعاو التجا کے احترام کا اظہار ہے (کنز الایمان)

اسی لیے امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پکار اٹھے ؎

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام وبقا کی قسم

دیار حبیب

رب ذوالجلال نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے پیارے شہر سے متعلق ارشاد فرمایا "لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ" (پارہ ۳۰/سورۂ بلد ع ۱ آیت ۱/۲)

ترجمہ:۔ مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے جس کی یوں ترجمانی فرمائی ؎

کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم   اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

ع ....اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

شعائر اللہ

پھر رب ذوالجلال نے خود ہی شعائر اللہ (اللہ کے نشانات) کی عظمت ورفعت شان بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ" (پارہ ۲ سورۂ / ع ۱۹ آیت ۱۵۸)

ترجمہ:۔ بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں۔

صفا ومروہ شعائر اللہ کیوں؟

صفا ومروہ شعائر اللہ یعنی اللہ کے نشانوں سے اس لیے ہیں کہ بحکم الٰہی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے محض رضائے الٰہی کے لیے ان دونوں

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

پہاڑوں کے قریب سکونت اختیار فرمائی، ان مقبول بندوں نے صبر کیا، حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام خرد سال تھے، تشنگی سے جب ان کی جاں بلبی کی حالت ہوئی تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیتاب ہو کر کوہ صفا پر تشریف لے گئیں وہاں بھی پانی نہ پایا تو اتر کر نشیب کے میدان میں دوڑتی ہوئی مروہ تک پہونچیں، اس طرح سات مرتبہ گردش ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے "اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ" کا جلوہ اس طرح ظاہر فرمایا کہ غیب سے ایک چشمہ زمزم نمودار کیا اور ان کے صبر واخلاص کی برکت سے ان کے اتباع میں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑنے والوں کو مقبول بارگاہ کیا اور ان دونوں پہاڑوں کو محل اجابت دعا بنایا۔ (کنز الایمان)

معلوم ہوا کہ اللہ کے پیارے تو پیارے ہوتے ہی ہیں، ان پیاروں کے قدم پاک جہاں پڑ جائیں وہ جگہ بھی بارگاہ الٰہی میں پیاری ہے۔

اسی لیے خود رب کریم نے شعائر اللہ کی تعظیم وتوقیر کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰہِ فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ" (پارہ ۱۷ سورۂ حج ع ۴/آیت ۳۰)

ترجمہ:۔ اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے

حرمٰت اللہ

حرمٰت اللہ سے مراد وہ چیزیں ہیں جو خدائے تعالیٰ کے نزدیک محترم ہیں۔

اور ارشاد ہوا "وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ"

(پارہ ۱۷ سورۂ حج ع ۴/آیت ۳۲)

ترجمہ:۔ اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

شعائر اللہ

شعائر اللہ کے معنیٰ ہیں اللہ تعالیٰ کے دین کی نشانیاں، مذکورہ آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جس کے دل میں تقویٰ اور پرہیزگاری ہوگی وہ شعائر اللہ کی تعظیم کرے گا۔ (تفسیر جلالین ص ۲۳)

مذکورہ آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن کے دل شعائر اللہ کی تعظیم وتوقیر اور ادب و احترام سے خالی ہیں اگرچہ وہ دیکھنے میں اچھے دکھائی دیں مگر ان کے قلوب تقویٰ و پرہیزگاری سے بھی خالی ہیں۔ اسی لیے فقیر کہا کرتا ہے کہ ؎

نہ جا ظاہر پرستی پر اگر کچھ عقل و دانش ہے چمکتا جو نظر آتا ہے سب سونا نہیں ہوتا

اس لیے حصول برکت کے لیے مختصراً دیار محبوب (ﷺ) کا پیارا تذکرہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ ایک نظر میں

ملک عرب : چوں کہ رحمت عالم ﷺ کا پیارا ملک ملک عرب ہے اس لیے طبعی طور پر ایک صادق الایمان کو محبوب کے پیارے دیار کے پیارے تذکرے سے بھی سکون قلب و روح حاصل ہوا کرتا ہے، پھر سکون قلب وروح حاصل کیوں نہ ہو جب کہ امام النبیین (صلوات اللہ تعالیٰ علیہم) نے ارشاد بھی فرمایا جیسا کہ سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا "وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحِبُّوْا الْعَرَبَ لِثَلٰثٍ لِاَنِّیْ عَرَبِیٌّ وَالْقُرْآنُ عَرَبِیٌّ وَکَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِیٌّ" **(رواہ البیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ شریف باب مناقب قریش و ذکر القبائل صفحہ ۵۵۳)**

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عرب کو تین وجہ سے دوست رکھو (۱) ایک یہ کہ میں عربی ہوں (۲) دوسرا یہ کہ قرآن عربی میں ہے (۳) تیسرا اس وجہ سے ہے کہ جنتیوں کا کلام عربی میں ہے۔ (الملفوظ حصہ چہارم صفحہ ۱۴)

یقیناً حضور خیر الانام عربی ہیں، خیر الکلام قرآن کریم عربی ہے اور اہل جنت کی زبان عربی ہے اور حضور رحمت عالم ﷺ کا پیارا لقب رسول عربی ہے، وہ افصح العربی ہیں، آپ نے خود ارشاد فرمایا "اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ" میں عرب میں سب سے فصیح زبان بولنے والا ہوں اور ارشاد ہوا "بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ" یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے خطاب وکلام کی ایسی قوت وقدرت عطا فرمائی ہے کہ میرے مختصر الفاظ وکلمات میں معانی و مطالب اور علوم و معارف کا خزانہ چھپا ہوتا ہے۔

سچ فرمایا امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ؎

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی بولے منھ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

اور رب کریم نے ارشاد رسول ﷺ سے متعلق حکم دیا "وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ" **(پارہ ۲۸ سورۂ حشر ع ۱ / آیت ۷)**

ترجمہ:۔ اور جو کچھ تمھیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

(یعنی نبی کریم ﷺ کی مخالفت نہ کرو اور ان کے تعمیل ارشاد میں سستی نہ کرو اور جو رسول پاک ﷺ کی نافرمانی کریں ان پر اللہ کا سخت عذاب ہے)

علاوہ ازیں ارشاد ہوا "فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ" (پارہ ۳ سورۂ ال عمران ع ۴ آیت ۳۱) یعنی میری پیروی کرو گے اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔ پتہ چلا ؎

تقدیر کے پابند جمادات و نباتات مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

اس لیے دیار حبیب کا مختصر تذکرہ پیش خدمت کیا جا رہا ہے۔

عرب کی وجہ تسمیہ

اہل لغت کے نزدیک عرب اور اعراب کے معنیٰ فصاحت اور زبان آوری، خوش بیانی اور زبان دانی کے ہیں، چوں کہ اہل عرب اپنی فصاحت و بلاغت اور زبان آوری، خوش بیانی کے سامنے ساری دنیا کو ہیچ اور کمتر سمجھتے تھے، اس لیے انھوں نے خود کو اسی احساس تفاخر میں ڈوب کر عرب اور دنیا کی دوسری زبانیں بولنے والی اقوام کو عجم (گونگا) کہہ کر پکارا اور ایک عجیب سے احساس برتری میں مبتلا رہے۔ (المنجد ص ۴۹۵)

بعض علما و محققین کے نزدیک "عرب" اصل میں عربہ تھا جس کے معنیٰ سامی زبانوں میں دشت وصحرا کے ہیں چوں کہ عرب کا بڑا حصہ دشت وصحرا پر مشتمل ہے اس لیے ان ممالک کے مجموعے کو عرف عام میں عرب کہا جانے لگا۔ (سیرۃ الرسول صفحہ ۲۵)

چنانچہ یہ براعظم ایشیا کے جنوب مغرب میں واقع ہے، اس ملک کو تین طرف سے سمندر نے اور چوتھی طرف سے دریائے فرات نے جزیرہ کی طرح گھیر رکھا ہے اس لیے اس ملک کو ''جزیرۃ العرب'' بھی کہتے ہیں۔ اس کے شمال میں شام و عراق، مغرب میں بحر احمر (بحیرۂ قلزم) جو مکہ معظّمہ سے بجانب مغرب تقریباً ستہتر (۷۷) کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور جنوب میں بحر ہند اور مشرق میں خلیج عمان و خلیج فارس ہیں، سرزمین عرب اپنے رقبے اور اپنی جغرافیائی حدود کے لحاظ سے تقریباً تینتیس لاکھ مربع کلومیٹر ہے۔ (سیرۃ الرسول جلد دوم صفحہ ۲۵)

علمائے جغرافیہ

ماہرین جغرافیہ نے زمینوں کی طبعی ساخت کے لحاظ سے اس ملک کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا ہے

(۱) حجاز (۲) یمن (۳) حضرموت (۴) مہرہ (۵) عمان (۶) بحرین (۷) نجد (۸) احقاف

(تاریخ دول العرب والاسلام جلد اول صفحہ ۳ / سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۳۴)

حجاز

یہ ملک کے مغربی حصہ میں بحر احمر (بحیرۂ قلزم) کے ساحل کے قریب واقع ہے، حجاز سے ملے ہوئے ساحل سمندر کو جو نشیب میں واقع ہے ''تہامہ'' یا غور (پست زمین) کہتے ہیں اور حجاز سے مشرق کی جانب جو ملک کا حصہ ہے وہ ''نجد'' (بلند زمین) کہلاتا ہے ''حجاز'' چوں کہ ''تہامہ'' اور ''نجد'' کے درمیان حاجز اور حائل ہے اس لیے ملک کے اس حصہ کو ''حجاز'' کہتے ہیں۔ (تاریخ دول العرب والاسلام جلد اول صفحہ ۴ / سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۳۴/۳۵)

حجاز کے مشہور مقامات

تاریخ اسلام میں حجاز کے مشہور مقامات یہ ہیں۔

مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بدر، احد، خیبر، فدک، حنین، طائف، تبوک، غدیرخُم وغیرہ، حضرت شعیب علیہ السلام کا شہر مدین تبوک کے محاذ ساحل بحر احمر پہ واقع ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

مکہ مکرمہ

حجاز کا یہ مشہور شہر مشرق میں ''جبل ابوقبیس'' اور مغرب میں ''جبل قعیقعان'' دو بڑے بڑے پہاڑوں کے درمیان واقع ہے اور اس کے چاروں طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں اور ریتیلے میدانوں کا سلسلہ دور دور تک چلا گیا ہے جہاں حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے سات ہزار پانچ سو چھپن برس کی مدت گزرنے کے بعد اسی شہر پاک میں حضور امام النبیین تاجدار کونین ﷺ کی ولادت باسعادت ۱۲؍ربیع الاول مطابق ۲۰؍اپریل ۵۷۱ء بروز دوشنبہ مبارکہ بوقت صبح صادق ہوئی، کعبہ شریف بھی اسی مقدس شہر میں ہے، مناسک حج کے دیگر مقامات مکہ شریف کے پورب پندرہ کلومیٹر کے اندر واقع ہیں، مکہ مکرمہ کو اُم القریٰ بھی کہتے ہیں کیوں کہ وہ تمام زمین والوں کا قبلہ ہے، رب کریم نے ارشاد فرمایا ''وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی'' (پارہ ۷ سورۂ انعام ع ۱۱ / آیت ۹۳)

ترجمہ:۔ اور اس لیے کہ تم ڈر سناؤ سب بستیوں کے سردار کو۔

اطراف مکہ

شہر مکہ اور اس کے اطراف کی مشہور جگہوں میں کعبہ معظّمہ، صفا و مروہ، منیٰ، مسجد خیف، مزدلفہ، جبل قزح، عرفات، جبل رحمت، مسجد نمرہ، غار حرا، غار ثور، جبل تنعیم، مسجد عائشہ، جعرانہ، حدیبیہ وغیرہ ہیں۔ مکہ شریف سے منیٰ تقریباً ۵؍کلومیٹر ہے اور منیٰ سے عرفات تقریباً ۹؍کلومیٹر ہے اور ان دونوں مقدس مقامات کے درمیان ۵؍کلومیٹر پر مزدلفہ ہے۔

عرفات

عرفات ایک وسیع میدان کا نام ہے۔ ضحاک کا قول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جدائی کے بعد ۹؍ذی الحجہ کو میدان عرفات میں جمع ہوئے اور دونوں میں تعارف ہوا اس لیے ۹؍ذی الحجہ کا نام عرفہ اور مقام کا نام عرفات ہوا (یعنی پہچاننے کی جگہ) یا اس لیے کہ جبریل امین نے اسی جگہ اسی تاریخ میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو مناسک حج کی تعلیم دی۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری جلد اول صفحہ ۴۵۳)

ایک قول یہ ہے کہ چوں کہ اس روز بندے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اس لیے اس دن کا نام عرفہ ہے، عرفات میں وقوف فرض ہے کیوں کہ ''افاضہ'' بلا وقوف متصور نہیں؟ جیسا کہ رب کریم نے حجاج کے لیے ارشاد فرمایا'' فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ''(پارہ ۲ سورۂ بقرہ ع ۲۵ / آیت ۱۹۸)

ترجمہ:۔ تو جب عرفات سے پلٹو تو اللہ کی یاد کرو مشعر حرام کے پاس۔

عرفات کا رقبہ تقریباً بیس کلومیٹر مربع ہے، اسی میدان عرفات میں جبل رحمت بھی ہے، حضور نبی کریم ﷺ نے اس جگہ وقوف فرمایا جہاں دعائیں مقبول ہوتی ہیں، اسی میدان عرفات میں مسجد نمرہ بھی ہے، وقوف عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کو مقام عرفات کی حاضری حج کا اہم فرض اور حج کا رکن اعظم ہے، اگر یہ چھوٹ جائے تو حج ادا ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں یعنی قربانی وغیرہ کا کفارہ بھی اس کا بدل نہیں ہو سکتا، اسی میدان عرفات میں حجاج کرام جمع بین الصلاتین یعنی ظہر و عصر کی نماز ظہر کے وقت میں ملا کر ادا کرتے ہیں (چوں کہ دور حاضر میں مسجد نمرہ کا امام بد مذہب ہے اس لیے ایسے امام کے پیچھے سنی حنفی کی نماز نہیں ہو سکتی لہٰذا ظہر کی نماز اپنے خیمہ ہی میں پڑھیں اور خیمہ میں پڑھنے کی صورت میں جمع بین الصلاتین یعنی عصر کی نماز اس کے وقت سے پہلے پڑھنا جائز نہیں خواہ تنہا پڑھے یا اپنی خاص جماعت کے ساتھ (انوار البشارۃ و بہار شریعت)

میدان عرفات وہ مبارک مقام ہے جہاں ۱۰ھ میں عرفہ کے دن اسلام مکمل ہوا یعنی حضور رحمت عالم ﷺ کے آخری حج کے موقعہ پر جب کہ آپ ایک لاکھ چودہ ہزار یا ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابۂ کرام کی عظیم جماعت کے ساتھ عرفات کے میدان میں تشریف فرما تھے، اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ''اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا'' (پارہ ۶ سورۂ مائدہ ع ۱ / آیت ۳)

ترجمہ:۔ آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا (کہ اس کے سوا کوئی اور دین قبول نہیں)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

مزدلفہ

وہ مبارک مقام ہے جہاں حج کے موقعہ پر وقوف اور جمع بین الصلاتین واجب ہے یعنی عشا کے وقت میں نماز مغرب و عشا اس طرح ادا کی جاتی ہے کہ اذان و اقامت کے بعد مغرب کی فرض نماز ادا کی جاتی ہے پھر مغرب کی سنت پھر عشا کی سنت پھر فرض اور اس کے بعد وتر پڑھی جاتی ہے۔ یہاں دونوں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھنے کے لیے مسجد یا امام کی کوئی شرط نہیں۔

مزدلفہ کی وجہ تسمیہ

مزدلفہ عرفات اور منیٰ کے مابین ایک میدان ہے اس کا مصدر ''اذدلاف'' ہے جس کا مادہ زلف ہے، زلف کے معنیٰ قریب کرنے اور اکٹھا کرنے کے ہیں چوں کہ یہاں جمع ہو کر حجاج قرب الٰہی حاصل کرتے ہیں، اس لیے اس کا نام مزدلفہ پڑا نیز دنیا کے تمام حجاج یہاں اکٹھا ہوتے ہیں اس لیے اس کو مزدلفہ کہنے لگے، اس کا دوسرا نام جمع بھی ہے، اس کا سبب ایک تو یہی ہے کہ لوگ اکناف عالم سے آ کر یہاں جمع ہوتے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام یہاں اکٹھے رات گزاری تھی۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری جلد اول صفحہ ۴۵۴)

مشعر حرام

جبل قزح مشعر حرام ہے، یہ مقدس پہاڑی بھی مزدلفہ میں ہے جس کے دامن میں حجاج کرام قیام کیا کرتے ہیں۔ وادئ محسّر (کہ جہاں اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا) کے سوا تمام مزدلفہ اور بطن عرنہ کے سوا تمام عرفات موقف ہے، اس میں حجاج کے لیے وقوف واجب ہے، مشعر حرام کے پاس وقوف افضل ہے۔

رمی جمرات

منیٰ میں رمی جمرات یعنی شیطان کو کنکریاں مارنے کے لیے اسی مزدلفہ سے چھوٹی چھوٹی

کنکریاں چن لیا جایا کرتی ہیں اگر تیرہویں ذی الحجہ تک کنکری مارنی ہے تو ستر (۷۰) کنکریوں کی ضرورت پڑھے گی اور ۱۲؍ذی الحجہ تک مارنی ہے تو ۴۹؍کی اور ۱۰؍ذی الحجہ کو صرف ’’جمرہ کبریٰ (بڑا شیطان) کو سات کنکریاں تکبیر کہتے ہوئے مارنا مستحب ہے، پہلے دن کی رمی کا وقت صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے، رمی جمار کے بعد قربانی کر کے بال کٹوائے اور طواف زیارت کرے، گیارہویں، بارہویں تاریخ کی رمی کا وقت بجائے صبح صادق کے زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے ہر دو دن تینوں جمروں کو سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں پہلے جمرہ اولیٰ کو جو مسجد خیف کے قریب ہے کنکریاں ماری جاتی ہیں پھر جمرۂ وسطیٰ یعنی درمیانی شیطان کو پھر بڑے شیطان کو جسے جمرۂ کبریٰ و جمرۂ عقبہ بھی کہا جاتا ہے۔ ؎

رقص بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں   دل خوں نابہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو

کنکری مارنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے

حدیث شریف میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے جمرۂ کبریٰ کے پاس شیطان آیا تو آپ نے اسے سات کنکری ماری یہاں تک کہ زمین میں دھنس گیا پھر جمرۂ وسطیٰ کے پاس سامنے آیا پھر آپ نے اسے سات کنکری ماری وہ زمین میں دھنس گیا پھر تیسرے جمرہ کے پاس آیا تو اسے سات کنکری ماری یہاں تک کہ زمین میں دھنس گیا۔

(ابن ماجہ و حاکم)

جدہ:۔ مکہ مکرمہ کی بندرگاہ اور ہوائی اڈہ ہے جو مکہ سے تقریباً چون (۵۴) کلومیٹر سے کچھ زائد فاصلہ پر بحیرۂ قلزم کے ساحل پر واقع ہے۔

حدیبیہ

مقام حدیبیہ مکہ سے ۲۲؍کلومیٹر جدہ کے راستے میں واقع ہے جہاں حضور رحمت عالم ﷺ نے ہجرت کے چھٹے سال مدینہ طیبہ سے پندرہ سو جانباز صحابہ کے ساتھ عمرہ کی نیت سے قیام فرمایا

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

تھا، اسی مقام پر ایک درخت کے نیچے صحابہ سے آپ نے بیعت لی جسے بیعت رضوان کہتے ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا، اسی جگہ مشرکین مکہ کے ساتھ مصالحت ہوئی جس پر سورۂ فتح نازل ہوئی اسی کو صلح حدیبیہ کہتے ہیں، یہیں سے حرم کی حد شروع ہو جاتی ہے، حرم کی قریب ترین حد ’’تنعیم‘‘ ہے جو مسجد حرام سے تقریباً ۵؍کلومیٹر ہے اور یمن وطائف اور جعرانہ کی سمت میں تقریباً پچیس کلومیٹر تک حدود حرم ہیں، اسی حدیبیہ میں نبی رحمت ﷺ کے دست اقدس سے اس قدر پانی نکلا کہ اگر کئی لاکھ صحابہ آپ کے ساتھ ہوتے تو وہ پانی سب کے لیے کافی ہوتا۔

فتاویٰ علامہ شمس الدین رملی شافعی میں ہے ’’اَفۡضَلُ الۡمِیَاهُ مَا نَبَعَ مِنۡ بَیۡنَ اَصَابِعِهٖ ﷺ‘‘ (فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ ۵۵۱) یعنی سب پانیوں میں افضل وہ پانی ہے جو اس بحرے بے پایاں کرم و نعم ﷺ کی انگشتان مبارک سے بارہا نکلا اور ہزاروں کو سیراب و طاہر کیا اور سب سے اعلیٰ سب سے افضل دونوں جہان کے سب پانیوں سے افضل زمزم سے افضل کوثر سے افضل وہ مبارک پانی ہے کہ بارہا براہ اعجاز حضور سید عالم ﷺ کی انگشتان مبارک سے دریا کی طرح بہا ہزاروں نے پیا اور وضو کیا ’’قَالُوۡا وَهٰذَا الۡمَاءُ اَفۡضَلُ مِنۡ مَاءِ زَمۡزَمَ وَالۡکَوۡثَرِ‘‘ (نسیم الریاض جلد سوئم صفحہ ۱۴) یعنی علما تصریح فرماتے ہیں کہ وہ پانی زمزم و کوثر سب سے افضل۔ مگر اب وہ کہاں نصیب؟ (فتاویٰ رضویہ جلد اول کا حاشیہ صفحہ ۴۰۸) گویا کہ ؎

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر   ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ
نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں   انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

حج بیت اللہ

مکہ مکرمہ میں ہر سال ماہ ذی الحجہ میں دنیا بھر کے لاکھوں مسلمان حج بیت اللہ کے لیے آتے ہیں۔

پروانۂ امن

رب کریم نے عظمت حرم کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ’’وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا‘‘

(پارہ۴ سورۂ اٰل عمران ع ۱۰ آیت ۹۷) یعنی جو اس میں آئے وہ امن میں ہو (یہاں تک کہ اگر کوئی شخص قتل و جنایت کر کے حرم میں داخل ہو تو وہاں نہ اس کو قتل کیا جائے نہ اس پر حد قائم کی جائے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میں اپنے والد خطاب کے قاتل کو بھی حرم شریف میں پاؤں تو اس کو ہاتھ نہ لگاؤں یہاں تک وہ وہاں سے باہر آئے اور متصلاً ارشاد ہوا "وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلاً وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ" (پارہ۴ سورۂ اٰل عمران ع ۱۰ آیت ۹۷)

ترجمہ:۔ اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے (یعنی صاحب استطاعت ہو) اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے (اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ظاہر ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرض قطعی کا منکر کافر ہے۔ (کنزالایمان)

اور ارشاد ہوا "وَعَهِدْنَا اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّائِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ" (پارہ۱ سورۂ بقرہ ع۱۵ آیت ۱۲۵)

ترجمہ:۔ اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم واسماعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف کرنے والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے۔

اور ارشاد ہوا "وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَکَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِکْ بِیْ شَیْئًا وَّطَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْقَآئِمِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالاً وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ" (پارہ ۱۷ سورۂ حج ع۴ آیت ۲۶/۲۷)

ترجمہ:۔ اور جب ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانا ٹھیک بتادیا اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر اور میرا گھر ستھرا رکھ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کے لیے اور لوگوں میں حج کی عام ندا کردے، وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔ (کنزالایمان)

حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "مَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ وَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَانَ کَعِتْقِ رَقَبَةٍ" (الترغیب والترہیب صفحہ ۲۶۹)

یعنی جو شخص بیت اللہ شریف کا طواف کر کے دو رکعتیں ادا کرے تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔

مسجد حرام

رب کریم نے ارشاد فرمایا "وَالْمَسْجِدُ الْحَرَامُ الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ" (پارہ ۱۷ سورۂ حج ع۳/آیت ۲۵)

ترجمہ:۔ اور اس ادب والی مسجد سے جسے ہم نے سب لوگوں کے لیے مقرر کیا۔

بیت اللہ شریف مسجد حرام کے بیچ میں واقع ہے، مسجد حرام ایک وسیع احاطہ ہے، ہر طرف سے کھلا ہوا وسیع صحن ہے، اس کے بعد طواف کرنے کی جگہ ہے جس کے بیچ میں خانۂ کعبہ کی عمارت ہے، روئے زمین پر سب سے پہلا گھر کعبہ شریف ہے جیسا کہ رب کریم نے ارشاد فرمایا "اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ" (پارہ ۴/ع۱)

ترجمہ:۔ بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ "بَکَّۃُ" صرف بیت اللہ شریف ہے اور اس کے ماسوا پورا شہر مکہ ہے۔ (معجم البلدان جلد ہشتم صفحہ ۱۳۴/ابن کثیر جلد اول صفحہ ۳۸۳/سیرۃ الرسول جلد دوم صفحہ ۴۱)

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا　　ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

پوربی دیوار میں حجر اسود کے قریب کعبہ شریف کا دروازہ ہے جو زمین سے تقریباً سات فٹ کی بلندی پر ہے۔ کعبہ شریف کی لمبائی پورب سے پچھم تک ۲۵/ہاتھ، عرض ۲۰/ہاتھ اور بلندی ۲۷/ہاتھ ہے۔

مطاف:۔ خانۂ کعبہ کے ارد گرد جو طواف کرنے کی جگہ ہے اس کو مطاف کہتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری زمانہ میں مسجد حرام اسی قدر تھی۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

باب السلام

باب السلام اس دروازہ کو کہتے ہیں جہاں سے عہد نبوی میں لوگ مسجد حرام میں داخل ہوتے تھے، اب اس جگہ پر سنگ مرمر کی کالی لکیر کھینچ دی گئی ہے، عمرہ کے طواف کے لیے اسی جگہ سے مطاف میں داخل ہونا افضل ہے۔

اضطباع

مطاف میں داخل ہونے کے بعد اضطباع یعنی احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر داہنا مونڈھا کھول دیں اور اس کے دونوں کناروں کو بائیں مونڈھے پر ڈالیں اسی کو اضطباع کہتے ہیں

رمل :۔ یہ ہے کہ جلد جلد چھوٹا چھوٹا قدم رکھتا ہوا اور کندھا ہلاتا ہوا چلے جیسے کہ قومی بہادر لوگ چلتے ہیں مگر کودے نہیں اور نہ دوڑے۔

طواف

رب کریم نے ارشادفرمایا"وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ "(پارہ۱۷ /سورۂ حج ع۴ آیت ۲۹)................ترجمہ:۔اوراس آزاد گھر کا طواف کریں۔

حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک ایک چکر ہوتا ہے اور اس طرح سات چکر کا مکمل ایک طواف ہوتا ہے، طواف کے پہلے کے تین چکروں میں رمل کرنا سنت ہے البتہ اضطباع پورے طواف میں سنت ہے۔ (بخاری جلد دوم باب کیف کان بدء الرمل)

دھوم دیکھی ہے در کعبہ پہ بیتابوں کی ان کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا دیکھو

نوٹ:۔عورتوں کے لیے رمل اور اضطباع نہیں ہے۔

مقام ابراہیم

دروازۂ کعبہ کے سامنے ایک قبہ میں پتھر رکھا ہوا ہے اسے مقام ابراہیم کہتے ہیں، حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اسی پتھر پر کھڑے ہوکر خانۂ کعبہ کی تعمیر کی تھی، جب دیواریں اونچی

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ہونے لگیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام خدائے تعالیٰ کے حکم سے یہ پتھر جنت سے لائے جیسے جیسے دیواریں اونچی ہوتی جاتی تھیں تو یہ پتھر بھی اونچا ہوتا جاتا تھا، اور اس پتھر پر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے مبارک قدم کے نشان پیدا ہوگیے جو اب تک موجود ہیں۔

قرآن شریف میں مقام ابراہیم کا ذکر دوجگہ آیا ہے(۱)وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى"(پارہ ۱ سورۂ بقرہ ع۱۵)(۲) فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيْمَ"(پارہ ۴/ع۱)

رسول کریم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جو شخص مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

زم زم

مقام ابراہیم سے متصل جنوب کی جانب زمزم کا کنواں ہے، مقام ابراہیم کی طرح زمزم بھی مطاف میں تھا بھیڑ کی وجہ سے اسے نچلے حصے میں کرلیا گیا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ارشادفرمایا

"خَيْرُ مَاءٍ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ"(فتح القدیر ج۲ ص ۳۹۸)

یعنی رسول کریم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ روئے زمین پر سب سے بہتر پانی آب زم زم ہے۔

"عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اِذَا شَرِبَ مَاءَ زَمْزَمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ "(فتح القدیر جلد دوم صفحہ۳۹۹/ والحصن الحصین صفحہ۱۸۳)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب آبِ زمزم نوش فرماتے (تو بارگاہ ایزدی میں عرض کرتے) اے میرے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نفع دینے والے علم اور کشادگی رزق اور ہر مرض سے شفایابی کا۔

آب زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں آؤ جود شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو

رکن

کعبہ شریف کے گوشہ یعنی کونا کو رکن کہتے ہیں، جنوب مغرب کا گوشہ جو یمن کی طرف ہے اسے رکن یمانی کہتے ہیں، شمال مغرب کا گوشہ جو ملک شام کی طرف ہے اسے رکن شامی کہتے

ہیں، شمال مشرق کا گوشہ جو عراق کی طرف ہے اسے رکن عراقی کہتے ہیں اور جنوب مشرق کا گوشہ جس میں حجر اسود ہے اسے رکن اسود کہتے ہیں۔

رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت اب مدینہ کو چلو صبح دل آرا دیکھو

حجر اسود

یہ مبارک پتھر جنت کے یاقوتوں میں سے ایک یاقوت ہے جو کعبہ شریف کی دیوار کے ایک کونے میں زمین سے چار فٹ کے اوپر نصب ہے اور بیضوی شکل میں چاندی کے حلقے سے گھرا ہوا ہے، حدیث پاک میں ہے:

"نَـزَلَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِىْ آدَمَ" (رواہ الترمذی صفحہ ۱/۱۷۷، الترغیب والترہیب صفحہ ۲۰۷)

یعنی جس وقت حجر اسود جنت سے اترا تو وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا پھر آدمیوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا۔

دھو چکا ظلمت دل بوسۂ سنگ اسود خاک بوسی مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو

اور نبی رحمت ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا "اَشْهِدُوْا هٰذَا الْحَجَرَ خَيْرًا فَاِنَّهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعٌ يَشْفَعُ لَهٗ لِسَانٌ وَشَفَتَانِ يَشْهَدُ لِمَنْ اِسْتَلَمَهٗ" (رواہ الطبرانی فی الاوسط عن عائشة، الترغیب والترهیب ۲۷۰)

یعنی اس حجر اسود کو اپنے عمل خیر کا گواہ بنالو کیوں کہ قیامت کے دن (بارگاہ ایزدی میں) یہ سفارشی بن کر اپنے استلام کرنے والوں کے لیے سفارش کرے گا، اس کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے

استلام:۔ حجر اسود کو بوسہ لینے ہاتھ یا لکڑی سے چھوکر چومنے یا ہتھیلیوں کی پیٹ کو حجر اسود کی طرف کر کے ان کو بوسہ لینے کا نام استلام ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

حطیم

رکن شامی اور رکن عراقی کے درمیان مدینہ طیبہ کی جانب قوس کی شکل میں ایک جگہ ہے جو آمد و رفت کا راستہ چھوڑ کر سنگ مرمر کی تقریباً پانچ فٹ بلند دیوار سے گھری ہوئی ہے، اس کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کعبہ شریف کی محراب مدینہ منورہ کی طرف جھکی ہوئی ہے، جس کی منظر کشی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے یوں فرمائی ہے۔

جس کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

اور ارشاد فرماتے ہیں۔

مہر مادر کا مزہ دیتی ہے آغوش حطیم جن پہ ماں باپ فدا یاں کرم ان کا دیکھو

میزاب رحمت

کعبہ شریف کی چھت میں شمال کی طرف ایک سونے کا پرنالہ ہے اسے میزاب رحمت کہتے ہیں، جب بارش ہوتی ہے تو کعبہ شریف کی چھت کا پانی اسی پرنالہ سے حطیم کے اندر گرتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص میزاب رحمت کے نیچے دعا کرے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (درمنثور)

زیر میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے ابر رحمت کا یہاں زور برسنا دیکھو

ملتزم

حجر اسود اور کعبہ شریف کے دروازے کے درمیان جو دیوار کا حصہ ہے اسے ملتزم کہتے ہیں، ملتزم کے معنیٰ ہیں لپٹنے کی جگہ، یہاں پر لوگ لپٹ لپٹ کر دعائیں کرتے ہیں اسی وجہ سے اس کا نام ملتزم پڑا حدیث پاک میں ہے کہ ملتزم ایسی جگہ ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ (حصن حصین)

ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارماں ادب و شوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو

مستجاب

رکن یمانی اور رکن اسود کے درمیان جنوبی دیوار کو مستجاب کہتے ہیں، یہاں ستر ہزار فرشتے دعا پر آمین کہنے کے لیے مقرر ہیں اسی لیے اس کا نام مستجاب رکھا گیا۔ اس مقام پر یہ جامع دعا پڑھی جاتی ہے ”رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰ خِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَاعَزِیْزُیَاغَفَّارُ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ“

یعنی اے ہمارے رب! ہمیں دین و دنیا میں بھلائی اور بہتری عطا فرما اور ہم کو جہنم کی آگ سے بچا اور ہمیں جنت میں نیک لوگوں کے ساتھ داخل فرما، اے غالب! اے مغفرت فرمانے والے، اے تمام عالم کے پروردگار۔

صفا:۔ کعبہ شریف کے دکھن پورب کونے پر جبل ابی قبیس کے دامن میں ایک چھوٹی پہاڑی ہے جہاں سے سعی شروع کی جاتی ہے۔

مروہ

کعبہ شریف کے اتر پورب کونے پر ایک دوسری چھوٹی پہاڑی ہے جہاں سعی ختم کی جاتی ہے رب کریم نے ارشاد فرمایا ”اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ“ (پارہ۲ سورۂ بقرہ ع ۱۹/ آیت ۱۵۸)............ ترجمہ:۔ بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں

میلین اخضرین

صفا اور مروہ کے درمیان جتنی جگہ میں مرد کو دوڑنا سنت ہے اس کے دونوں کناروں پر حجاج کی واقفیت کے لیے سنگ مرمر کے دو سبز ستون دائیں بائیں لگا دیئے گیے ہیں اسی کو میلین اخضرین کہتے ہیں، صفا پر دعا مانگنے کے بعد سعی کرنے میں جب پہلا سبز ستون آئے تو درمیانی رفتار سے دوڑ کر چلیں یہاں تک کہ دوسرے سبز ستون سے نکل کر آہستہ چلیں اور مروہ تک پہونچیں وہاں بھی دعا مانگیں پھر مروہ سے صفا کی طرف جائیں یہاں تک کہ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم کریں۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

نوٹ:۔ سعی میں اضطباع نہیں ہے اور عورتوں کو دوڑنے کا حکم نہیں ہے۔

مسعیٰ:۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کی جگہ کو مسعیٰ کہتے ہیں۔

خوب مسعیٰ میں بامید صفا دوڑ لیے ۔۔۔ رہ جاناں کی صفا کا بھی تماشا دیکھو

جبل ابوقبیس

یہ پہاڑ صفا کے قریب بیت اللہ شریف کے بالکل سامنے ہے، حضور رحمت عالم ﷺ نے اسی پہاڑ سے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا تھا اور اسی پہاڑ پر ایک چھوٹی سی مسجد ہے جو مسجد بلال کے نام سے مشہور ہے۔

جبل نور و غار حرا

یہ پہاڑ مکہ شریف سے شمال مشرق میں منیٰ جاتے ہوئے راستہ میں بائیں طرف پڑتا ہے، یہی وہ مبارک پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کا سینہ مبارکہ چاک فرمایا تھا، اسی مقدس پہاڑ پر ”غار حرا“ ہے جس میں ظہور نبوت سے پہلے حضور سید عالم ﷺ طویل مدت تک عبادت فرماتے رہے جہاں پر سب سے پہلی وحی ”اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ“ نازل ہوئی۔ یہ واقعہ بروز دوشنبہ مبارکہ ۱۷/رمضان المبارک کو ہوا جب کہ آپ کی عمر مبارک چالیس سال کی تھی۔ (باب بدء الوحی نزہۃ القاری شرح بخاری جلد اول صفحہ ۱۹۱)

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا ۔۔۔ اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

غار حرا

غار حرا میں تین چٹانیں اس طرح مل گئی ہیں کہ ایک چھوٹا سا حجرہ بن گیا جس میں دو آدمی تنگی کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں، اس میں جانے کا ایک ہی راستہ ہے وہ بھی دشوار گزار سکڑ سمٹ کر آدمی پہونچتا ہے اس کی لمبائی چار ہاتھ اور چوڑائی کہیں ڈیڑھ ہاتھ اور کہیں اس سے بھی کم ہے۔ (سفر السعادت و نزہۃ القاری شرح بخاری جلد اول صفحہ ۱۸۵)

دیوان اولیا

فقیر راقم الحروف نے اپنے والد بزرگوار (حضور خطیب البراہین علامہ الشاہ مفتی صوفی محمد نظام الدین رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان، المتوفی یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۴؍مارچ ۲۰۱۳ء بروز جمعرات صبح سوا آٹھ بجے) کی ہم رکابی میں ماہ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ مطابق ماہ جون ۱۹۹۰ء میں جب غار حرا کی حاضری دی تو والد بزرگوار نے ارشاد فرمایا کہ ''دیوان اولیا'' اسی غار حرا میں ہمیشہ سے قائم ہوتا چلا آرہا ہے جس میں امور عالم طے ہوتے ہیں، بعثت نبوی سے پہلے فرشتوں کا دیوان قائم ہوتا تھا بعثت کے بعد ''دیوان اولیا'' اسی میں قائم ہوتا ہے، حضور کے دادا حضرت عبدالمطلب نے اس میں خلوت گزینی کی اسی وجہ سے قریش غار حرا کو بابرکت جانتے تھے، واقعۂ فیل کے وقت بھی حضرت عبدالمطلب نے اس میں ابرہہ سے نجات کے لیے دعا کی تھی، اسی لیے آنحضور نے بھی اس کو اختیار فرمایا، یہ پہلی خلوت گزینی نہیں تھی بلکہ حضور کی عادت کریمہ تھی کہ ہر سال رمضان المبارک میں ایک ماہ اس میں اعتکاف فرماتے تھے جیسا کہ ''مرقاۃ'' میں ہے جسے نائب مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے نزہۃ القاری شرح بخاری جلد اول صفحہ ۱۸۵؍ میں تحریر فرمایا ہے اور جسے راقم الحروف کے دادا استاذ امام النحو حضور صدر العلما علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ نے ''بشیر القاری شرح بخاری'' میں مفصلاً بیان فرمایا ہے۔

جبل ثور

یہ پہاڑ تقریباً ڈھائی کلومیٹر بلند ہے جو مکہ شریف سے دکھن جانب تقریباً پانچ کلومیٹر کی دوری پر ہے، اسی پہاڑی کی چوٹی کے قریب ''غار ثور'' ہے جس میں نبی رحمت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کے موقع پر تین رات قیام فرمایا تھا جہاں کفار مکہ قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے گرفتار کرنے کے لیے غار کے منہ تک پہونچ گیے تھے لیکن غار کے منہ پر مکڑی کا جالا اور کبوتروں کا گھونسلا دیکھ کر واپس لوٹے، اس موقع پر غار کے اندر حضرت

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پریشانی دیکھ کر حضور رحمت عالم ﷺ نے ان الفاظ میں ان کو اطمینان دلایا تھا ''لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا'' غمگین مت ہو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

جنت المعلیٰ

یہ مکہ شریف کا تاریخی قبرستان ہے، اس کی زیارت بھی مستحب ہے، جس میں بہت سے صحابہ وصحابیات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور جلیل القدر علمائے کرام واولیائے عظام علیہم الرحمۃ والرضوان آرام فرما ہیں، اتر طرف ایک چھوٹے کمپاونڈ میں حضور ﷺ کی پہلی بیوی ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضور ﷺ کے اجداد کی قبریں ہیں، اسی میں حضرت عبدالمطلب ابوطالب کی بھی قبریں ہیں اور اسی احاطہ میں حضرت ملا علی قاری اور ان کے استاذ حضرت مولانا سندھی اور حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی بھی مدفون ہیں اور دکھن کی طرف مشہور صحابۂ کرام خصوصاً حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر اور حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم آرام فرما ہیں۔

مولد النبی ﷺ

یعنی حضور ﷺ کے پیدا ہونے کی جگہ، یہ مقام صفا کے پورب لب سڑک واقع ہے جو پہلے سعودی دور میں توڑ دیا گیا تھا اب وہاں ایک منزلہ عمارت بنا دی گئی ہے جس میں کتب خانہ قائم ہے

دارارقم

یہ جگہ صفا کے پاس تھی یہاں ترکوں نے ایک مسجد بنادی تھی سعودی دور میں ڈھا دی گئی، یہیں پر حضور ﷺ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کو توحید کا درس دیا کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جگہ مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔

دار خدیجۃ الکبریٰ

اسی مقام پر حضرت فاطمہ زہرا، حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم، حضرت قاسم

اور حضرت عبداللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پیدا ہوئے، یہ جگہ شارع فیصل پر ایک گلی میں واقع ہے یہ بھی سعودی دور میں ڈھا دیا گیا مگر اب وہاں ایک مدرسہ دارالحفاظ قائم کر دیا گیا ہے۔

دار سیدنا حمزہ

یہاں پر حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پیدا ہوئے، یہ جگہ مسفلہ میں واقع ہے یہاں پر ایک مسجد ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ دوران حج ماہ ذی القعدہ ۱۴۱۰ھ مطابق ماہ جون ۱۹۹۰ء میں اسی مسفلہ میں والد بزرگوار علیہ الرحمہ کی معیت میں راقم الحروف کا قیام رہا۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

مسجد تنعیم

اسے مسجد عائشہ اور مسجد عمرہ بھی کہتے ہیں اس لیے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کے حکم کے مطابق اسی جگہ سے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور اسی تنعیم کے مقام پر حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو پھانسی دی گئی تھی۔

مسجد سَرِف

سرف ایک مقام کا نام ہے جو تنعیم سے تقریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، یہاں پر حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار پاک ہے۔

مسجد ذی طویٰ:۔ یہ مسجد تنعیم کے راستے میں ہے، رسول کریم ﷺ احرام کی حالت میں اسی جگہ اترتے تھے۔

مسجد جن

یہ مسجد جنت المعلیٰ کے قریب واقع ہے اسی جگہ جناتوں نے حضور ﷺ سے قرآن پاک سنا تھا، اسی مسجد کے قریب سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا مزار بھی کہیں واقع ہے جو اس طرح توڑ دیا گیا ہے کہ اب اس کا کہیں نام و نشان نہیں۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

مسجد رایہ

یہ مسجد جنت المعلیٰ کے راستہ میں مسجد جن کے قریب واقع ہے اس جگہ حضور ﷺ نے فتح مکہ کے روز اپنا جھنڈا نصب فرمایا تھا۔

مسجد شجرہ

یہ وہ مبارک مقام ہے جہاں حضور رحمت عالم ﷺ کے حکم پر ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا حاضر خدمت ہوا اور حضور ﷺ کے نبی ہونے کی گواہی دی پھر حضور ﷺ کے حکم سے اپنی جگہ چلا گیا، اسی مقدس مقام پر مسجد شجرہ مسجد جن کے سامنے تھی جو سعودی دور میں اس طرح توڑی گئی کہ اب اس کا کوئی نشان نہیں پایا جاتا ہے، حالاں کہ مسجدیں جو بنص قرآن اللہ تعالیٰ کی ہیں جیسا کہ پارہ ۲۹؍ سورۂ جن آیت ۱۸؍ میں ہے "وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ"۔ ترجمہ:۔ اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں (یعنی وہ مکان جو نماز کے لیے بنائے گیے) اسی طرح غار ثور و غار حرا کے مبارک پہاڑوں کی مسجدوں کو بھی ڈھا دیا۔ العیاذ باللہ

مسجد خیف

یہ منیٰ کی سب سے بڑی مسجد ہے جس میں بہت سے پیغمبروں نے نماز ادا کی ہے اور اس مسجد میں جہاں حضور ﷺ نے وقوف فرمایا تھا وہ جگہ ایک قبہ کی شکل میں محفوظ کر دی گئی ہے اس جگہ پر نماز پڑھ کر دعا کرنی چاہیے۔

مسجد کبش

یہ مبارک جگہ منیٰ میں واقع ہے جہاں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لیے لے گیے تھے۔

غار مرسلات

یہ تاریخی مقام بھی منیٰ میں واقع ہے، اس جگہ سورۂ مرسلات نازل ہوئی تھی اس مقام کی بڑی

فضیلت ہے۔

بدر شریف

مکہ معظّمہ سے مدینہ طیبہ تک بہت سی منزلیں آتی ہیں جن میں بدر شریف خاص طور پر قابل ذکر ہے جو مدینہ منورہ سے تقریباً اسی میل کے فاصلہ پر ہے، یہ وہی مبارک مقام ہے کہ جہاں ۱۷ر رمضان المبارک ۲ھ کو اسلام کی سب سے پہلی جنگ لڑی گئی تھی جس میں مسلمانوں کو شاندار فتح نصیب ہوئی، ابوجہل وغیرہ ستر کافر مارے گیے اور ستر گرفتار ہوئے اور مسلمان صرف ۱۲ر شہید ہوئے جو اسی جگہ مدفون ہیں اس مبارک مقام کی بڑی فضیلت ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا مزار

بدر شریف سے باہر نکل کر تھوڑے فاصلہ پر راستہ ہی میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا مزار بھی ایک پہاڑ کے دامن میں واقع ہے جو حضور ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق عالم تنہائی میں ہے۔

پیشین گوئی یہ ہے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ غزوہ خندق کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور پھر وصال اقدس تک حاضر رہے، غزوہ تبوک میں ابتداءً نہ شریک ہوئے بعد میں اکیلے چلے راستے میں اونٹ مر گیا، اپنا سامان لادے ہوئے بالکل یکہ وتنہا اس وقت خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کہ سرکار تبوک میں قیام فرماتے تھے، ان کو تن تنہا آتا دیکھ کر فرمایا اللہ! ابوذر پر رحم فرمائے، تنہا آیا ہے، تنہائی میں مرے گا اور تنہا ہی قبر سے اٹھے گا، یہ غیب کی خبر حرف بحرف پوری ہوئی۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری کتاب الایمان جلد اول صفحہ ۲۸۹)

اور مرقاۃ میں ہے "اَسْلَمَ قَدِیْمًا بِمَکَّۃَ یُقَالُ کَانَ خَامِسًا فِی الْاِسْلَامِ" (مرقاۃ جلد اول صفحہ ۸۶ / مرأۃ المناجیح جلد اول صفحہ ۷۴)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

یعنی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پانچویں مسلمان ہیں، مکہ معظمہ میں آ کر مسلمان ہوئے۔ رب کریم حضرت کے درجات کو اور بلند فرمائے۔ (آمین)

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ مکہ معظّمہ سے تقریباً تین سو بیس (۳۲۰) کلومیٹر ہے جہاں نبی رحمت ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر تشریف لائے اور دس برس تک مقیم رہ کر اسلام کی نشر واشاعت، تبلیغ وارشاد فرماتے رہے اور اسی شہر میں آپ کا مزار پُر انوار ہے جو مسجد نبوی کے اندر گنبد خضریٰ کے نام سے مشہور ہے۔ حضور شفیع المذنبین ﷺ نے ارشاد فرمایا "اَلْمَدِیْنَۃُ قُبَّۃُ الْاِسْلَامِ وَدَارُ الْاِیْمَانِ وَاَرْضُ الْھِجْرَۃِ وَمَثْوٰی الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ" (رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) یعنی مدینہ مشرفہ اسلام کا قبہ، ایمان کا گھر اور میری ہجرت گاہ ہے اور حلال وحرام کے نازل ہونے یا نافذ ہونے کی جگہ ہے۔

جنت کی کیاری

یہ پیاری پیاری کیاری ترے خانہ باغ کی — سرد اس کی آب وتاب سے آتش سقر کی ہے

مسجد نبوی کا وہ حصہ جو منبر شریف اور قبر انور کے درمیان ہے اسے جنت کی کیاری کہتے ہیں کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا "مَابَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ" (رواہ الامام احمد والبخاری ومسلم ونسائی عن عبد بن زید المازنی رضی اللہ عنہٗ

یعنی میرے حجرۂ اقدس اور میرے منبر انور کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، جس کی منظر کشی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے یوں فرمائی ہے ؎

اِس طرف روضہ کا نور اُس سمت منبر کی بہار — بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

جنت البقیع

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند — سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

جنت البقیع جو مدینہ طیبہ کا قبرستان ہے اس کی زیارت سنت ہے، اس قبرستان میں دس ہزار صحابۂ کرام، بے شمار اولیائے عظام اور علمائے اسلام مدفون ہیں، روضۂ اقدس کی زیارت کے بعد سب سے پہلے جنت البقیع میں حاضری دینا چاہیے۔

دوازواج نبوی ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار مبارک مکہ شریف جنت المعلی میں اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار مقدس مقام سرف میں ہے اور باقی تمام ازواج مطہرات اسی جنت البقیع میں مدفون ہیں اور حضور ﷺ کی دائی حلیمہ اور آپ کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم، حضرت فاطمہ زہرا اور آپ کی دیگر صاحبزادیاں اور حضرت سیدنا عباس، حضرت سیدنا امام حسن، سرمبارک حضرت سیدنا امام حسین، حضرت سیدنا امام زین العابدین حضرت سیدنا امام محمد باقر، حضرت سیدنا امام جعفر صادق، حضور ﷺ کے رضاعی بھائی حضرت عثمان بن مظعون، آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی والدہ فاطمہ بنت اسد، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن وقاص، حضرت عقیل بن ابوطالب حضرت عبداللہ بن مسعود اور صاحب مذہب حضرت امام مالک وغیرہ اسی قبرستان میں آرام فرما ہیں اور جنت البقیع کے کمپاونڈ کے باہر اتر جانب حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم آرام فرما ہیں۔

شہدائے احد

مدینہ منورہ سے تقریباً ساڑھے چار کلومیٹر جانب شمال ''احد'' کا پہاڑ ہے جہاں حق و باطل کی مشہور لڑائی ''جنگ احد'' ۱۷رشوال المکرم ۳ھ مطابق ۶۲۵ء میں لڑی گئی، اسی پہاڑ کے دامن میں نبی رحمت ﷺ کے چچا سیدالشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا مزار اقدس ہے جو جنگ احد میں شہید ہوئے، ان کے قریب میں حضرت عبداللہ بن جحش اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آرام فرما ہیں اور تقریباً دوسو ہاتھ کے فاصلے پر پچھم طرف باقی شہداء کرام مدفون ہیں اس معرکہ میں ۳۳رکافر مارے گیے اور ستر صحابۂ کرام شہید ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

مسجد قبا و مسجد نبوی

مدینہ منورہ سے دکھن تقریباً پانچ کلومیٹر کی دوری پر ''مسجد قبا'' ہے یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد قیام فرمایا اور اپنے نورانی ہاتھوں سے اس مسجد کی تعمیر فرمائی (مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے بعد یہ مسجد سب سے افضل ہے، حدیث شریف میں ہے ''اَلصَّلٰوۃُ فِیْ مَسْجِدِ قُبَاءَ کَعُمْرَۃٍ'' (مسند امام احمد بن حنبل، ترمذی، بیہقی بحوالہ کنزالعمال للمتقی الھندی جلد دوازدھم صفحہ ۱۱۸ الکتب العلمیہ بیروت)

یعنی مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کی طرح ہے۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور ''مسجد نبوی'' کی تعمیر فرمائی۔

مسجد قبلتین

شہر مدینہ سے تقریباً دو کلومیٹر دور جانب شمال مغرب میں وادی عقیق کے قریب ایک ٹیلہ پر واقع ہے، اسی جگہ بیت المقدس کے بجائے بیت اللہ شریف قبلہ مقرر ہوا مرضی رسول کریم کے پیش نظر رب کریم نے ارشاد فرمایا ''فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ''(پارہ ۲ سورۂ بقرہ ع ۱۷/آیت ۱۴۴) ترجمہ:۔ ابھی اپنا منھ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

اسی لیے اس کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا ؎

کتاب مبیں میں کلام خدا میں   رضائے نبی ہی رضائے خدا ہے

◆ دار سیدنا حضرت ابوایوب انصاری

یہ وہ مقام ہے جہاں حضور ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی اور اسی جگہ حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے قیام فرمایا تھا، یہ جگہ مسجد نبوی کے بالکل قریب ہے۔

مشہد سیدنا عثمان غنی ◆

یہ وہ مقام ہے جہاں باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو شہید کیا تھا یہ جگہ حرم نبوی سے متصل ہے۔

مسجد جمعہ

یہ مسجد قبا کے نئے راستے سے پورب کی طرف ہے پہلا جمعہ حضور ﷺ نے اسی جگہ ادا فرمایا تھا۔

مسجد غمامہ

اس جگہ حضور ﷺ عیدین کی نماز پڑھتے تھے اسی لیے اس کو مسجد مصلیٰ بھی کہتے ہیں۔

مسجد ابوبکر

یہ مسجد مسجد غمامہ کے قریب اتر جانب ہے۔

مسجد علی

یہ مسجد بھی مسجد غمامہ کے قریب ہے۔

مسجد بغلہ

یہ مسجد جنت البقیع کے پورب ہے، مسجد کے قریب ایک پتھر میں نبی رحمت ﷺ کے خچر کے سُم کا نشان ہے۔اسی وجہ سے اس کو مسجد بغلہ کہتے ہیں۔

مسجد اجابہ

یہ مسجد جنت البقیع سے اتر جانب ہے اس جگہ بنو معاویہ بن مالک بن عوف رہتے ہیں ایک دن حضور ﷺ یہاں تشریف لائے اور نماز پڑھ کر دیر تک دعائیں کیں جو مقبول ہوئیں۔

مسجد ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

یہ مسجد جنت البقیع سے متصل ہے اس جگہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا مکان

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

تھا، رسول کریم ﷺ اکثر یہاں تشریف لاتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔

مسجد سقیا

باب عنبریہ کے قریب ریلوے اسٹیشن کے اندر ایک قبہ ہے جس کو قبۃ الرؤس کہتے ہیں اس میں ایک کنواں ہے جس کو بیر السقیا کہتے ہیں، سرکار اقدس ﷺ نے غزوۂ بدر کو تشریف لے جاتے ہوئے اس جگہ نماز ادا فرمائی تھی۔

مسجد احزاب

یہ مسجد سلع پہاڑی کے پچھمی کنارے پر واقع ہے جنگ خندق کے موقعہ پر اسی جگہ حضور ﷺ کی دعا قبول ہوئی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اس لیے اس کو مسجد فتح بھی کہتے ہیں، اس کے قریب چار مسجدیں اور ہیں، ایک کا نام مسجد حضرت ابوبکر، دوسری کا نام مسجد حضرت عمر، تیسری کا نام مسجد حضرت عثمان اور چوتھی کا نام مسجد حضرت سلمان ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ان سب کو مساجد خمسہ کہتے ہیں، یہ مقامات دراصل جنگ کے مورچے تھے، چاروں صحابۂ کرام ایک ایک مورچہ پر متعین تھے ان حضرات نے یہاں نمازیں بھی پڑھیں جس کے سبب یہ مورچے مسجد بن گیے۔

مسجد بنی حرام

یہ مسجد سلع پہاڑی کی کھائی میں مسجد احزاب کو جاتے ہوئے داہنی طرف واقع ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جگہ بھی نماز پڑھی ہے، اس کے قریب ایک غار ہے جس میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تھی اور جنگ خندق کے موقعہ پر اس غار میں رات کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آرام فرماتے تھے۔

مسجد ذباب

یہ مسجد جبل ذباب پر ہے جو احد کے راستہ میں ثنیۃ الوداع سے اتر کر احد کے راستہ کے بائیں جانب ہے، جنگ خندق کے موقعہ پر اس جگہ حضور ﷺ کا خیمہ نصب ہوا تھا۔

مسجد فضیح

عوالی کے پوربی حصہ میں ہے، اس جگہ یہود بنی نضیر کے محاصرہ کے وقت حضور رحمت ﷺ نے نماز پڑھی تھی، اس کا نام مسجد شمس بھی ہے جس کو موجودہ حکومت نے ڈھا دیا ہے۔

مسجد بنی قریظہ

مسجد فضیح سے پورب تھوڑے سے فاصلہ پر ہے یہود بنی قریظہ کے محاصرہ کے وقت حضور ﷺ نے اسی جگہ قیام فرمایا تھا اور یہود کے بنائے ہوئے حَکم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اسی جگہ فیصلہ سنایا تھا کہ مردوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں و بچوں کو قید کیا جائے۔

مسجد ابراہیم

یہ مسجد مسجد بنی قریظہ سے اتر جانب واقع ہے اس جگہ حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پیدا ہوئے تھے اور اس جگہ حضور ﷺ نے نماز بھی ادا فرمائی ہے۔

مدینہ شریف کے تاریخی کوئیں

بیر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

یہ کنواں وادی عقیق کے کنارے ایک پُر فضا باغ میں مدینہ شریف سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے اس کنویں کا مالک ایک یہودی تھا جو اس کا پانی فروخت کیا کرتا تھا اور مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے آدھا کنواں بارہ ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں پر وقف کر دیا اور یہودی سے فرمایا کہو تو میں اپنے نصف پر گھیڑی لگا لوں اور کہو تو باری مقرر کر لوں؟ یہودی نے اسی کو منظور کیا کہ ایک روز تمہارے لیے دوسرے دن میرے لیے، لیکن جب یہودی نے دیکھا کہ مسلمان ایک روز میں دو روز کا پانی بھر لیتے ہیں اور میرا پانی نہیں بکتا تو پریشان ہو کر بقیہ آدھا بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ہاتھ آٹھ ہزار

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

درہم میں بیچ دیا، اس کنویں کو بیر رومہ بھی کہتے ہیں۔

بیر اریس

یہ کنواں مسجد قبا کے متصل پچھّم جانب ہے ایک مرتبہ حضور سید عالم ﷺ تشریف لائے اور اس میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گیے، اس کے بعد حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لائے اور سب حضور ﷺ کی اتباع میں اسی طرح بیٹھ گیے، حضور ﷺ نے اس کا پانی پیا اور اسی سے وضو فرمایا اور لعاب دہن بھی اس کنویں میں ڈالا، اس کو بیر خاتم بھی کہتے ہیں اس لیے کہ اس میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ہاتھ سے خاتم نبوت گر گئی جو بہت تلاش کے باوجود نہیں ملی۔

بیر غرس

یہ کنواں مسجد قبا سے تقریباً چار فرلانگ پورب اتر کونے پر واقع ہے، اس کے پانی سے حضور ﷺ نے وضو فرمایا ہے اور پیا بھی ہے نیز لعاب مبارک اور شہد بھی اس میں ڈالا ہے

بیر بُصَّہ

یہ کنواں قبا کے راستہ میں جنت البقیع سے متصل ہے، ایک مرتبہ حضور سید عالم ﷺ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے یہاں تشریف لائے تو اس کنویں پر سر مبارک دھویا اور غسل فرمایا اس جگہ دو کنویں ہیں، صحیح یہ ہے کہ بڑا کنواں بیر بصہ ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں سے برکت حاصل کرے۔

بیر بضاعہ

یہ کنواں شامی دروازہ سے باہر نکل کر جمل اللیل باغ سے متصل واقع ہے اس میں بھی حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن ڈالا ہے اور برکت کے لیے دعا فرمائی ہے۔

بیر حاء

یہ کنواں باب مجیدی کے سامنے شمالی فصیل سے باہر ہے جو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

کے باغ میں تھا، رسول کریم ﷺ اکثر اس جگہ جلوہ افروز ہوتے تھے اور اس کا پانی پیتے تھے، جب آیت کریمہ "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" (پارہ ۴ سورۂ آل عمران ع ۱۰ / آیت ۹۲)

ترجمہ:۔ تم ہرگز بھلائی کو نہ پہونچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو) نازل ہوئی تو چوں کہ یہ کنواں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو بہت زیادہ محبوب تھا اس لیے انھوں نے اس کو راہ خدا میں صدقہ کر دیا۔ سبحان اللہ!

بیر عہن

یہ کنواں مسجد شمس کے قریب ہے، اس سے بھی حضور ﷺ نے وضو فرمایا ہے، اب اس کا پانی کھارا ہے، اس کو بیر الیسیرہ بھی کہتے ہیں۔

بندرگاہ مدینہ منورہ

مدینہ منورہ کی بندرگاہ "ینبع" ہے جو مدینہ منورہ سے ایک سو سترہ (۱۱۷) کلومیٹر کے فاصلہ پر "بحیرۂ قلزم" کے ساحل پر واقع ہے۔

ترتیب ابواب

راقم الحروف نے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سیدنا امام النبیین ﷺ کی مکی و مدنی زندگی کے پیارے حالات کو سولہ (۱۶) ابواب میں قلمبند کیا ہے کیوں کہ سولہویں باب میں ۱۱ھ کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں اور ۱۱ھ ہی میں رحمت عالم ﷺ کا وصال مبارک ہوا ہے، اس لئے ترتیب ابواب کا سلسلہ سولہویں باب پر ختم کر دیا ہے تاکہ رحمت عالم ﷺ کے پیارے حالات قارئین کے دل و دماغ میں کالبدر رہیں، علاوہ ازیں حضور رحمت عالم ﷺ کے تخلیق نوری کے روشن و تابناک پہلو کو بھی مختصراً قلمبند کیا ہے کہ وہ نور پاک حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے یکے بعد دیگرے انبیائے کرام منتقل ہوتے ہوئے حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام تک پہونچا، یہاں تک تو وہ نور پاک انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے پاکیزہ صلبوں

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

میں منتقل ہوتا رہا چوں کہ یہ حضرات حضور نبی کریم ﷺ کے اجداد ہیں اس لیے ان حضرات کا پیارا تذکرہ بھی مختصراً قلمبند کر دیا پھر وہ نور پاک حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام سے منتقل ہو کر حضرت قیدار کو تفویض ہوا، حضرت قیدار و دیگر مومنین سے یکے بعد دیگرے منتقل ہوتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب تک جلوہ بار رہا، جن میں سب کے سب موحد و مومن تھے، پھر وہ نور پاک حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے منتقل ہو کر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اقدس میں جلوہ گر ہوا، علاوہ ازیں چوں کہ حضور سید عالم ﷺ کے علاوہ تمام انبیا و رسل علیہم الصلاۃ والسلام کی تشریف آوری مخصوص خطے و صوبے اور مخصوص قوم کے رشد و ہدایت کے لیے ہوئی، اس نہج سے بھی انبیا و رسل علیہم السلام کا پیارا تذکرہ اجمالاً کر دیا گیا ہے تاکہ پورے طور پر حضور رحمت عالم ﷺ سے متعلق یہ حقیقت ذہنوں میں نقش رہے کہ ؎

عرش کیا فرش کیا شرق کیا غرب کیا   ہر طرف ضوفشاں ضوفشاں آپ ہیں

اور یہ بھی واضح رہے کہ ؎

وجہ تخلیق کون و مکاں آپ ہیں   یا نبی رحمت دوجہاں آپ ہیں

اور اخیر میں مختصراً متعلقات نبوت کو قلمبند کیا ہے تاکہ کیفیت تعظیم و توقیر سے سرشار ہو کر "تذکرۂ امام النبیین (صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہٗ علیہ وعلیہم) کے مطالعہ سے قارئین کو جان ایمان حاصل ہو۔

حکم تعظیم و توقیر

رب کریم جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا "لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ" (پارہ ۲۶ سورۂ فتح ع ۱ / آیت ۹)

ترجمہ:۔ تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ جو کچھ جس قدر ادب و تعظیم حبیب رب العالمین ﷺ میں زیادہ مداخلت رکھے اسی قدر زیادہ خوب ہے۔

علامہ ابن حجر مکی ''جو ہر منظّم'' میں فرماتے ہیں حضور اقدس ﷺ کی تعظیم وتکریم میں انواع تعظیم کی ہر وہ بات جائز درست ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت وحدانیت میں شرکت لازم نہ آئے، یہ بات اس کے نزدیک مستحسن وبہتر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نور بصیرت عطا فرمایا ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج۲/ص۵۴۴/فیضان اعلیٰ حضرت ص۷۸)

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور جسے رب کریم نے نور بصیرت عطا فرمایا ہے وہ بخوبی جانتا ہے کہ حبیب خدا ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور ذکر جمیل باعث نزول رحمت ہے کیوں کہ حضور کا ذکر عین ذکر خدا ہے، ائمۂ کرام'' وَرَفَعۡنَالَکَ ذِکۡرَکَ'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تمھیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا جو تمہارا ذکر کرے وہ میرا ذکر کرتا ہے اور ذکر الٰہی بلا شبہ رحمت اترنے کا باعث ہے۔(الشفاء)

اور درحقیقت ذکر اللہ ہی تو جان عبادت ہے جیسا کہ رب کریم جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا:

'' وَلَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ''(سورۂ عنکبوت ع ۲۹/آیت ۴۵)

ترجمہ:۔اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔(کنز الایمان)

پھر ہر محبوب کا ذکر محل نزول رحمت ہے''عِنۡدَ ذِکۡرِ الصَّالِحِیۡنَ تُنَزِّلُ الرَّحۡمَۃُ''(روض الریاحین)

نیکوں کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی اترتی ہے اور رسول اللہ ﷺ تو سب صالحین کے سردار ہیں پھر تذکرۂ امام النبین سے کیوں رحمت الٰہی نہیں اترے گی؟(فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ ۵۵۲/فیضان اعلیٰ حضرت صفحہ۷۸)

وَرَفَعۡنَالَکَ ذِکۡرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

اور ارشاد ہوا''فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِہٖ وَعَزَّرُوۡہُ وَنَصَرُوۡہُ وَاتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ مَعَہٗۤ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ''(پارہ ۹ سورۂ اعراف ع ۱۹/آیت ۱۵۷

ترجمہ:۔تو وہ جو اس پر(یعنی محمد ﷺ پر)ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا(یعنی قرآن)وہی بامراد ہوئے۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

اور ارشاد ہوا''وَقَالَ اللّٰہُ اِنِّیۡ مَعَکُمۡ لَئِنۡ اَقَمۡتُمُ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَیۡتُمُ الزَّکٰوۃَ وَاٰمَنۡتُمۡ بِرُسُلِیۡ وَعَزَّرۡتُمُوۡھُمۡ''(پارہ ۶ سورۂ مائدہ ع۳/آیت ۱۲)

ترجمہ:۔اور اللہ نے فرمایا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو۔

اور ارشاد ہوا''اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ''(پارہ۹ سورۂ اعراف ع۸ آیت ۱۵۷)

ترجمہ:۔ وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی ۔(یہاں رسول سے مراد باجماع مفسرین سید عالم ﷺ ہیں)

اور ارشاد ہوا'' وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ''(پارہ۵/سورۂ نساء ع۹ آیت ۶۴)

ترجمہ:۔اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے

وبال تحقیر وتوہین

مذکورہ بالا شواہد ودلائل کے برخلاف نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کے بجائے تحقیر وتوہین کفر ہے جیسا کہ رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا'' فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوۡکَ فِیۡمَا شَجَرَ بَیۡنَھُمۡ ثُمَّ لَا یَجِدُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِھِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیۡتَ وَیُسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا''(پارہ۵/سورۂ نساء ع۹/آیت ۶۵)

ترجمہ:۔تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمھیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

معنی یہ ہیں کہ جب تک آپ کے فیصلے اور حکم کو صدق دل سے نہ مان لیں مسلمان نہیں ہوسکتے

شان نزول

پہاڑ سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آب رسانی کرتے ہیں اس میں ایک انصاری

کا حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے جھگڑا ہوا، معاملہ حضور سید عالم ﷺ کے حضور پیش کیا گیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے زبیر! تم اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو، یہ انصاری کو گراں گزرا اور اس کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں؟ جب کہ فیصلہ میں حضرت زبیر کو انصاری کے ساتھ احسان کی ہدایت فرمائی گئی تھی لیکن انصاری نے اس کی قدر نہ کی تو رحمت عالم ﷺ نے حضرت زبیر کو حکم دیا کہ اپنے باغ کو سیراب کرکے پانی روک لو انصافاً قریب والا ہی پانی کا مستحق ہے اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ (کنز الایمان)

کون مومن نہیں

اور ارشاد ہوا" وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً مُّبِيْنًا "(پارہ/ ۲۲ سورۂ احزاب ع ۵/آیت ۳۶)

ترجمہ:۔اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی میں بہکا۔

اور ارشاد فرمایا" وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ "(پارہ ۱۸/سورۂ نور ع ۶/آیت ۴۷)

ترجمہ:۔اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر اور حکم مانا پھر کچھ ان میں کے اس کے بعد پھر جاتے ہیں اور وہ مسلمان نہیں۔(منافق ہیں کیوں کہ ان کے دل ان کی زبانوں کے موافق نہیں)

رب کریم جل جلالہٗ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ سے واضح اعلان کرایا "قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا"(پارہ ۱۸/سورۂ نور ع ۷/آیت ۵۴)

ترجمہ مع تفسیر:۔تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ پھیرو (رسول ﷺ کی فرمانبرداری سے تو اس میں ان کا کچھ ضرر نہیں) تو رسول کے ذمہ وہی ہے جو اس پر لازم کیا گیا (یعنی دین کی تبلیغ) اور تم پر وہ ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا (یعنی رسول کی اطاعت) اور اگر رسول

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

کی فرمانبرداری کروگے راہ پاؤگے۔

اور متصلاً ارشاد ہوا "وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ "(پارہ ۴ سورۂ نساء ع ۲/آیت ۱۴)

ترجمہ:۔اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے خواری کا عذاب ہے۔

اور ارشاد ہوا "وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا"(پارہ ۵/سورۂ نساء ع ۹/آیت ۶۱)

ترجمہ:۔اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

معلم الملائکہ کا انجام

رب کریم نے تعظیم نبی نہ کرنے پر معلم الملائکہ سے یوں ارشاد ہوا "قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ"(پارہ ۲۲/سورۂ ص ع ۵)

ترجمہ:۔فرمایا کہ تو جنت سے نکل جا کہ تو راندھا گیا..........ثابت ہوا ؎

مرتے مرتے نہ کبھی عاقل و فرزانہ بنے | ہوش رکھتا ہو جو انسان تو دیوانہ بنے

کیوں کہ ؎

یہ ہے طریق عاشقی اس میں چاہیے بے خودی | اس میں چنیں چناں کہاں اس میں اگر مگر کہاں
اصغر حریم عشق میں ہستی ہی جرم ہے | رکھنا نہ کبھی پاؤں یہاں سر لئے ہوئے

انبیا و رسل (علیہم السلام) آئینۂ قرآن و حدیث میں

قرآن و احادیث کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ از حضرت سیدنا آدم علیہ السلام تا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جتنے انبیائے کرام و رسلان عظام تشریف لائے ان کی

بعثت ساری دنیا اور تمام قوموں کے لیے نہیں ہوئی بلکہ وہ کسی ایک خاص قوم کے لیے یا کسی ایک صوبے یا کسی ایک خاص ملک یا کسی ایک خاص خطۂ زمین کے لیے متعدد تعداد میں، اس قوم کی زبان کو ملحوظ رکھتے ہوئے آسمانی کتب وصحائف کے ساتھ ایک خاص وقت تک کے لیے قوم کے ہادی اور رہبر بنا کر مبعوث کیے گیے۔

جیسا کہ رب کریم نے ارشادفرمایا" وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ"(پارہ ۱۳ سورۂ ابراھیم ع ۱ آیت ۴)

ترجمہ:۔اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا کہ وہ انھیں صاف بتائے۔

اورارشادہوا" وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰىٓ اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ "(پارہ ۷ سورۂ انعام ع ۵ آیت ۴۲)

ترجمہ:۔اور بیشک ہم نے تم سے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے۔

اورارشادہوا "وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ"(پارہ ۱۷ سورۂ انبیاع ۲ آیت ۲۵)

ترجمہ:۔اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھی کو پوجو۔

آسمانی کتب وصحائف پر ایمان لانا ضروری ہے

جیسا کہ رب کریم نے ارشادفرمایا" وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ"(پارہ سورۂ بقرہ ع ۱ آیت ۴)

ترجمہ:۔اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا۔

اس ارشاد پاک سے معلوم ہوا کہ جس طرح قرآن پاک پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح کتب سابقہ پر بھی ایمان لانا ضروری ہے، البتہ ان کے جو احکام ہماری شریعت میں منسوخ ہوگیے ان پر عمل درست نہیں مگر ایمان ضروری ہے مثلاً پچھلی شریعتوں میں بیت المقدس قبلہ تھا اس پر ایمان لانا تو ہمارے لیے ضروری ہے مگر عمل یعنی نماز میں بیت المقدس کی طرف منھ کرنا

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

جائز نہیں منسوخ ہوچکا ہے۔

اورارشادہوا" يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ"(پارہ ۵/سورۂ نساء/ع ۲۰/آیت ۱۳۶)

ترجمہ:۔اے ایمان والو! ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اپنے ان رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری (یعنی قرآن پاک اور ان تمام کتابوں پر ایمان لاؤ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن سے پہلے اپنے انبیا پر نازل فرمایا)

انبیاورسل وملائکہ ◆ پر بھی ایمان لانا ضروری ہے

جیسا کہ رب کریم نے ارشادفرمایا" اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ"(پارہ ۳ سورۂ بقرہ/ع ۴۰/آیت ۲۸۵)

ترجمہ:۔رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے (جیسا کہ یہود ونصاریٰ نے کیا کہ بعض پر ایمان لائے بعض کا انکار کیا)

اورارشادہوا"وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا"(پارہ ۵/سورۂ نسا/ع ۲۰/آیت ۱۳۶)

ترجمہ:۔اور جو نہ مانے اللہ اور فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور گمراہی میں پڑا (یعنی ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے کہ ایک رسول اور ایک کتاب کا انکار بھی سب کا انکار ہے)

آسمانی کتب وصحائف کی تعداد

کل ایک سو چار (۱۰۴) صحیفے نازل ہوئے وہ بھی اس تفصیل سے۔دس حضرت سیدنا آدم علیہ السلام پر اور پچاس صحیفے حضرت سیدنا شیث علیہ السلام پر اور تیس صحیفے حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام پر دس صحیفے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر اور توریت حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآن کریم ہمارے حضور امام النبیین ﷺ پر۔(بشیر القاری شرح بخاری، جلالین شریف اور نزہۃ القاری شرح بخاری جلد اول صفحہ ۱۷۹)

مذکورہ بالا آیت کریمہ (وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ) میں رب کریم کا انبیائے کرام ورسلان عظام کو خاص قوم، خاص خطے اور خاص زبان کے ساتھ بھیجنا اس کا یہ اجمالی بیان تھا، اس کا تفصیلی بیان بھی قرآن عزیز میں ہے اور چوں کہ ہمارے امام النبیین ﷺ کے نور پاک کی جلوہ گری ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام ودیگر رسلان عظام سے ہوتے ہوئے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اقدس تک جلوہ بار ہوئی اس لیے حصول برکت کے لیے اسے بھی قدرے تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

چوں کہ دنیا امتحان گاہ ہے اس لیے ایمان وکفر، شر وخیر اور حق وباطل کی معرکہ آرائیاں اس کی خمیر میں داخل ہے جیسا کہ رب کریم نے ارشاد فرمایا "فَمِنْھُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْھُمْ مَّنْ کَفَرَ" (پارہ ۳ سورۂ بقرہ ع ۳۳ آیت ۲۵۳)

ترجمہ:۔ان میں کوئی ایمان پر رہا اور کوئی کافر ہو گیا یعنی انبیائے کرام علیہم السلام کی امتیں ایمان وکفر میں مختلف رہیں یہ نہ ہوا کہ تمام امت مطیع ہو جاتی۔(خزائن العرفان) آنے والی

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

سطور میں ان حقائق کو ملاحظہ فرمائیں۔

تخلیق آدم سے پہلے سجدہ کی تاکید

چنانچہ رب کائنات جل شانہٗ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے ہی فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے لیے سجدہ کرنے کی تاکید فرمادی تھی جیسا کہ ارشاد فرمایا "اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ" (پارہ ۲۳ سورۂ ص ع ۵/آیت ۷۱/۷۲)

ترجمہ:۔ جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان بناؤں گا (یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کروں گا) پھر جب میں اسے ٹھیک بنالوں اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکوں (اس کو زندگی عطا کردوں) تو تم اس کے لیے سجدے میں گر جانا۔

نور مصطفوی کی جلوہ گری

اپنے کرم سے رب کریم ہم پہ کیا احسان عظیم
بھیجا ہم میں بفضل عمیم بحر کرم کا دُرِّ یتیم
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ

نور سے اپنے پیدا کیا نور حبیب رب علا
پھر اس نور کو حصے کیا ان سے بنایا جو ہے بنا
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ

ذات کا اپنی آئینہ بے مثل و نظیر و بے ہمتا
خَلْق کیا قبل از اشیاء اور نبوت کردی عطا
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ

جب حق کو ہوا یہ منظور عالم پر فرمائے ظہور

ہو خود معروف و مذکور جلباب خفا کردے دور
لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّـا بِـرَسُوْلِ اللّٰهِ
قالب آدم خلق کیا روح در آئے حکم ہوا
روح در آئی جب دیکھا پتلے میں ہے نور خدا
لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّـا بِـرَسُوْلِ اللّٰهِ
آدم وعالم پیدا ہوئے نور سے سارے ہویدا ہوئے
جوجو اس پر شیدا ہوئے رب کے وہی گرویدہ ہوئے
لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّـا بِـرَسُوْلِ اللّٰهِ
لوح جبین سیدنا آدم میں وہ نور خدا
جب طالع ہواتو ان کا طالع قسمت بھی چمکا
لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّـا بِـرَسُوْلِ اللّٰهِ
نور خدا کی برکت تھی رہنے کو جنت پائی
ندرت دولت علم ملی اور آدم ہوئے حق کے نبی
لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّـا بِـرَسُوْلِ اللّٰهِ
حق نے علم اسما دیا جو نہ ملائک کو بخشا
وہ ملکہ فرمایا عطا ان پر ان کو غلبہ دیا
لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّـا بِـرَسُوْلِ اللّٰهِ
آدم کو شرف ایسا ملا آدمی اشرف خلق ہوا
ان کو خلیفہ حق نے کیا تاج کرامت سر پہ رکھا
لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّـا بِـرَسُوْلِ اللّٰهِ
واسطہ یہ اس نور کا تھا حضرت انساں قبلہ بنا
سارے فرشتوں نے سجدہ پیش صفی اللہ کیا

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّـا بِـرَسُوْلِ اللّٰهِ
پاک گروہ مقدس کا ایک علامہ معلم تھا
قوم جن سے تھا پیدا تھا اسے غرہ عبادت کا
لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّـا بِـرَسُوْلِ اللّٰهِ
جب سجدہ کا حکم ہوا سب نے کیا اس نے نہ کیا
اور متکبر نے یہ بکا یہ مٹی میں انگارا
لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّـا بِـرَسُوْلِ اللّٰهِ
اس کو آب وگل سوجھا منکر ہوکر شیطاں بنا
جن کے سبب وہ حکم ہوا اس نے وہ نور نہیں دیکھا
لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّـا بِـرَسُوْلِ اللّٰهِ
یاری جو نور نہیں کرتا دیکھتے کیسے فوق سما
نام حبیب و نام خدا ساق عرش پہ لکھا ہوا
لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّـا بِـرَسُوْلِ اللّٰهِ

(ازساماں بخشش)

آمد نور

رب کریم جل شانہٗ نے ارشادفرمایا'' قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنَ'' (پارہ۶ سورۂ مائدہ ع۳ آیت۱۵)

ترجمہ:۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

اس آیت کریمہ میں حضور رحمت عالم ﷺ کو نور فرمایا گیا کیوں کہ آپ سے کفر کی تاریکی دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی اور آیت کریمہ میں روشن کتاب سے قرآن پاک مراد ہے۔

اورسورۂ نور میں یوں ارشاد ہوا'' نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ'' (پارہ

۱۸سورۂ نور ع۵ آیت۳۵)

ترجمہ:۔نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے۔(کنزالایمان)

اورسورۂ توبہ میں یوں ارشاد ہوا” یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّطۡفِؤُا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَیَاۡبَی اللّٰہُ اِلَّاۤ اَنۡ یُّتِمَّ نُوۡرَہٗ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ“(پارہ۱۰ سورۂ توبہ ع۵ آیت۳۲)

ترجمہ:۔ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منھ سے بجھادیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر۔

اورسورۂ احزاب میں یوں ارشاد ہوا”یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیۡرًا“(پارہ۲۲ سورۂ احزاب ع۶ آیت ۴۵/۴۶)

ترجمہ:۔اے غیب کی خبریں بتانے والے!(نبی) بیشک ہم نے تمھیں بھیجا حاضر وناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈرسناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب (در حقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپ کے نور نبوت نے پہونچائی اسی لیے اس کی صفت میں منیراًارشاد فرمایا گیا)(خزائن العرفان)

تخلیق اول نور محمدی ﷺ

سب سے اول سب سے آخر ابتدا ہوا انتہا ہو　　سب تمہاری ہی خبر تھے تم مؤخر مبتدا ہو

وصلی اللہ علی نور کزو شد نورہا پیدا　　زمیں درحب او ساکن فلک درعشق او شیدا

عَنۡ جَابِرِ بۡنِ عَبۡدِاللّٰہِ قَالَ قُلۡتُ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ! بِاَبِیۡ اَنۡتَ وَاُمِّیۡ اَخۡبِرۡنِیۡ عَنۡ اَوَّلِ شَیۡءٍ خَلَقَهُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَبۡلَ الۡاَشۡیَآءِ؟ قَالَ یَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدۡ خَلَقَ قَبۡلَ الۡاَشۡیَاءِ نُوۡرَ نَبِیِّکَ مِنۡ نُوۡرِہٖ فَجَعَلَ ذٰلِکَ النُّوۡرُ یَدُوۡرُ بِالۡقُدۡرَۃِ حَیۡثُ شَاءَ اللّٰہُ وَلَمۡ یَکُنۡ فِیۡ ذٰلِکَ الۡوَقۡتِ لَوۡحٌ وَلَا قَلَمٌ وَلَا جَنَّۃٌ وَلَا نَارٌ وَلَا مَلَکٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا اَرۡضٌ وَلَا شَمۡسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جِنِّیٌّ وَلَا اِنۡسٌ“(زرقانی جلد اول صفحہ ۴۹/انوارمحمدیہ صفحہ ۱۳/ مواهب و تذکرۃ الانبیا صفحہ ۴۹۵)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ترجمہ:۔حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے (بارگاہ رسالت میں) عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے یہ خبر دیجیے کہ تمام چیزوں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کسے پیدا کیا ہے؟ تو رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیا سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا پھر وہ نور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جہاں بھی اسے منظور تھا سیر کرتا، اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم اور نہ جنت اور نہ دوزخ اور نہ فرشتے اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ سورج اور نہ چاند اور نہ جن اور نہ انسان۔ اس ارشاد پاک سے معلوم ہوا ؎

ہے انھیں کے نور سے سب عیاں ہے انھیں کے جلوہ میں سب نہاں
بنے صبح تابش مہر سے رہے پیش مہر یہ جاں نہیں

خلاصہ :۔یعنی نبی کریم ﷺ کے نور پاک سے موجودات ظاہر ہوئے اور ان کے جلوؤں کے روبرو سب چھپ گیے جس طرح سورج کی چمک سے ہی صبح کا وجود ہے مگر سورج کے سامنے صبح اپنے وجود کا ثبوت دے یہ اس کی ہمت نہیں۔جس کی ترجمانی حضرت شیخ سعدی علیہ رحمۃ الباری نے یوں کی ہے ؎

تو اصل وجود آمدی از نخست　　دگر ہر چہ موجود شد فرع تست

یعنی آپ شروع ہی سے وجود کی اصل ہیں، دوسری چیز جو بھی موجود ہوئی وہ آپ کی فرع ہے

اصل وجود

حدیث پاک میں ہے ”اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوۡرِیۡ وَکُلُّ الۡخَلَائِقِ مِنۡ نُوۡرِیۡ“

اوردوسری حدیث پاک میں ہے ”لَوۡ لَاکَ لَمَا خَلَقۡتُ الۡاَفۡلَاکَ وَالۡاَرۡضِیۡنَ“

اگر آپ نہ ہوتے زمین وآسمان کو پیدا نہ فرماتا۔

ترا عز لولاک تمکین بس ست　　ثنائے تو طٰہٰ و یٰسں بس ست

ترجمہ:۔آپ کو لولاک کی عزت کافی ہے۔اس میں مذکورہ حدیث پاک کی طرف اشارہ

ہے، طٰہٰ یٰس یعنی یہ سورتیں آپ کی معرفت وتوصیف سے لبریز ہیں۔

تخلیق آدم سے پہلے حضور کو خاتم النبین لکھا گیا

جیسا کہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اِنِّیْ عِنْدَاللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَاَنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنِہٖ“ (شرح السنہ و مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۳)

ترجمہ:۔ میں خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں اس وقت خاتم النبیین لکھا گیا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی مٹی میں تھے یعنی ان کا پتلا اس وقت تک تیار نہیں ہوا تھا۔

خلیفۂ اعظم واول

اگر چہ بظاہر سب سے پہلے خلیفہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ہیں لیکن درحقیقت سب سے پہلے اعظم خلیفہ ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”کُنْتُ نَبِیًّا وَّآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ“ (ابونعیم، طبقات ابن سعد، طبرانی وجامع صغیر جلد دوم صفحہ ۹۶/ تذکرۃ الانبیاء صفحہ ۴۴/ مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین صفحہ ۵۱۳)

ترجمہ:۔ میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے جس کی ترجمانی حضرت شیخ سعدی علیہ رحمۃ الباری نے یوں کی ہے ؎

بلند آسماں پیش قدرت خجل　　تو مخلوق و آدم ہنوز آب و گل

ترجمہ:۔ آپ کے رتبہ کے سامنے بلند آسماں شرمندہ ہے، آپ پیدا ہو چکے تھے اور آدم علیہ السلام ابھی مٹی اور پانی میں تھے۔

حدیث شریف میں ہے ”کُنْتُ نَبِیًّا وَّآدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ“

یعنی اس وقت بھی میں نبی تھا جب آدم علیہ السلام ابھی آب وگل کے درمیان تھے۔

اور تبیان القرآن صفحہ ۱۳۰/۱۳۱ میں ہے کہ خلیفۂ اعظم حضور ﷺ ہی ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت آپ کی خلافت کا ظہور ہے۔ (تذکرۃ الانبیاء صفحہ ۴۴)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

اور مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۶۲ میں یوں حدیث پاک ہے ”کُنْتُ اَوَّلُ الْاَنْبِیَاءِ خَلْقًا وَاٰخِرَھُمْ بَعْثًا“

یعنی تخلیق کے اعتبار سے میں سب سے پہلا نبی ہوں اور بھیجے جانے کے اعتبار سے آخری نبی ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت ہے ”وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِمَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ؟ قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ“ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین صفحہ ۵۱۳)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا (خدمت اقدس میں) صحابۂ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟ ارشاد فرمایا جب کہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے (یعنی جب کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے جسم میں روح پھونکی نہ گئی تھی اس وقت بھی ہم نبی تھے۔ معلوم ہوا کہ ؎

باغ رسالت کی ہیں جڑ اور ہیں بہار آخری　　مبدا جو اس گلشن کے تھے وہ منتہی یہ ہی تو ہیں

اور ایک روایت میں یوں ہے ”عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَاللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَاَنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ“ ((رواہ شرح السنہ ورواہ احمد، مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین صفحہ ۵۱۳/ مواہب مع زرقانی صفحہ ۳۹)

ترجمہ:۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک آخری نبی لکھا ہوا تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی خمیر میں لوٹ رہے تھے۔

شرح حدیث:۔ یہاں لکھنے سے لوح محفوظ میں لکھنا مراد نہیں بلکہ کوئی خاص تحریر مراد ہے جو عالم ارواح میں مشہور کرنے کے لیے لکھی گئی تھی وہاں حضور انور ﷺ کو سب جانتے پہچانتے تھے اس تحریر وغیرہ کی وجہ سے خمیر میں لوٹنے کی معنی یہ ہیں کہ ابھی اس میں روح نہیں پھونکی گئی خمیر سکھایا جا رہا تھا۔ (مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ہشتم صفحہ ۲۱)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

فرماتے سنا کہ " اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الْاَرْضِ فَجَاءَ بَنُوْ آدَمَ عَلٰى قَدَرِ الْاَرْضِ مِنْهُمُ الْاَحْمَرُ وَالْاَبْيَضُ وَالْاَسْوَدُ وَ بَيْنَ ذَالِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحُزْنُ وَالْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ" (حاشیہ جلالین ۸)

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پوری روئے زمین کے ایک قبضہ مٹی سے پیدا فرمایا اسی لیے آپ کی اولاد مٹی ہی کے مطابق سرخ وسفید، سیاہ اور درمیانی رنگ نیز نرم خو وسخت مزاج اور خبیث و پاکیزہ طیب ہوتے ہیں۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد)

آدم کی وجہ تسمیہ

ابن حاتم نے بطریق ابی الضحیٰ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ کا نام آدم اس لیے رکھا گیا "لِاَنَّهٗ خُلِقَ مِنْ اَدِيْمِ الْاَرْضِ" آپ کی تخلیق ادیم ارض (سطح زمین) سے ہوئی۔ (الاتقان فی علوم القرآن مصری جلد دوم صفحہ ۱۳۸) آپ کا یوم تخلیق جمعہ مبارکہ ہے۔

قالب آدم علیہ السلام میں روح کا دخول

اللہ تعالیٰ نے روح کو حکم دیا کہ اس قالب میں داخل ہوجا؟ چنانچہ روح جب قالب کے پاس پہونچی تو جسم اطہر کو تنگ وتاریک پایا اندر جانے سے رک گئی۔

بعض روایت میں آتا ہے کہ تب نور مصطفیٰ ﷺ سے وہ قالب جگمگا دیا گیا یعنی وہ نور آدم علیہ السلام کی پیشانی میں امانت رکھا گیا، اب روح آہستہ آہستہ داخل ہونے لگی ابھی سر میں تھی کہ آپ کو چھینک آئی اور زبان مبارک میں پہونچی تو آپ نے " اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" پڑھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں "رَحِمَكَ رَبُّكَ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ وَلِهٰذَا خَلَقْتُكَ" یعنی اے ابومحمد (یہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت ہے) تمہارا پروردگار تم پر رحم فرمائے اور میں نے تمھیں اسی واسطے ہی پیدا فرمایا، چنانچہ روح جب کمر تک پہونچی تو آپ نے اٹھنا چاہا لیکن آپ گر پڑے کیوں کہ روح ابھی نیچے کے حصہ میں نہیں پہونچی تھی، اللہ تعالیٰ

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

نے فرمایا "خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ" (پارہ ۱۷ سورۂ انبیاء ع ۳ آیت ۳۷) یعنی آدمی جلد باز بنایا گیا۔ پھر روح تمام جسم میں پھیل گئی تو آپ کو حکم ہوا کہ فرشتوں کو سلام کرو؟ آپ نے کہا "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" ؟ فرشتوں نے جواب دیا" وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یہی آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے سلام کا طریقہ ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد دن کی آخری ساعت میں عصر اور رات کے درمیان پیدا فرمایا۔ (رواہ مسلم و مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۰)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے یہ بھی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس طرح پیدا فرمایا کہ ان کے قد کی لمبائی ساٹھ ہاتھ تھی اور فرمایا کہ مخلوق جب سے اب تک (قد وقامت میں) گھٹتی چلی آرہی ہے۔ (متفق علیہ تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۴۱)

اولاد آدم علیہ السلام

اولاد آدم علیہ السلام کے متعلق رب کریم جل جلالہ نے ارشاد فرمایا " وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا" (پارہ ۹ سورۂ اعراف ع ۲۲ آیت ۱۷۲)

ترجمہ:۔ اور اے محبوب! یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انھیں خود ان پر گواہ کیا، کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے۔

مخبر صادق ﷺ نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پھر ان کی پیٹھ پر اپنا دست قدرت پھیرا اور آپ کی اولاد کو نکال کر ظاہر کیا پھر فرمایا میں نے ان کو جنت کے لیے پیدا کیا یہ جنت والوں کا عمل کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت آپ کی پیٹھ پر پھیرا اور آپ کی باقی اولاد کو ظاہر فرمایا اور رب تعالیٰ نے کہا کہ ان لوگوں کو میں نے جہنم کے لیے پیدا کیا ہے یہ جہنمیوں والے عمل کریں گے۔ (تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۴۶ تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ

۲۵۰؍ ترمذی شریف، ابوداؤد اور مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر صفحہ ۲۱؍ تذکرۃ الانبیا صفحہ ۴۳)

سجدۂ تعظیمی سے انکار

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر تمام چیزوں کو پیش فرما کر نام پوچھا، جب فرشتوں نے اپنی عاجزی کا اظہار کر دیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے " **قَالَ یٰاٰدَمُ اَنۡۢبِئۡھُمۡ بِاَسۡمَآئِھِمۡ؟ فَلَمَّا اَنۡۢبَاَھُمۡ بِاَسۡمَآئِھِمۡ**" (پارہ ۱ سورۂ بقرہ ع ۴ آیت ۳۳)

ترجمہ:۔ فرمایا اے آدم بتا دے انھیں سب اشیا کے نام؟ جب آدم نے انھیں سب کے نام بتا دیئے تو پھر رب کریم نے حکم دیا "**وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡٓا اِلَّآ اِبۡلِیۡسَ اَبٰی وَاسۡتَکۡبَرَ وَکَانَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ**" (پارہ ۱ سورۂ بقرہ ع ۴ آیت ۳۴)

ترجمہ:۔ اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔ (یہ سجدہ جمعہ کے روز وقت زوال سے عصر تک کیا گیا) (کنز الایمان) یہاں سجدۂ عبادت نہ تھا بلکہ سجدۂ تحیت تھا اور خاص آدم علیہ السلام کے لیے تھا، زمین پر پیشانی رکھ کر تھا نہ کہ صرف جھکنا، یہی قول صحیح ہے اور اسی پر جمہور ہیں (مدارک)

اور سورۂ حجر اور سورۂ ص میں یوں ارشاد ہوا "**فَسَجَدَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ**" (پارہ ۱۴ ع ۳؍ پارہ ۲۳ ع ۱۴) ترجمہ:۔ تو سب فرشتوں نے اکٹھا سجدہ کیا۔

حکم سجدہ محض تعظیم نبی کے لیے

صاحب مدارک علیہ الرحمہ نے " **کَانَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ**" کی تفسیر " **صَارَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ**" فرمایا یعنی ابلیس تعظیم نبی سے انکار کی وجہ سے کافر ہو گیا اور صاحب نور الانوار سیدی ملا جیون علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا " **سَجَدَ ظَاھِرٌ فِیۡ سُجُوۡدِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ نَصٌّ فِیۡ تَعۡظِیۡمِ اٰدَمَ**" (نور الانوار ص ۸۷)

یعنی لفظ "سجد" ملائکہ کے سجدہ کرنے کے بارے میں ظاہر ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کی

تعظیم کے بارے میں نص ہے۔

معلوم ہوا کہ بظاہر سجدہ کا حکم ہے لیکن درحقیقت تعظیم نبی مقصود ہے اور خلاصۃ التفاسیر جلد اول صفحہ ۲۵؍ تذکرۃ الانبیا صفحہ ۴۴؍ پر ہے نور محمدی ﷺ سے حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی کو چمکایا گیا وہی نور محمدی دراصل فرشتوں سے سجدہ کرانے کا سبب بنا تھا جیسا کہ امام رازی علیہ الرحمہ نے تفسیر کبیر میں تحریر فرمایا " **اِنَّ الۡمَلٰٓئِکَۃَ اُمِرُوۡا بِالسُّجُوۡدِ لِاٰدَمَ لِاَجۡلِ اَنَّ نُوۡرَ مُحَمَّدٍ** ﷺ **کَانَ فِیۡ جَبۡھَۃِ اٰدَمَ**" (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۴۰۰)

ترجمہ:۔ بیشک فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا کہ آپ کی پیشانی میں محمد ﷺ کا نور رکھا گیا تھا۔ معلوم ہوا ؎

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انھیں سے سب ہے انھیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

سجدۂ تعبدی و تعظیمی

سجدہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ (۱) تعبدی (۲) تعظیمی

(۱) سجدۂ تعبدی:۔ یعنی سجدۂ عبادت جو بقصد پرستش فقط رب ذوالجلال کے لیے کیا جاتا ہے

(۲) سجدۂ تعظیمی:۔ یعنی سجدۂ تحیت جس سے مسجود کی تعظیم منظور ہوتی ہے نہ کہ عبادت جیسے سورۂ یوسف میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے آپ کے بھائیوں نے تعظیماً سجدہ کیا اور یہاں فرشتوں کو سجدۂ تعظیمی کا حکم دیا گیا ہے۔

تنبیہ:۔ سجدۂ عبادت تو کبھی بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی شریعت میں جائز نہیں رہا مگر سجدۂ تعظیمی و تحیت اگلی شریعتوں میں جائز تھا لیکن شریعت محمدیہ میں سجدۂ تعظیمی بھی حرام قرار دیا گیا ہے جیسا کہ آقائے کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا " **لَوۡ کُنۡتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنۡ یَّسۡجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرۡتُ الۡمَرۡاَۃَ اَنۡ تَسۡجُدَ لِزَوۡجِھَا**" (رواہ الترمذی و مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۱)

ترجمہ:۔ اگر میں کسی کو کسی مخلوق کے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ وہ اپنے

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

شوہر کو سجدہ کرے۔

چنانچہ حضور سیدی ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث پاک کے تحت تحریر فرمایا" اَلسَّجْدَۃُ لَا تَحِلُّ لِغَیْرِ اللّٰہِ"(مرقاۃ جلد سوم صفحہ ۴۶۷)

یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے سجدہ حلال نہیں ہے۔

اور شرح فقہ اکبر میں ہے " اَلسَّجْدَۃُ حَرَامٌ لِغَیْرِہٖ سُبْحَانَہٗ"(شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۳۰)

یعنی غیر اللہ کے لیے سجدہ حرام ہے۔

اسی لیے عاشق رسول حضرت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اعلان فرمایا۔

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار　　روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

عقیدۂ اہل سنت

یہ ہے جماعت اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت پر چلنے والوں کا عقیدہ جو سجدۂ تعظیمی کو غیر اللہ کے لیے قطعی طور پر حرام سمجھتے ہیں مگر ان حقائق کے برخلاف دیابنہ بر بنائے تعصب جماعت اہل سنت پر رضا خانی وقبر پوجا ہونے کا بہتان لگاتے رہتے ہیں۔

اس دور میں سب کچھ ہے مگر انصاف نہیں ہے
انصاف کرے کون جب دل صاف نہیں ہے

تعظیم نبی نہ کرنے کی وجہ سے ابلیس مردود بارگاہ کر دیا گیا

جیسا کہ رب کریم نے پارہ ۲۳ ر سورۂ ص میں تفصیلاً بیان فرمایا ہے کہ جب ابلیس نے سجدہ تعظیمی نہیں کیا تو رب کریم نے دریافت فرمایا" قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَامَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ"، ترجمہ:۔فرمایا اے ابلیس! تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لیے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا؟

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

قیاس شیطانی

ابلیس نے جواب دیا" قَالَ اَنَاخَیْرٌ مِّنْہُ" بولا میں اس سے بہتر ہوں (اور مزید بیہودگی کا ثبوت دیتے ہوئے کہا کہ)"خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ"(سورۂ صٓ)

ترجمہ:۔تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

رب کریم نے اسی توہین نبی کی بنیاد پر ارشاد فرمایا" قَالَ فَاخْرُجْ مِنْھَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ" (سورۂ صٓ) فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو راندہ گیا (اپنی سرکشی ونافرمانی وتکبر کے باعث)

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی صورت بدل دی وہ پہلے حسین تھا بدشکل روسیاہ کر دیا گیا اور اس کی نورانیت سلب کر دی گئی معلوم ہوا۔

تکبر عزازیل را خوار کرد　　بزندان لعنت گرفتار کرد

طوق لعنت

رب کریم نے اپنی بارگاہ سے بھگاتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا " وَاِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْٓ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ"(سورۂ صٓ)

ترجمہ:۔اور بیشک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک۔(اور قیامت کے بعد لعنت بھی اور طرح طرح کے عذاب بھی)

سالہا سال تک عبادت کرنے والا، رب کا مقرب، نبی کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے ایک پل بھر میں مردود ہو گیا اور قیامت تک لعنت کا مستحق ٹھہرا دیا گیا۔معلوم ہوا۔

آدم کو سجدہ کرنے سے انکار جب کیا　　لعنت کی طوق آج بھی شیطان کے پڑی ہے

شیطان کے درخواست کی منظوری

پارہ ۲۳ ر سورۂ ص میں ہے کہ ابلیس نے مردود بارگاہ ہو جانے کے بعد بارگاہ ایزدی میں یوں درخواست کی" قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ"(پارہ ۲۳ ر سورۂ ص آیت ۷۹)

ترجمہ:۔ بولا اے میرے رب! ایسا ہے تو مجھے مہلت دے اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں
چنانچہ درخواست کی منظوری دیتے ہوئے رب کریم نے ارشاد فرمایا " قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ " (پارہ ۲۳/ سورۂ ص آیت ۸۰) فرمایا تو تو مہلت والوں میں ہے۔

شیطان کا اعلان

درخواست کی منظوری پالینے کے بعد شیطان نے اعلان کیا" قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ"(پارہ ۲۳/ سورۂ ص آیت ۸۲/۸۳)
ترجمہ:۔ بولا تو تیری عزت کی قسم! ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔

رب کا اعلان

رب کریم نے شیطان کے مذکورہ اعلان کے بعد اعلان فرمایا" لَاَمْلَئَنَّ مِنْکَ وَمِمَّنْ تَبِعَکَ مِنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ"(پارہ ۲۳/ سورۂ ص آیت ۸۵)
ترجمہ:۔ بیشک میں ضرور جہنم بھردوں گا تجھ سے (مع تیری ذریت کے) اور ان میں سے (یعنی انسانوں میں سے) جتنے تیری پیروی کریں گے۔

شیطانی مغالطہ اور اس کا حل

فقیر راقم الحروف نے شیطانی مغالطہ اور اس کا حل اور کس انداز میں لوگوں کے درمیان اثر انداز ہوتا ہے اور اولاد آدم علیہ السلام میں "قابیل" پر کس ترکیب سے اثر انداز ہوا اور حضرت ہابیل کا قتل کرادیا وغیرہ قرآن وحدیث کے حوالوں کے ساتھ "تذکرۂ خلیل وذبیح علیہما السلام" کے مقدمہ میں قدرے تفصیل سے تحریر کیا ہے، شائقین اس کا مطالعہ فرمائیں اور دعا دیں۔

عزازیل کا نام ابلیس کیوں ہوا؟

ابلیس کا نام مردود ہونے سے پہلے سریانی زبان میں "عزازیل" تھا اور عربی زبان میں "حارث" تھا، جب ازراہ تکبر تعظیم نبی سے انکار کیا تو عزازیل سے اس کا نام "ابلیس" ہوگیا، جس

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

کا معنی ہے، خیر سے دور ہونا اور اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا، اسے شیطان بھی کہا گیا ہے، اگر اس کا مادہ "شطن" ہو تو معنی ہوگا، حق سے دور ہونے والا، اگر وہ "شیط" سے ماخوذ ہے تو معنی ہوگا ہلاک ہونے والا اور جل جانے والا۔ (روح المعانی جلد اول صفحہ ۲۲۹/ تبیان جلد اول صفحہ ۱۲۵/ تذکرۃ الانبیا صفحہ ۴۹)

حضرت حوا کی پیدائش

جب حضرت کا جی نہ لگا تنہائی سے گھبرا اٹھا
دل جمعی کے لیے حواء خلق کی بے مثل وہمتا
لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ اٰمَنَّـا بِرَسُوْلِ اللّٰـہِ

فرشتوں نے جب حضرت آدم علیہ السلام کا سجدہ کیا اور عزازیل انکار وتکبر کی وجہ سے ابلیس و مردود ہوگیا تو حضرت آدم علیہ السلام جو خاک سے پیدا ہوئے تھے اور جنت میں آپ کا کوئی ہم جنس نہ تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ پر نیند طاری فرمادی پھر " کَانَ خَلَقَھَا مِنْ ضِلْعِہٖ الْاَیْسَـــــر " رواہ البخاری وتفسیر جلالین صفحہ ۸) یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے حضرت حواء کو پیدا کیا اور اس کی جگہ گوشت رکھوایا گیا، جب آپ بیدار ہوئے تو اپنے پاس حضرت حواء کو بیٹھے ہوئے پایا پوچھا کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ میں عورت ہوں، پھر آپ نے کہا تمھیں کیوں پیدا کیا گیا ہے؟ تو انھوں نے عرض کیا تا کہ مجھ سے سکون حاصل کرو۔
سورۂ اعراف میں ہے " ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلَ مِنْھَا زَوْجَھَا لِیَسْکُنَ اِلَیْھَا"(پارہ ۹ سورۂ اعراف ع ۲۴ آیت ۱۸۹)
ترجمہ:۔ وہی ہے جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنا کہ اس سے چین پائے۔ (کنز الایمان)

حواء کی وجہ تسمیہ

تفسیر جلالین شریف کے صفحہ ۸/ پر بین السطور میں ہے کہ " حَوَّاءُ بِالْمَدِّ سُمِّیَتْ بِھَا

لِاَنَّهَا اُمُّ كُلِّ حَيٍّ"، یعنی آپ کا نام حواء اس لیے رکھا گیا کہ وہ تمام زندہ انسانوں کی ماں ہیں اور روح المعانی جلد اول صفحہ ۲۳۳ ر پر ہے "لِاَ نَّهَا خُلِقَتْ مِنْ شَئٍ حَيٍّ"۔ اس لیے کہ یہ زندہ شئ (جسد آدم) سے پیدا کی گئیں اور چوں کہ زندہ چیز کو 'حی' کہا جاتا ہے، یہ بھی زندہ سے پیدا ہوئیں اس لیے ان کا نام 'حواء' رکھا گیا۔ (تذکرۃ الانبیا صفحہ ۵۰)

حضرت حواء کا مہر

حواء سے جب آدم کا عہد مہر درود ہوا
آدم سے وہ نور خدا زوجہ کو تفویض ہوا
لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّـا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت آدم علیہ السلام کا میلان طبع جب حضرت حواء علیہا السلام کی طرف ہوا تو فرشتوں نے عرض کیا کہ آپ ٹھہر جائیں پہلے مہر ادا کریں؟ آپ نے فرمایا" فَمَا مُهُرُهَا؟ قَالُوْا حَتّٰى تُصَلِّىَ عَلىٰ النَّبِيِّ ﷺ "حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا وہ مہر کیا ہے؟ فرشتوں نے کہا مہر یہ ہے کہ آپ نبی آخر الزماں ﷺ پر درود پڑھو۔ ایک روایت میں تین بار، دوسری روایت میں سترہ بار اور ایک روایت میں بیس بار درود پڑھنے کا حکم دیا گیا، چنانچہ آپ نے درود شریف پڑھا اور فرشتوں کی گواہی سے نکاح ہوا" وَفِى ذَالِكَ اِشَارَةٌ اِلىٰ اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ اَلْوَاسِطَةُ لِكُلِّ مَوْجُوْدٍ حَتّٰى اَبِيْهِ آدَمَ" (حاشیہ جلالین) یعنی اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ بیشک نبی کریم ﷺ ہر موجود چیز کے لیے وسیلہ ہیں یہاں تک کہ اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں۔ (تذکرۃ الانبیا صفحہ ۵۰ / مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵)

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

حضرت آدم و حوا ◆ کو جنت میں رہنے و شجر ممنوعہ سے بچنے کا حکم

اس کے بعد رب کریم نے حضرت آدم و حوا علیہا السلام کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا" وَقُلْنَا يٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَداً حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ "(پارہ ۱ سورۂ بقرہ ع ۴ آیت ۳۵)

ترجمہ:۔ اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا (اس سے گندم یا انگور وغیرہ مراد ہے۔ تفسیر جلالین صفحہ ۸) کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے۔

ظلم کا معنیٰ

ظلم کے معنی ہیں کسی شئ کو اس کے محل کے علاوہ دوسری جگہ رکھنا یہ ممنوع ہے اور انبیا معصوم ہیں، ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتا، یہاں ظلم خلاف اولیٰ کے معنی میں ہے اور انبیا علیہم السلام کو ظالم کہنا اہانت و کفر ہے جو کہے وہ کافر ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ مالک و مولیٰ ہے جو چاہے فرمائے، اس میں ان کی عزت ہے، دوسرے کی کیا مجال کہ خلاف ادب کلمہ زبان پر لائے اور خطاب حضرت حق کو اپنی جرأت کے لیے سند بنائے، ہمیں تعظیم و توقیر اور ادب و طاعت کا حکم فرمایا ہم پر یہی لازم ہے۔

شیطان کا لغزش دینا اور حضرت آدم و حوا ◆ کا زمین پر تشریف لانا

حکم رب ذوالجلال کے مطابق حضرت آدم و حواء علیہا السلام پُرسکون ہو کر جنت میں رہنے

لگے، رب کریم نے فرمایا" فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا"(پارہ ا سورۂ بقرہ ع۴ آیت ۳۶)

ترجمہ:۔ تو شیطان نے جنت سے انھیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انھیں الگ کردیا اور ہم نے فرمایا نیچے اترو۔

اور سورۂ طٰہٰ میں یوں ارشاد موجود ہے" قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعاً" (پارہ ۱۶ سورۂ طٰہٰ آیت ۲
۱۲ رب نے فرمایا تم دونوں مل کر جنت سے اترو۔

ساتھ ہی ساتھ رب ذوالجلال نے یہ بھی ارشاد فرمایا" بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ"(پارہ ا/سورۂ بقرہ ع۴ آیت ۳۶)

ترجمہ:۔ آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن۔ اور تمھیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے (اس سے اختتام عمر یعنی موت کا وقت مراد ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے لیے بشارت ہے کہ وہ دنیا میں صرف اتنی مدت کے لیے ہیں اس کے بعد پھر انھیں جنت کی طرف رجوع فرمانا ہے اور آپ کی اولاد کے لیے معاد پر دلالت ہے کہ دنیاوی زندگی معین وقت تک ہے عمر تمام ہونے کے بعد انھیں آخرت کی طرف رجوع کرنا ہے۔

شجرۂ خلد

چنانچہ شیطان کسی طرح حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے پاس پہونچ کر " قَالَ لَهُمَا هَلْ اَدُلُّكُمَا عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ"(تفسیر جلالین صفحہ ۸) کہا کیا میں تمھیں شجر خلد بتادوں؟ حضرت آدم علیہ السلام نے انکار فرمایا" وَ قَاسَمَهُمَا اِنِّىْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ"(پارہ ۸ سورۂ اعراف ع۱ آیت ۲۱)

ترجمہ:۔ اور ان سے قسم کھائی کہ میں تم دونوں کا خیرخواہ ہوں۔

حضرت آدم علیہ السلام کو خیال ہوا کہ اللہ پاک کی جھوٹی قسم کون کھا سکتا ہے؟ بایں خیال حضرت حوا نے اس میں سے کچھ کھایا پھر حضرت آدم علیہ السلام کو دیا انھوں نے بھی تناول کیا۔ جسے

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

رب کریم نے سورۂ طٰہٰ میں بیان فرمایا ہے" فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى فَاَكَلَا مِنْهَا "(پارہ ۱۶ سورۂ طٰہٰ ع۷ آیت ۱۲۰/۱۲۱)

ترجمہ:۔ تو شیطان نے اسے وسوسہ دیا بولا اے آدم! کیا میں تمھیں بتادوں ہمیشہ جینے کا پیڑ (جس کو کھا کر کھانے والے کو دائمی زندگی حاصل ہوجاتی ہے) اور وہ بادشاہی کہ پرانی نہ پڑے (اور اس میں زوال نہ آئے) تو ان دونوں نے اس میں سے کھالیا۔

اور سورۂ اعراف میں ہے" وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ"(پارہ ۸ سورۂ اعراف ع۲ آیت ۲۰)

ترجمہ:۔ اور (شیطان) بولا تمھیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہوجاؤ یا ہمیشہ جینے والے (کہ جنت میں رہو اور کبھی نہ مرو)

خطائے اجتہادی

حضرت آدم علیہ السلام کو خیال ہوا کہ " لَا تَقْرَبَا"(درخت کے پاس نہ جاؤ) کی نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں کیوں کہ اگر وہ تحریمی سمجھتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے کہ انبیا معصوم ہوتے ہیں یہاں حضرت آدم علیہ السلام سے اجتہاد میں خطا ہوئی اور خطائے اجتہادی معصیت و گناہ نہیں ہوتی۔

جنت سے اتر جاؤ

مشیت ایزدی کے تحت حضرت آدم وحوا علیہما السلام اور ان کی ذریت کو جوان کے صلب میں تھی جنت سے زمین پر جانے کا حکم ہوا، ارشاد ہوا" قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" (پارہ ا سورۂ بقرہ ع۴ آیت ۳۸)

ترجمہ:۔ ہم نے فرمایا تم سب جنت سے اتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا اسے نہ کوئی اندیشہ نہ کچھ غم (یہ مومنین صالحین کے لیے بشارت ہے کہ نہ انھیں فزع اکبر کے وقت خوف ہو نہ آخرت میں غم، وہ بے غم جنت میں داخل

ہوں گے)اسی لیے فقیر کہا کرتا ہے کہ اے بندۂ مومن ؎

جنت تری پنہا ہے ترے خون جگر میں اے پیکر گل کوشش پیہم کی جزا دیکھ

جدہ ولنکا اور ایلہ

چنانچہ حکم رب ذوالجلال کے تحت حضرت سیدنا آدم علیہ السلام زمین ہندسراندیپ (یعنی لنکا) کے پہاڑوں پر اور حضرت حوا علیہا السلام جدہ میں اتارے گیے ۔(تفسیر خازن) اور شیطان کو پہلے ہی ’’ایلہ‘‘ میں اتار دیا گیا تھا۔(روح المعانی جلد اول صفحہ ۲۳۶ رتذکرۃ الانبیا صفحہ ۶۰)

جدہ ولنکا کی دوری

جدہ ولنکا کے مابین سات سوفرسخ کا فاصلہ ہے(جس کا تین ہزار تین سوساٹھ کلومیٹر ہوتا ہے) (تفسیر روح البیان جلد اول)

بارگاہ ایزدی میں حضرت آدم علیہ السلام کا توبہ واستغفار

جوش پہ آیا رحم کا دریا جب سیدنا آدم نے دیا

واسطہ اس نور خدا کا مقبول ہوئی یوں توبہ

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰــهُ اٰمَـنَّـا بِـرَسُوْلِ اللّٰهِ

رب کریم جل جلالہٗ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے توبہ واستغفار سے متعلق ارشاد فرمایا’’ فَتَـلَـقّٰـى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ‘‘ (پارہ ۱ سورۂ بقرہ ع ۴ آیت ۳۷)

ترجمہ:۔پھر سیکھ لیے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی ،بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا۔(کنز الایمان)

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام زمین پر آنے کے بعد تین سوبرس تک حیا سے آسمان کی طرف سر نہ اٹھایا اگر چہ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کثیر البکا تھے،آپ کے آنسو تمام زمین والوں کے

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

آنسوؤں سے زیادہ ہیں مگر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اس قدر روئے کہ آپ کے آنسو حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام اور تمام زمین والوں کے آنسوؤں کے مجموعہ سے بڑھ گیے ۔(تفسیر خازن)

طبرانی وحاکم وابونعیم وبیہقی نے حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام پر عتاب ہوا تو آپ فکر توبہ میں حیران تھے،اس پریشانی کے عالم میں یاد آیا کہ وقت پیدائش میں نے سر اٹھا کر دیکھا تھا کہ ؎

’’عرش پہ لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘

وہ رتبہ کسی کو میسر نہیں

میں سمجھا تھا کہ بارگاہ الٰہی میں وہ رتبہ کسی کو میسر نہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے کہ اللہ نے ان کا نام اپنے نام اقدس کے ساتھ عرش پر مکتوب فرمایا۔لہٰذا آپ دونوں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام وحوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہ رب ذوالجلال میں انتہائی عاجزی وانکساری سے طلب رحم وکرم کی یوں دعا کی’’ قَالَا رَبَّـنَـا ظَلَـمْـنَـا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ‘‘ (پارہ ۸ سورۂ اعراف ع ۲ آیت ۲۳)

ترجمہ:۔دونوں نے عرض کی اے ہمارے رب!ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے۔(کنز الایمان)

حضرت آدم علیہ السلام نے امام النبیین کے وسیلے سے دعا کی

چنانچہ آیت مذکورہ کے ساتھ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے حضور ﷺ کے وسیلے سے بارگاہ ایزدی میں یوں عرض کیا’’ اَسْـئَـلُـكَ بِـحَـقِّ مُـحَـمَّـدٍ اَنْ تَغْفِرَلِىْ‘‘،اورابن منذر کی روایت میں یہ کلمے ہیں ’’ اَللّٰهُـمَّ اِنِّىْ اَسْـئَـلُـكَ بِـجَـاهِ مُـحَـمَّـدٍ عَبْدِكَ وَكَرَامَتِهٖ عَـلَـيْكَ وَاَنْ تَـغْـفِـرَلِىْ خَطِيْئَتِىْ‘‘ یعنی یارب!میں تجھ سے تیرے بندۂ خاص محمد ﷺ کے جاہ ومرتبت کے طفیل میں اور اس کرامت کے صدقہ میں جو انھیں تیرے دربار میں حاصل

ہے، مغفرت چاہتا ہوں۔

یہ دعا کرنی تھی کہ حق تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمادی اور یہ توبہ دسویں محرم کو قبول ہوئی۔

توبہ کی اصل

توبہ کی اصل رجوع الی اللہ ہے، اس میں تین رکن ہیں۔(۱) ایک اعتراف جرم (۲) دوسرے ندامت (۳) عزم ترک۔

اگر گناہ قابل تلافی ہو تو اس کی تلافی بھی لازم ہے مثلاً تارک صلوٰۃ کی توبہ کے لیے پچھلی نمازوں کی قضا پڑھنا بھی ضروری ہے۔

اعلان خلافت

چنانچہ توبہ کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے زمین کے تمام جانوروں میں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی خلافت کا اعلان کیا اور سب پر ان کی فرمانبرداری لازم ہونے کا حکم سنایا، سب نے قبول طاعت کا اظہار کیا۔(فتح القدیر و خزائن العرفان) اور رب کریم نے بندوں کی رشد و ہدایت کے لیے دس آسمانی صحیفے آپ کو عطا فرمایا۔

مذکورہ شواہد سے ثابت ہوا کہ مقبولان بارگاہ کے وسیلے سے دعا بحق فلاں اور بجاہ فلاں کہہ کر مانگنا جائز اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

یعنی اگر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے اسم گرامی کو بطور وسیلہ نہ پیش کرتے اور اسی طرح حضرت سیدنا نوح علیہ السلام آپ کے اسم گرامی کا وسیلہ نہ لاتے تو نہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوتی اور نہ حضرت نوح علیہ السلام غرق ہونے سے نجات حاصل کرتے۔

تنبیہ :۔اللہ تعالیٰ پر کسی کا حق واجب نہیں ہوتا لیکن وہ اپنے مقبولوں کو اپنے فضل و کرم سے حق دیتا ہے اسی تفضّلی حق کے وسیلہ سے دعا کی جاتی ہے۔صحیح احادیث سے یہ حق ثابت ہے جیسے وارد ہوا" **مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَصَامَ رَمْضَانَ کَانَ حَقًّا عَلَی**

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

اللّٰہِ اَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ" یعنی جو ایمان لایا اللہ اور اس کے رسول پر اور نماز قائم کیا اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ جل شانہ پر حق ہوگا کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائے۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے جنت سے اخراج کے وقت اور نعمتوں کے ساتھ عربی زبان بھی آپ سے سلب کر لی گئی تھی بجائے اس کے زبان مبارک پر سریانی جاری کر دی گئی تھی، قبول توبہ کے بعد پھر زبان عربی عطا ہوئی۔(فتح القدیر و خزائن العرفان)

مشیت ایزدی کے پاکیزہ جلوے

رب کریم جل شانہ کو چوں کہ دنیا کو امتحان گاہ بنانا منظور تھا اس لیے تخلیق حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے پہلے ہی فرشتوں سے اس کا اظہار بھی فرمایا جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ہے" **وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً**"(پارہ ا سورۂ بقرہ ع۴ آیت ۳۰)

ترجمہ:۔اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

خلیفہ

خلیفہ احکام و اوامر کے اجرا و دیگر تصرفات میں اصل کا نائب ہوتا ہے یہاں خلیفہ سے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام مراد ہیں، اگرچہ اور تمام انبیا بھی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں جیسا سورۂ صٓ میں حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں ارشاد ہوا" **یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ**" (پارہ ۲۳ سورۂ صٓ ع۲ آیت ۲۶)

ترجمہ:۔اے داؤد! بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا (خلق کی تدبیر پر آپ کو مامور کیا اور آپ کا حکم ان میں نافذ فرمایا)

فرشتوں کو خلافت حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی خبر اس لیے دی گئی کہ وہ ان کے خلیفہ بنائے جانے کی حکمت دریافت کر کے معلوم کر لیں اور ان پر خلیفہ کی عظمت و شان ظاہر ہو کہ ان کی پیدائش سے قبل ہی خلیفہ کا لقب عطا ہوا اور آسمان والوں کو ان کی پیدائش کی بشارت دی گئی

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مشورہ کرنا سنت الٰہیہ ہے۔(خزائن العرفان)

اور سورۂ طٰہٰ میں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے متعلق یوں ارشاد ہوا" وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا"(پارہ۱۶سورۂ طٰہٰ ع ۶ آیت ۱۱۵)

ترجمہ:۔اور بیشک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکیدی حکم دیا تھا(کہ شجر ممنوعہ کے پاس نہ جائیں) تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا(کہ قصور مانا جائے)

رب کریم کے اس واضح ارشاد کے بعد کسی کو حق نہیں پہونچتا کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو قصوروار ٹھہرائے، مصلحت خداوندی سے سب ہوا۔

عصمت انبیا

اَلْعِصْمَةُ:۔بچاؤ، گناہ سے بچنے کا ملکہ۔(مصباح الغات صفحہ ۵۵۷)

رب کریم نے عصمت انبیا علیہم السلام سے متعلق ارشاد فرمایا " اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ "(پارہ۱۷سورۂ انبیا ع۶ آیت ۹۰)

ترجمہ:۔بیشک وہ(حضرات انبیا) بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے۔

خیرات کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہر اچھا کام کرنا اور برے کام سے بچنا۔

اس سے واضح ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام اچھے ہی کام کرتے ہیں اور برے کاموں سے بچتے ہیں۔لہٰذا ان سے گناہ سرزد نہیں ہو سکتے۔

اور ارشاد ہوا" اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ "(پارہ۲۳ سورۂ ص ع۴ آیت ۴۶/۴۷)

ترجمہ:۔بیشک ہم نے انھیں ایک کھری بات سے امتیاز بخشا کہ وہ اس گھر کی یاد ہے اور بیشک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے پسندیدہ ہیں۔(کنزالایمان)

یعنی دار آخرت کی کہ وہ لوگوں کو اسی کی یاد دلاتے ہیں اور کثرت سے اس کا ذکر کرتے ہیں، صحبت دنیا نے ان کے قلوب میں جگہ نہیں پائی۔(خزائن العرفان)

اور سورۂ انبیا میں یوں ارشاد ہوا" اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

وَّرَهَبًا وَّكَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ "(پارہ۱۷سورۂ انبیا ع۶ آیت ۹۰)

ترجمہ:۔بیشک وہ(یعنی انبیا) بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے ہیں۔

اس ارشاد پاک سے بھی معلوم ہوا کہ اچھے کاموں کو کرنا اور برے کاموں سے بچنا حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا خاصہ ہے۔لہٰذا ان سے گناہ سرزد نہیں ہو سکتے کیوں کہ گناہ کی طرف لے جانے والا شیطان ہے، چنانچہ راندۂ بارگاہ اور بہکاوے کی مہلت پالینے کے بعد شیطان نے خود ہی مخلصین بارگاہ کو مستثنیٰ رکھتے ہوئے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا" قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ "(پارہ۲۳/سورۂ ص آیت ۸۲/۸۳)

ترجمہ:۔بولا تو تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔(یعنی شیطان نے اپنی عاجزی کا ذکر کردیا کہ اے اللہ! تیرے مخلص بندوں پر میرا داؤ نہیں چلے گا) مذکورہ بالا شواہد سے واضح ہوگیا کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام گناہوں سے محفوظ و مامون اور معصوم ہیں۔

حضرت ہابیل وقابیل کا عبرت آموز واقعہ

رب کریم نے اپنے بندوں کو نصیحت دینے کے لیے اپنے پیارے حبیب پاک ﷺ سے ارشاد فرمایا" وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ "(پارہ۶ سورۂ مائدہ ع۵ آیت ۲۷)

ترجمہ:۔اور انھیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر۔

جن کا نام ہابیل اور قابیل تھا، اس خبر کو سنانے سے مقصد یہ ہے کہ حسد کی برائی معلوم ہو اور حضور سید عالم ﷺ سے حسد کرنے والوں کو اس سے سبق حاصل کرنے کا موقعہ ملے اور لوگ قیامت تک حسد و کینہ کو برا سمجھیں اور اس سے بچیں۔

حسد و کینہ

کیوں کہ حسد و کینہ لاعلاج مہلک مرض ہے جیسا کہ رب کریم نے اپنے پیارے حبیب

پاک ﷺ سے اعلان کرایا" قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ "(پارہ ۴ سورۂ ال عمران ع ۱۲ آیت ۱۱۹)

ترجمہ:۔تم فرمادو کہ مرجاؤ اپنی گھٹن میں، اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست — کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رُست

ایک حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی تولد ہوتے

علمائے سیر و اخبار کا بیان ہے کہ حضرت حوا کے حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے اور ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا جاتا تھا، اس لیے کہ آدمی صرف حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں منحصر تھے تو مناکحت کی کوئی اور سبیل نہ تھی، اسی دستور کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کا نکاح "لیودا" سے جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اور ہابیل کا "اقلیما" سے جو قابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی کرنا چاہا، قابیل اس پر راضی نہ ہوا چوں کہ "اقلیما" زیادہ خوبصورت تھی اس لیے اس کا طلب گار ہوا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل سے فرمایا کہ اقلیما تیرے ساتھ پیدا ہوئی لہٰذا تیری بہن ہے اس کے ساتھ تیرا نکاح حلال نہیں، کہنے لگا یہ تو آپ کی رائے ہے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا ہے، حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تو تم دونوں قربانیاں لاؤ جس کی قربانی مقبول ہو جائے وہی "اقلیما" کا حق دار ہے۔

اس زمانے میں جو قربانی مقبول ہوتی تھی آسمان سے ایک آگ اتر کر اس کو کھا لیا کرتی تھی، چنانچہ قابیل نے ایک انبار گندم اور ہابیل نے ایک بکری قربانی کے لیے پیش کی، آسمانی آگ نے ہابیل کی قربانی کو لے لیا اور قابیل کی گیہوں چھوڑ گئی، اس پر قابیل کے دل میں بہت بغض و حسد پیدا ہوا۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت ہابیل کو قابیل نے قتل کی دھمکی دی

حضرت ہابیل کے نیاز خلوص کی مقبولیت پر قابیل بجائے فیصلۂ رب ذو الجلال کا احترام کرنے کے بغض و حسد سے جل بھن گیا اور حضرت ہابیل کو قتل کی دھمکی دی جسے رب کریم نے یوں بیان فرمایا ہے "اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ" (پارہ ۶ سورۂ مائدہ ع ۵ آیت ۲۷)

ترجمہ:۔جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی، بولا قسم ہے میں تجھے قتل کر دوں گا۔ (کنز الایمان)

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام جب حج کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گیے تو قابیل نے حضرت ہابیل سے کہا کہ میں تجھ کو قتل کر دوں گا، حضرت ہابیل نے کہا کیوں؟ کہنے لگا اس لیے کہ تیری قربانی مقبول ہوئی میری نہ ہوئی اور تو "اقلیما" کا مستحق ٹھہرا، اس میں میری ذلت ہے۔

حسد کا شعلہ بھی یارو عجیب شعلہ ہے — دکھائی بھی نہیں دے گا مگر جلا دے گا

حضرت ہابیل کا ایمان افروز جواب

قابیل کے قتل کی دھمکی پر حضرت ہابیل نے نہایت ہی ایمان افروز جواب دیا کہ قربانی کا قبول کرنا اللہ کا کام ہے، وہ متقیوں کی قربانی قبول فرماتا ہے تو متقی ہوتا تو تیری قربانی قبول ہوتی، یہ خود تیرے افعال کا نتیجہ ہے اس میں میرا کیا دخل ہے؟ جسے رب کریم جل جلالہٗ نے یوں بیان فرمایا ہے "قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ" (پارہ ۶ سورۂ مائدہ ع ۵ آیت ۲۷/۲۸)

ترجمہ:۔(حضرت ہابیل نے) کہا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے، بیشک اگر تو اپنا ہاتھ مجھ پر بڑھائے گا کہ مجھے قتل کرے تو میں اپنا ہاتھ تجھ پر نہ بڑھاؤں گا کہ تجھے قتل کروں، میں

اللہ سے ڈرتا ہوں جو مالک ہے سارے جہان کا۔

یہ خشیت الٰہی کی کارفرمائی تھی کہ حضرت ہابیل طاقت وتوانائی میں قابیل سے کہیں زیادہ تھے مگر پھر بھی ضبط فرمایا اور قابیل کے احساس خفتہ کو بیدار کرنے کے لیے احساس دلایا کہ تو نے خدائی فیصلہ کی بغاوت کی، والد بزرگوار کی نافرمانی اور حسد وعناد کی وجہ سے میرے قتل کا ارادہ کیا، کیا یہ سب ظلم نہیں ہے؟ ؎

نماند ستمگار بد روزگار بماند برو لعنت پائیدار

حضرت ہابیل کے انھیں پاکیزہ احساسات کو رب کریم نے اس طرح بیان فرمایا ” اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِکَ فَتَکُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ وَذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ“ (پارہ ۶ سورۂ مائدہ ع ۵ آیت ۲۹)

ترجمہ:۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا اور تیرا گناہ دونوں تیرے ہی پلہ پڑے تو تو دوزخی ہو جائے اور بے انصافوں کی یہی سزا ہے۔ (کنزالایمان)

روئے زمین پر پہلا قتل

چوں کہ روئے زمین پر یہ پہلا قتل تھا اس لیے قابیل جانتا ہی نہیں تھا کہ وہ اپنے بھائی کو کیسے قتل کرے، چنانچہ شیطان لعین نے اس کے سامنے ایک پرندے کا سر پتھر پر رکھ کر دوسرے پتھر سے پھوڑ دیا، قابیل کو پتہ چل گیا کہ اس طرح قتل کرنا ہے، حضرت ہابیل چوں کہ بکریاں چراتے تھے، ایک درخت کے نیچے سوئے ہوئے تھے، قابیل حسد وعناد میں اس قدر اندھا ہو چلا تھا کہ حضرت ہابیل جیسے مخلص بھائی کے حسن اخلاق وپاکیزہ گفتار کی قدر کرنے کے بجائے حسد سے اور بھڑک اٹھا اور ان کے سر پر پتھر مار کر انھیں قتل کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اس وقت حضرت ہابیل کی عمر بیس سال تھی۔ (روح المعانی جلد چہارم صفحہ ۱۱۴ وتذکرۃ الانبیا صفحہ ۶۶)............ اس سانحۂ عظیم کو رب جلیل نے یوں بیان فرمایا ہے ” فَطَوَّعَتْ نَفْسُہٗ قَتْلَ اَخِیْہِ فَقَتَلَہٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ“ (پارہ ۶ سورۂ مائدہ ع ۵ آیت ۳۰)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ترجمہ:۔ تو اس (قابیل) کے نفس نے اسے بھائی کے قتل کا چاؤ دلایا تو اسے قتل کر دیا تو رہ گیا نقصان میں۔

لاش کو پشت پر لادے پھرا

بعد قتل قابیل متحیر ہوا کہ اس لاش کو کیا کرے کیوں کہ اس وقت تک کوئی انسان مرا ہی نہ تھا، مدت تک لاش کو پشت پر لادے پھرا۔ مروی ہے کہ دو کوّے آپس میں لڑے ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا پھر زندہ کوّے نے اپنی منقار (چونچ) اور پنجوں سے زمین کُرید کر گڈھا کیا، اس میں مرے ہوئے کوّے کو ڈال کر مٹی سے دبا دیا، یہ دیکھ کر قابیل کو معلوم ہوا کہ مردے کی لاش کو اس طرح دفن کرنا چاہیے، چنانچہ اس نے زمین کھود کر حضرت ہابیل کو دفن کر دیا (تفسیر جلالین ومدارک وخزائن العرفان وغیرہ)

ہائے خرابی میں اس کوّے جیسا بھی نہ ہوسکا

یہ الفاظ قابیل کی زبان پر کوّے کو مٹی میں دباتے ہوئے دیکھ کر جاری ہوئے جسے رب کریم نے یوں بیان فرمایا ہے ” فَبَعَثَ اللّٰہُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَہٗ کَیْفَ یُوَارِیْ سَوْاَۃَ اَخِیْہِ قَالَ یٰوَیْلَتٰٓی اَعَجَزْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِثْلَ ہٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْاَۃَ اَخِیْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ“ (پارہ ۶ سورۂ مائدہ ع ۵ آیت ۳۱)

ترجمہ:۔ تو اللہ نے ایک کوّا بھیجا زمین کریدتا کہ اسے دکھائے کیوں کر اپنے بھائی کی لاش چھپائے، بولا ہائے خرابی میں اس کوّے جیسا بھی نہ ہوسکا کہ میں اپنے بھائی کی لاش چھپاتا تو پچھتاتا رہ گیا۔ (کنزالایمان)

ندامت قابیل

قابیل کو ندامت اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ نہیں تھی اور نہ ہی وہ تائب ہو رہا تھا بلکہ اسے ندامت اس پر ہوئی کہ وہ بھائی کی لاش کو اٹھائے پھرتا رہا اور کوّے سے بھی کم عقل رہا کہ اسے

دفن نہ کرسکا اور اس وجہ سے نادم ہورہا تھا کہ وہ بھائی کو قتل کرنے کے باوجود اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوا تھا کیوں کہ اس سے ماں، باپ، بھائی اور بہن سب ناراض ہوگیے تھے اور قتل کرنے سے پہلے اس کا سفید رنگ تھا اور قتل کے بعد اس کا تمام جسم کالا ہوگیا، واضح ہوا کہ اس نے کوئی توبہ نہیں کی اور ندامت اسے صرف اپنی حماقت پر تھی۔ (کبیر جلد یازدہم صفحہ ۲۹۰/۲۱۰/ تذکرۃ الانبیا صفحہ ۶۸)

حضرت شیث علیہ السلام کی پیدائش

حضرت علامہ محی السنہ علیہ الرحمہ نے ذکر فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت ہابیل کے قتل ہونے کے پچاس سال بعد حضرت شیث علیہ السلام عطا ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام کے ولی عہد بنے اور رب کریم نے حضرت شیث علیہ السلام پر پچاس آسمانی صحیفے نازل فرمایا۔ (تذکرۃ الانبیا صفحہ ۶۷)

اولاد آدم وحوا علیہما السلام کی تعداد

بمشیت ایزدی حضرت آدم وحوا علیہما السلام سے کثرت سے اولادیں ہوئیں جیسا کہ رب کریم نے ارشاد فرمایا "وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالاً كَثِيۡراً وَّ نِسَآءً" (پارہ۴ سورۂ نساء ع۱ آیت ۱)

ترجمہ:۔ اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت پھیلا دیئے۔

تذکرۃ الانبیا صفحہ ۶۵/ پر ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی وفات کے وقت آپ کی اولاد اور اولادوں کی اولاد وغیرہ چالیس ہزار سے زائد ہوگئی تھی اور تفسیر صاوی اور جمل وغیرہ میں ایک لاکھ پہونچ جانے کا ذکر ملتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

نور محمدی ﷺ کا حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہونا

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے دو دو بچے (ایک بچی اور ایک بچہ) ہر حمل سے ہوئے سوائے حضرت سیدنا شیث علیہ السلام کے جیسا کہ روایت میں ہے کہ " وَضَعَتْ شِيْثًا وَحْدَهٗ كَرَامَةً سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ فَاِنَّ نُوْرَهٗ اِنْتَقَلَ مِنْ آدَمَ اِلٰى شِيْثٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ" (مواہب لدنیہ، انوار محمدیہ صفحہ ۱۵/تذکرۃ الانبیا صفحہ ۶۵)

یعنی حضرت حوا نے حضرت شیث کو صرف اکیلا ہی جنا (ان کے ساتھ جڑواں کوئی بچی نہیں تھی) یہ صرف نبی آخر الزماں ﷺ کی عزت وتکریم کے لیے مالک الملک نے ایک بچے ہی سے حاملہ کیا کیوں کہ نبی کریم ﷺ کا نور حضرت آدم علیہ السلام سے منتقل ہوکر حضرت شیث علیہ السلام کے پاس آ گیا۔

حضرت سیدنا شیث علیہ السلام کا عقد

الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح صفحہ ۹۷/ میں ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے اجداد میں ہیں، تنہا پیدا ہوئے، حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ حضرت شیث علیہ السلام سے نور پاک کی حفاظت کا اقرار لیں چنانچہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے بموجب حکم الٰہی حضرت شیث علیہ السلام سے اقرار لیا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کیا اے معبود پیدا کرنے والے عرش کے اور روشن کرنے والے آفتاب کے! تو نے مجھے موافق اپنے علم ازلی کے پیدا کیا اور اس نور سے میری بزرگی بڑھائی، اب وہ نور میرے فرزند شیث کے پاس گیا، الٰہی تو اس کی حفاظت فرما اور اس عہد کا گواہ رہنا، حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ساتھ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ پروردگار تم کو سلام کہتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ شیث

سے ایک عہد نامہ لکھواؤ اور اس پر ان فرشتوں کی گواہی لکھو، حضرت آدم علیہ السلام نے عہد نامہ لکھایا اور اس کو خدائے تعالیٰ اور فرشتوں کی گواہی سے مزین کرایا، اس وقت حضرت سیدنا شیث علیہ السلام کے لیے ایک خلعت بہشتی اترا اور ان کا نکاح ''بیضا'' سے بحکم الٰہی ہوگیا۔

اور قصص الانبیا صفحہ ۶۵ ر میں ہے کہ بحکم خدا حضرت جبرئیل علیہ السلام میووں کا ایک طبق ایک حور کے سر پر رکھ کر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ حور کس کے لیے ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ حق تعالیٰ نے اس حور کو بہشت سے حضرت سیدنا شیث علیہ السلام کی زوجیت کو بھیجا ہے، چنانچہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے اس کی شادی حضرت سیدنا شیث علیہ السلام سے کردی، اس حور کی زبان عربی تھی جو فرزند اس سے پیدا ہوتا وہ عربی بولتا اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کی نسل سے ہیں، حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے دنیا سے کوچ کرنے کے پہلے ہی حضرت سیدنا شیث علیہ السلام کو اپنا قائم مقام فرما کر اس دارفانی سے رحلت فرمائی۔ (اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کا حلیہ شریف

ہمارے دادا استاذ امام النحو حضور صدر العلما الشاہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ نے ''بشیر القاری بشرح صحیح البخاری صفحہ ۲۲۴ ر پر تحریر فرمایا کہ آپ کشادہ آنکھ والے، سراقدس کافی بڑا، بڑی خوبصورت اور لمبی گردن والے تھے، سراقدس کے بال بہت گھنے، دو گیسوؤں والے نہایت حسن وجمال والے تھے۔ بعض روایتوں کے مطابق آپ کی عمر پاک نوسو ساٹھ (۹۶۰) سال ہوئی۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی تجہیز وتکفین

حضرت جبریل علیہ السلام جنت کی مرکب خوشبو اور جنتی جوڑے کا کفن اور جنتی بیرے کے کچھ پتے اپنے ساتھ لائے تھے ان کو خود غسل دیا اور کفن پہنایا اور خوشبو ملی اور ملائکہ ان کے جسم مبارک کو کعبہ میں لائے اور ان پر سارے فرشتوں نے نماز جنازہ ادا کی جس میں حضرت جبریل

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

علیہ السلام امام تھے اور سارے فرشتے مقتدی، اس نماز میں چار تکبیریں کہیں جیسے آج ہوتی ہیں پھر کعبہ معظّمہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام منیٰ میں لے گیے جہاں حجاج قربانی کرتے ہیں وہاں مسجد خیف کے قریب بغلی قبر کھود کر ان کو دفن کیا، حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر ''جدہ'' میں ہے اور بعض روایات کے مطابق دونوں کی قبریں حرم میں طواف کی جگہ میں ہیں۔ (تفسیر عزیزی، تفسیر نعیمی جلد اول وتذکرۃ الانبیا صفحہ ۶۹)

پھر نسلاً بعد نسلٍ، پیڑھی در پیڑھی یہ نور پاک پاکیزہ رحموں سے منتقل ہوتا رہا۔

انبیا سے سیدانبیا پر ایمان لانے کا عہد وپیمان

خزائن العرفان میں ہے کہ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سیدانبیا محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت عہد لیا اور ان انبیا نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سیدانبیا مبعوث ہوں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں جیسا کہ رب کریم نے ارشاد فرمایا ''وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ'' (پارہ ۳ سورۂ اٰل عمران ع ۹ آیت ۸۱ / ۸۲)

ترجمہ:۔ اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان (سیدانبیا) کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول (محمد مصطفیٰ ﷺ) کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرماتے ہوئے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہوجاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس (عہد) کے بعد پھرے (اور آنے والے محمد عربی ﷺ سے اعراض کرے) تو وہی لوگ فاسق

ہیں (یعنی خارج از ایمان) (کنزالایمان)

نورِ رسالت کی ضیاباریاں

ہمارے مرشد برحق تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس نور پاک کی ضیاباریوں کا یوں تذکرہ فرمایا ہے ؎

پیشانی شیث میں آیا صلبوں رحموں میں ہوتا
پیشانی نوح میں آیا پھر ایسے ہی آگے بڑھا
لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰـهِ
حضرت نوح نجی اللہ آدم ثانی عالم کا
یار نہ گر یہ نور ہوتا ان کا سفینہ کب ترتا
لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰـهِ
ابراہیم خلیل اللہ آگ میں جن کو ڈالا گیا
ان کا حامی نور ہوا نار کا بقعہ باغ بنا
لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰـهِ
طاہر صلبوں میں ہوتا پاک ارحام میں رہتا ہوا
ہونا چاہا جلوہ نما بطن آمنہ میں آیا
لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰـهِ
آمنہ نے یہ فرمایا حمل کی کلفت تھی نہ ذرا
جتنا قریں از وضع ہوا میں سنتی زیادہ مرحبا
لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰـهِ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام

ماہ اول میں آدم دوسرے میں ادریس افخم
تیسرے میں نوح اکرم چوتھے میں خلیل ارحم
لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰـهِ
پانچویں میں اسمٰعیل چھٹویں میں کلیم جلیل
ساتویں میں داؤد جمیل ہشتم میں سلیمان جلیل
لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰـهِ
ماہ نہم حضرت عیسیٰ آئے مجھ کو مژدہ دیا
اس مولود مبارک کا اور روح اللہ نے بھی کہا
لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰـهِ
سن لو جب یہ نور خدا پیدا ہو تو تم اس کا
نام پاک احمد رکھنا صلی اللہ علیہ دائماً
لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰـهِ

رب کریم جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا " وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا " (پارہ ۱۶ سورۂ مریم ع ۴ آیت ۵۶)

ترجمہ:۔ اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو بیشک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا۔

تفسیر:۔ آپ کا نام " اخنوخ " ہے آپ حضرت نوح علیہ السلام کے والد کے دادا ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ ہی سب سے پہلے رسول ہیں، آپ کے والد حضرت شیث بن آدم علیہما السلام ہیں، سب سے پہلے جس شخص نے قلم سے لکھا وہ آپ ہی ہیں، کپڑوں کے سینے اور سلے کپڑے پہننے کی ابتدا بھی آپ ہی سے ہوئی، آپ سے پہلے لوگ کھالیں پہنتے تھے، سب سے پہلے ہتھیار بنانے والے، ترازو اور پیمانے قائم کرنے والے اور علم نجوم وحساب

میں نظر فرمانے والے بھی آپ ہی ہیں، یہ سب کام آپ ہی سے شروع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر تیس صحیفے نازل کیے اور کتب الٰہیہ کی کثرت درس کے باعث آپ کا نام ادریس ہوا۔ (خزائن العرفان)

اور سورۂ انبیا میں یوں ارشاد ہوا "وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَاِدۡرِیۡسَ وَ ذَاالۡکِفۡلِ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیۡنَ" (پارہ ۱۷ سورۂ انبیا ع ۶ آیت ۸۵)

ترجمہ:۔ اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یاد کرو وہ سب صبر کرنے والے تھے (کہ انھوں نے محنتوں اور بلاؤں اور عبادتوں کی مشقتوں پر صبر کیا) (کنز الایمان)

نسب پاک

صاحب الاتقان علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں: اُخنُوخ بن یراد بن مہلائیل بن اکوش بن قینان بن شیث و بن آدم علیہم الصلاۃ والسلام۔ (الاتقان فی علوم القرآن جلد دوم صفحہ ۱۳۸)

حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام جنت میں

رب کریم جل جلالہٗ نے آپ کی عظمت شان بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "وَرَفَعۡنٰهُ مَکَانًا عَلِیًّا" (پارہ ۱۶ سورۂ مریم ع ۴ آیت ۵۷)

ترجمہ:۔ اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا۔

بخاری و مسلم کی حدیث پاک میں ہے کہ حضور سید عالم ♏ نے شب معراج حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان چہارم پر دیکھا۔ حضرت کعب احبار وغیرہ سے مروی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ "میں موت کا مزہ چھکنا چاہتا ہوں کیسا ہوتا ہے تم میری روح قبض کرکے دکھاؤ؟ حضرت ملک الموت نے اس حکم کی تعمیل کی اور روح قبض کرکے اسی وقت آپ کی طرف لوٹادی، آپ زندہ ہوگیے۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ اب مجھے جہنم دکھاؤ تاکہ خوف الٰہی زیادہ ہو، چنانچہ یہ بھی کیا گیا، جہنم دیکھ کر آپ نے مالک داروغہ جہنم سے فرمایا کہ دروازہ کھولو میں اس پر گزرنا

چاہتا ہوں؟ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ اس پر سے گزرے۔ پھر آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ مجھے جنت دکھاؤ؟ حضرت ملک الموت آپ کو جنت میں لے گیے، آپ دروازہ کھلوا کر جنت میں داخل ہوئے، تھوڑی دیر انتظار کرکے حضرت ملک الموت نے کہا کہ آپ اب اپنے مقام پر تشریف لے چلیے؟ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا اب میں یہاں سے کہیں نہ جاؤں گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ" (پارہ ۴ سورۂ ال عمران ع ۱۹ آیت ۱۸۵ پارہ ۱۷/ سورۂ انبیا ع ۳ آیت ۲۵/ پارہ ۲۱/ سورۂ عنکبوت ع ۶ آیت ۵۷)

ترجمہ:۔ ہر جان کو موت چھکنی ہے۔ وہ میں چکھ چکا ہوں اور رب کریم نے یہ بھی فرمایا ہے "وَاِنۡ مِّنۡکُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا" (پارہ ۱۶ سورۂ مریم ع ۵ آیت ۱۷)

ترجمہ:۔ اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو۔ جب ہر شخص کو جہنم پر گزرنا ہے تو میں گزر چکا، اب جنت میں پہونچ گیا اور جنت میں پہونچنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "لَا یَمَسُّهُمۡ فِیۡهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمۡ مِّنۡهَا بِمُخۡرَجِیۡنَ" (پارہ ۱۴ سورۂ حجر ع ۴ آیت ۴۸)

ترجمہ:۔ نہ انھیں اس میں کچھ تکلیف پہونچے نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں۔

جب وہ جنت سے نکالے نہ جائیں گے، اب مجھے جنت سے چلنے کے لیے کیوں کہتے ہو؟

وحی بھیجی

اللہ تعالیٰ نے حضرت ملک الموت کو وحی فرمائی کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے جو کچھ کیا میرے اذن سے کیا اور وہ میرے اذن سے جنت میں داخل ہوئے، انھیں چھوڑ دو وہ جنت ہی میں رہیں گے، چنانچہ حضرت ادریس علیہ السلام وہاں زندہ ہیں۔ (خزائن العرفان)

ہر نبی زندہ ہے

درحقیقت ہر نبی زندہ ہیں جیسا کہ حضور سید عالم ♏ نے ارشاد فرمایا "اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الۡاَرۡضِ اَنۡ تَاۡکُلَ اَجۡسَادَ الۡاَنۡبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ وَّ یُرۡزَقُ" (رواہ ابن ماجہ جلد اول مطبوعہ مصر/ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲۱/ ابن ماجہ صفحہ ۹۹/ ابوداؤد جلد اول صفحہ ۱۵۰/ نسائی جلد اول صفحہ ۱۳۹/

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۲۱۲/ اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۵۷۶/ دارمی صفحہ ۱۹۵/ الترغیب والترہیب جلد اول صفحہ ۴۹۱/ شفاء السقام صفحہ ۶۴/ رواہ الامام احمد والدار قطنی والحاکم)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ نے زمین پر انبیائے کرام کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے پس اللہ کا ہر نبی زندہ ہے اور روزی بھی دیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اس کے برخلاف دیابنہ کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب ''تقویۃ الایمان'' کے صفحہ ۶۰/ پر حضور رحمت عالم ﷺ کو مردہ تحریر کیا اور اپنے اس گندے تراشیدے عقیدے کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کر دی ''یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں'' معاذ اللہ نعوذ باللہ

نوٹ :۔ یہ عقیدہ قرآن واحادیث میں کہیں موجود نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے راقم الحروف کی کتاب ''حیات انبیا و اولیا دلائل وواقعات کے آئینے میں'' مطالعہ فرمائیں۔

تنبیہ :۔ حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام کے دلائل میں قرآن پاک کے الفاظ مبارکہ ذکر ہیں جو اس وقت نازل اگرچہ نہیں ہوئے تھے لیکن اللہ کا کلام قدیم ہے، لوح محفوظ پر اس وقت بھی تحریر تھا انبیا چوں کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی عطا سے رکھتے ہیں اس لیے حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام کی نظر پاک لوح محفوظ پر تھی۔ لہٰذا قرآن پاک سے آپ کا استدلال درست ہے۔ (تذکرۃ الانبیا صفحہ ۷۰)

اللہ نے کن پر احسان فرمایا؟

ارشاد ہوتا ہے ''اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّیَّۃِ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْرَآئِیْلَ'' (پارہ ۱۶ سورۂ مریم ع ۴ آیت ۵۸)

ترجمہ:۔ یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا غیب کی خبریں بتانے والوں میں سے آدم کی اولاد سے (یعنی حضرت ادریس وحضرت نوح علیہما السلام) اور ان میں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

سوار کیا تھا (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام جو حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے اور آپ کے فرزند سام کے فرزند ہیں) اور ابراہیم (کی ولادت سے حضرت اسماعیل وحضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہم السلام) اور حضرت یعقوب کی اولاد سے (حضرت موسیٰ وحضرت ہارون، حضرت زکریا، حضرت یحیٰ اور حضرت عیسیٰ صلواۃ اللہ تعالیٰ علیہم وسلامہٗ۔ (کنز الایمان)

آدم ثانی حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام شجرۂ نسب

حضرت سیدنا نوح بن لامک بن متوشلخ بن اُخنوخ (یعنی حضرت ادریس علیہ السلام) اس طرح حضرت ادریس حضرت نوح علیہ السلام کے پردادا ہوئے۔ (تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۳۳۸) تفسیر خزائن العرفان میں ''لامک'' کی جگہ پر ''لمک'' لکھا ہوا ہے۔

حضرت سیدی علامہ جلال الدین محلی شافعی علیہ الرحمہ نے تفسیر جلالین شریف سورۂ مریم میں حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام سے متعلق تحریر فرمایا ''ھُوَ جَدُّ اَبِیْ نُوْحٍ'' یعنی حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے پردادا ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کی طرف

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام بھی ایک خاص قوم کے رشد وہدایت کے لیے بھیجے گئے جیسا کہ رب کریم جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا'' لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ''. (پارہ ۸ سورۂ اعراف ع ۸ آیت ۵۹)

ترجمہ:۔ بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کو پوجو (وہی مستحق عبادت ہے) اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں (تو اس کے سوا کسی کو نہ پوجو) بے شک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے (روز قیامت کا یا روز طوفان کا اگر تم میری نصیحت قبول نہ کرو اور راہ راست پر نہ آؤ)

اورسورۂ نوح میں یوں ارشاد ہوا'' اِنَّـآ اَرۡسَلۡـنَـا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِهٖۤ اَنۡ اَنۡذِرۡ قَوۡمَکَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ''. (پارہ ۲۹ سورۂ نوح ع ۱ آیت ۱)

ترجمہ:۔ بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ ان کو ڈرا، اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آئے (دنیا و آخرت میں)

اور رب کریم نے سورۂ ہود میں حضرت سیدنا نوح علیہ السلام سے متعلق یوں ارشاد فرمایا'' وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِهٖۤ اِنِّیۡ لَکُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ اَلِیۡمٍ''. (پارہ ۱۲/سورۂ ہود ع۳/آیت ۲۵/۲۶)

ترجمہ:۔اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا (انھوں نے قوم سے فرمایا) میں تمہارے لیے صریح ڈر سنانے والا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو، بے شک میں تم پر ایک مصیبت والے دن کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔

اورسورۂ مومنون میں یوں ارشاد ہوا'' لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِهٖ فَقَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَالَکُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ''. (پارہ ۱۸ سورۂ مومنون ع۲ آیت ۲۳)

ترجمہ:۔اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں تو کیا تمھیں ڈر نہیں (اس کے عذاب کا جو اس کے سوا اوروں کو پوجتے ہو)

اورسورۂ نوح میں ہے کہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے قوم کو یوں مخاطب فرمایا'' قَالَ یٰقَوۡمِ اِنِّیۡ لَکُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوۡهُ وَاَطِیۡعُوۡنِ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ''. (پارہ ۲۹ سورۂ نوح ع ۱ آیت ۲/۳)

ترجمہ:۔اس نے فرمایا اے میری قوم! میں تمہارے لیے صریح ڈر سنانے والا ہوں کہ اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میرا حکم مانو تمہارے گناہ بخش دے گا۔

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کا ایام تبلیغ

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام مسلسل رات و دن اپنی قوم کو رشد و ہدایت دیتے جیسا کہ رب کریم نے بیان فرمایا ہے '' قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُ قَوۡمِیۡ لَیۡلًا وَّنَهَارًا''. (پارہ ۲۹ سورۂ نوح ع ۱ آیت ۵)

ترجمہ:۔عرض کی (حضرت نوح علیہ السلام نے) اے میرے رب! میں نے اپنی قوم کو رات دن بلایا (ایمان و طاعت کی طرف)

حضرت نوح علیہ السلام نے ہر طرح سے قوم کو دعوت الی الخیر دی، ظاہری طور پر اور چھپے طور پر بھی جیسا کہ رب کریم جل شانہٗ نے بیان فرمایا'' ثُمَّ اِنِّیۡۤ اَعۡلَنۡتُ لَهُمۡ وَاَسۡرَرۡتُ لَهُمۡ اِسۡرَارًا'' (پارہ ۲۹ سورۂ نوح ع ۱ آیت ۹)

ترجمہ:۔ پھر میں نے ان سے باعلان بھی کہا اور آہستہ خفیہ بھی کہا (ایک ایک سے اور کوئی دقیقہ دعوت کا اٹھا نہ رکھا) قوم زمانہ دراز تک حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب ہی کرتی رہی۔

تکذیب انبیا

جیسا کہ رب کریم نے ارشاد فرمایا'' کَذَّبَتۡ قَوۡمُ نُوۡحِ ۨالۡمُرۡسَلِیۡنَ''۔

(پارہ ۱۹ سورۂ شعراء ع ۶ آیت ۱۰۵)

ترجمہ:۔نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا (یعنی نوح کی تکذیب تمام پیغمبروں کی تکذیب ہے کیوں کہ دین تمام پیغمبروں کا ایک ہے اور ہر ایک نبی لوگوں کو تمام انبیا پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں) (خزائن العرفان)

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے واضح انداز میں اپنی قوم سے فرمایا'' اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوۡنِ وَمَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ''. (پارہ ۱۹ سورۂ شعراء ع۶ آیت ۱۰۷ تا ۱۰۹)

ترجمہ:۔ بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا بھیجا ہوا امین ہوں (اس کی وحی ورسالت کی تبلیغ پر اور آپ کی امانت آپ کی قوم کو مسلم تھی جیسے حضور سید عالم ﷺ کی امانت پر عرب کو اتفاق تھا) تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ (کنز الایمان)

ساڑھے نوسو سال

اس طرح حضرت سیدنا نوح علیہ السلام اپنی قوم کو ساڑھے نوسو سال تک مسلسل قوم کی اذیت وتکلیف برداشت کرتے ہوئے انھیں دعوت الی الحق دیتے رہے جیسا کہ رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا ”وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا“. (پارہ ۲۰ سورۂ عنکبوت ع۳ آیت ۱۴)

ترجمہ:۔ اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس سال کم ہزار برس رہا (اس تمام مدت میں قوم کو توحید وایمان کی دعوت جاری رکھی اور ان کی ایذاؤں پر صبر کیا، اس پر بھی وہ قوم باز نہ آئی اور تکذیب کرتی رہی۔

طوفان کے بعد آپ دوسو پچاس سال زندہ رہے، آپ کی کل عمر پاک ایک ہزار دوسو چالیس سال ہے اگر چہ اس میں اور قول بھی ہیں لیکن زیادہ تر اسی قول کو صحیح کہا گیا ہے۔ (تفسیر صاوی وتفسیر جلالین صفحہ ۱۳۴ و تذکرۃ الانبیا صفحہ ۱۷)

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام چالیس یا پچاس سال کی عمر پاک میں نبوت سے سرفراز فرمائے گیے اور لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ الخ کے اوپر کی آیات میں رب کریم نے اپنے دلائل قدرت وغرائب صنعت بیان فرمائے جن سے اس کی توحید والوہیت ثابت ہوتی ہے اور مرنے کے بعد اٹھنے اور زندہ ہونے کی صحت پر دلائل قاطعہ قائم کیے اس کے بعد انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر فرمایا اور ان کے معاملات کا جو انھیں امتیوں کے ساتھ پیش آئے۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

اس میں نبی کریم ﷺ کی تسلی ہے کہ فقط آپ ہی کی قوم نے قبول حق سے اعراض نہیں کیا بلکہ پہلی امتیں بھی تعلیمات انبیائے کرام علیہم السلام سے اعراض کرتی رہیں۔ (خزائن العرفان)

بے لوث تبلیغ

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی بے ادب گستاخ وسرکش قوم کو دعوت حق دیتے ہوئے یہی ارشاد فرمایا کہ میں تم سے تبلیغ ورسالت پر کچھ مال کا طلب گار نہیں ہوں میرا اجر وثواب تو رب ذوالجلال کے ذمۂ کرم پر ہے جسے رب کریم نے سورۂ ہود میں یوں بیان فرمایا ”وَیٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مَالًا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا“. (پارہ ۱۲ سورۂ ہود ع۳ آیت ۲۹)

ترجمہ:۔ اور اے قوم! میں تم سے کچھ اس پر (یعنی تبلیغ ورسالت پر) مال نہیں مانگتا میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں۔

یہ حضرت نوح علیہ السلام نے ان کی اس بات کے جواب میں فرمایا تھا جو وہ لوگ کہتے تھے اے نوح! رذیل لوگوں کو اپنی مجلس سے نکال دیجیے تا کہ ہمیں آپ کی مجلس میں بیٹھنے سے شرم نہ آئے۔

رب کریم نے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی مخلصانہ دعوت کا سورۂ اعراف میں یوں ذکر فرمایا جب کہ قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کو گمراہ کہا آپ نے جواب دیا اے میری قوم! مجھ میں گمراہی کچھ نہیں میں تو رب العالمین کا رسول ہوں ”اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ“. (پارہ ۸ سورۂ اعراف ع۸ آیت ۶۲)

ترجمہ:۔ تمھیں اپنے رب کی رسالتیں پہونچاتا ہوں اور تمہارا بھلا چاہتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے۔

انبیا کو اپنی طرح بشر کہنا ہی گمراہی ہے

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم نے بھی دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی امتوں کی

طرح جنھوں نے اپنے نبی کو اپنے جیسا بشر کہا وہی لوگ دولت ایمان سے محروم رہے۔قرآن مجید میں جابجا ان کے تذکرے ہیں کہ انبیا کو اپنی طرح بشر کہنا ہی گمراہی ہے جیسا کہ سورۂ مومنون میں ارشاد ہوا جب حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے خدائے واحد کی عبادت کی طرف قوم کو دعوت دی تو"فَقَالَ الْمَلَؤُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَاهٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً مَّاسَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ".
(پارہ ۱۸ سورۂ مومنون ع ۲ آیت ۳۴)

ترجمہ مع تفسیر:۔تو اس کی قوم کے سرداروں نے کفر کیا بولے (اپنی قوم کے لوگوں سے کہ) یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے اور اللہ چاہتا تو فرشتے اتارتا، ہم نے تو یہ اگلے باپ داداؤں میں نہ سنا (کہ بشر بھی رسول ہوتا ہے) یہ ان کی حماقت تھی کہ بشر کا رسول ہونا تو تسلیم نہ کیا پتھروں کو خدا مان لیا۔

اور ارشاد ہوا"وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَاهٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّاتَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّاتَشْرَبُوْنَ".(پارہ ۱۸ سورۂ مومنون ع۳ آیت ۳۳)

ترجمہ مع تفسیر:۔اور بولے اس قوم کے سردار جنھوں نے کفر کیا اور آخرت کی حاضری کو جھٹلایا اور ہم نے انھیں دنیا کی زندگی میں چین دیا (یعنی کفار جنھیں اللہ تعالیٰ نے فراخی عیش اور نعمت دنیا عطا فرمائی تھی اپنی قوم سے کہنے لگے) کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اسی میں سے پیتا ہے (یعنی اگر نبی ہوتے تو ملائکہ کی طرح کھانے پینے سے پاک ہوتے، ان باطن کے اندھوں نے کمالات نبوت کو نہ دیکھا اور کھانے پینے کے اوصاف دیکھ کر نبی کو اپنی طرح بشر کہنے لگے) یہی بنیاد ان کی گمراہی اور ایمان سے محرومی کی ہوئی اس گمراہی میں بہت سی امتیں مبتلا ہو کر راہ حق سے محروم رہیں، اس امت میں بھی بہت سے بد نصیب سید الانبیاء علیہ السلام ﷺ کو بشر کہتے اور ہمسری کا خیال فاسد رکھتے ہیں۔ چنانچہ رب ذو الجلال نے قوم نوح علیہ السلام سے متعلق سورۂ ہود میں تفصیلاً بیان فرمایا ہے "فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ".(پارہ ۱۲ سورۂ ہود ع۳ آیت ۲۷)

ترجمہ مع تفسیر:۔تو اس قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمھیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے (کمینوں سے مراد ان کے وہ لوگ تھے جو ان کی نظر میں خسیس پیشے رکھتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ قول جہل خالص تھا کیوں کہ انسان کا مرتبہ دین کے اتباع اور رسول کی فرمانبرداری سے ہے، مال ومنصب و پیشے کو اس میں دخل نہیں، دیندار نیک سیرت پیشہ ور کو نظر حقارت سے دیکھنا اور حقیر جاننا جاہلانہ فعل ہے) سرسری نظر سے (بغیر غور وفکر کے) اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے (مال وریاست میں، ان کا یہ قول بھی جہل تھا کیوں کہ اللہ کے نزدیک بندے کے لیے ایمان وطاعت سبب فضیلت ہے نہ کہ مال وریاست) بلکہ ہم تمھیں (نبوت کے دعویٰ میں اور تمہارے متبعین کو اس کی تصدیق میں) جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کا اہل ایمان کی حمایت فرمانا

جب قوم نے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام سے کہا کہ اے نوح! رذیل لوگوں کو اپنی مجلس سے نکال دیجیے تا کہ ہمیں آپ کی مجلس میں بیٹھنے سے شرم نہ آئے تو حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے ان کے ایمان سے انکار کی، اس وجہ کا یوں جواب دیا" وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ".(پارہ ۱۲ سورۂ ہود ع۳ آیت ۲۹)

ترجمہ:۔اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں، بیشک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں (اور اس کے قُرب سے فائز ہوں گے تو میں انھیں کیسے نکال دوں) لیکن میں تم کو نرے جاہل لوگ پاتا

ہوں (ایمان داروں کو رذیل کہتے ہو اور ان کی قدر نہیں کرتے اور نہیں جانتے کہ وہ تم سے بہتر ہیں)

معیار بزرگی تقویٰ ہے

درحقیقت قدر و منزلت کا معیار اخلاص و تقویٰ ہے، دولت و ثروت، حسب و نسب نہیں کیوں کہ بارگاہ ایزدی میں جو قدر و منزلت شمع نور کے ان دل سوختہ پروانوں کی ہے وہ گِدھوں کی نہیں ہوسکتی جو دنیا کی متعفن لاش پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ معلوم ہوا ؎

فضل ایماں ہی پہ موقوف ہے فضل نسب بھی بولہب کے بھی لگا ہاتھ نہ تبت کے سوا

چنانچہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی جاہل قوم کے احساس خفتہ کو بیدار کرتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا ”اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَ كُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ“. (پارہ ۸ سورۂ اعراف ع۸ آیت ۶۳)

ترجمہ:۔ اور کیا تمھیں اس کا اچنبا ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں کے ایک مرد کی معرفت (جس کو تم خوب جانتے اور اس کے نسب کو پہچانتے ہو) کہ وہ تمھیں ڈرائے اور تم ڈرو اور کہیں تم پر رحم ہو۔

شبہ کا ازالہ

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے کافروں کے شبہ کا ازالہ فرمایا وہ یہ نہیں سمجھ سکتے تھے کہ کوئی انسان بھی نبوت و رسالت کے مرتبہ پر فائز ہوسکتا ہے اور ذات ربانی سے براہ راست فیض حاصل کر کے لوگوں تک پہونچا سکتا ہے، ان کا خیال تھا کہ یہ کام کوئی فرشتہ ہی کرسکتا ہے اس لیے فرمایا کہ تمہاری حیرت و پریشانی بے محل ہے اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی کامل اور برگزیدہ بندے کو نعمت نبوت سے سرفراز کرنا چاہے تو اس میں کوئی استحالہ نہیں۔ (ضیائے القرآن جلد دوم صفحہ ۴۴ و تذکرۃ الانبیا صفحہ ۴۷)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

رحمتوں کے دروازے کیسے کھلتے ہیں؟

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام قوم کے بار بار انکار کے باوجود مسلسل صبر و تحمل سے انھیں جہنم کی آگ سے بچانے اور دنیاوی مشکلات سے نکالنے کی تدبیر فرماتے ہوئے انھیں وہ طریقے بتا رہے تھے جن سے وہ مصائب و آلام سے بچ جائیں، چنانچہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے قوم کو مشکلات سے نکالنے سے متعلق ارشاد فرمایا ”فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا مَالَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا“. (پارہ ۲۹ سورۂ نوح ع ۱ آیت ۱۰ تا ۱۳)

ترجمہ:۔ تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو (کفر و شرک سے اور ایمان لاکر مغفرت طلب کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھولے کیوں کہ طاعات میں مشغول ہونا خیر و برکت اور وسعت رزق کا سبب ہوتا ہے) وہ بڑا معاف کرنے والا ہے (توبہ کرنے والوں کو اگر تم ایمان لائے اور تم نے توبہ کی تو وہ) تم پر شرّاٹے کا (موسلا دھار) مینھ بھیجے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغ بنادے گا اور تمہارے لیے نہریں بنائے گا، تمھیں کیا ہوا اللہ سے عزت حاصل کرنے کی امید نہیں کرتے؟

قوم نوح علیہ السلام کی بے رخی

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو مسلسل رشد و ہدایت فرمائی لیکن قوم سے سوائے تکذیب و بے رخی کے کچھ حاصل نہ ہوا، قوم نے جب اللہ تعالیٰ کے احکام ماننے سے انکار کردیا تو ابتدائی طور پر اللہ تعالیٰ نے انھیں بیدار کرنے کے لیے اس طرح گرفت میں لیا کہ ان پر بارش ہونا بند فرمادیا اور ان کی عورتیں بانجھ ہوگئیں، اولاد پیدا ہونا بند ہوگیا لیکن آپ کی قوم بجائے پند پذیر ہونے کے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کو گمراہ، جھوٹا، مجنون (دیوانہ) وغیرہ الفاظ سے پکارنے لگے جسے رب کریم نے سورۂ اعراف میں یوں بیان فرمایا ہے:

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ"۔(پارہ ۸ سورۂ اعراف ع۸ آیت ۶۰)

ترجمہ:۔اس کی قوم کے سردار بولے بیشک ہم تمھیں کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

اورسورۂ ہود میں ہے کہ قوم نوح علیہ السلام نے کہا"وَمَا نَرٰی لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ"۔(پارہ ۱۲ سورۂ ھود ع۳ آیت ۲۷)

ترجمہ:۔اورہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے بلکہ ہم تمھیں جھوٹا خیال کرتے ہیں یعنی تم اورتمہارے ساتھ ایمان لانے والے سب جھوٹے ہوکیوں کہ تم سب ایک ہی دعویٰ رکھتے ہو یا یہ کہ تم اپنے دعویٰ نبوت میں جھوٹے ہواور وہ تمہاری تصدیق کرنے میں جھوٹے ہیں۔(تفسیر ابی السعو دوتذکرۃ الانبیاصفحہ ۷۶)

اورسورۂ مومنون میں ہے کہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی نسبت قوم نے یہ بھی کہا" اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِیْنٍ"۔(پارہ ۱۸ سورۂ مومنون ع۲ آیت ۲۵)

ترجمہ:۔وہ تو نہیں مگرایک دیوانہ مردتو کچھ زمانہ تک اس کا انتظار کیے رہو(تا آں کہ اس کا جنون دورہو،ایسا ہواتو خیرورنہ اس کوقتل کرڈالنا)(خزائن العرفان)

قوم نوح علیہ السلام کی مزید دھمکی

سورۂ شعراء میں ہے کہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم نے آپ کوسنگسار کیے جانے کی یوں دھمکی دی"قَالُوْا لَىٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ"۔(پارہ ۱۹ سورۂ شعراء ع۶ آیت ۱۱۶)

ترجمہ:۔بولے اے نوح!اگرتم باز نہ آئے(دعوت وانذارسے)توضرورسنگسار کیے جاؤگے

مرجومین کے معنیٰ

تفسیر جلالین میں مرجومین کے دومعنیٰ بیان کیے گیے ہیں۔(۱)ایک یہ کہ تمھیں گالیاں دی

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

جائیں گی۔(۲)دوسرا یہ کہ تمھیں سنگسار کیا جائے گا۔

اورسورۂ قمر میں ہے"كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَ قَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّ ازْدُجِرَ"۔(پارہ ۲۷ سورۂ قمر ع ۱ آیت ۹)

ترجمہ:۔ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تو ہمارے بندے(نوح علیہ السلام)کوجھوٹا بتایا اور بولے وہ مجنون ہے اوراسے جھڑکا(اوردھمکایا کہ اگرتم اپنے پندونصیحت اوروعظ ودعوت سے باز نہ آئے تو ہم تمھیں قتل کردیں گے،سنگسار کرڈالیں گے)

رب کریم نے نبی کریم ﷺ کوتسلی دیتے ہوئے ارشادفرمایا کہ قریش سے پہلے سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم نے بھی تکذیب کی انھیں جھوٹا اور مجنون کہااوردھمکیاں دیں کہ اگرتم اپنے دعویٰ نبوت سے باز نہیں آئے تو ہم تمھیں گالیاں دیں گے اور سنگسار کردیں گے۔

قوم نوح علیہ السلام کی زیادتیاں

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم آپ کو مارمارکرشدید زخمی کردیا کرتے،آپ کواونی کپڑے میں لپیٹ کرآپ کے گھر پھینک دیا کرتے اور یہ خیال کرتے کہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں لیکن آپ اسی حالت میں نکل کرپھرانھیں دعوت حق دینے لگتے۔

ایک بار ایک بوڑھا شخص جولاٹھی کے سہارے چل رہا تھا وہ اپنے بچے کواٹھائے ہوئے تھا، حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کودیکھ کراپنے بچے سے کہنے لگا اے بیٹے!اس شخص کے جال میں نہ پھنسنا یہ تمھیں کہیں دھوکے میں نہ ڈالے،باپ کی بات سن کر بیٹے نے کہا مجھے کندھے سے اتاردو اور اپنا ڈنڈا مجھے دے دو،باپ نے بیٹے کواتارکر ڈنڈا اس کے ہاتھ میں تھمادیا،اس چھوٹے لڑکے نے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے مبارک سرکوڈنڈے سے زخمی کردیا،خون کا فوارہ جاری ہوگیا،یہ دیکھ کرحضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے رب کریم کی بارگاہ میں عرض کیا" اے اللہ!تیرے بندے جومیرے ساتھ سلوک کررہے ہیں تو اسے دیکھ رہا ہے،اے اللہ!اگرتو

اپنے بندوں کو زندہ رکھنا ہی چاہتا ہے تو انھیں ہدایت دے یا اپنا کوئی فیصلہ کرنے تک مجھے صبر دے تو بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔(تذکرۃ الانبیا صفحہ ۷۷)

چنانچہ رب کریم جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا"وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّہٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِکَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ".(پارہ ۱۲ سورۂ ھود ع۴ آیت ۳۶)

ترجمہ:۔اور نوح کو وحی ہوئی کہ تمہاری قوم سے مومن نہ ہوں گے مگر جتنے ایمان لاچکے تو غم نہ کھا اس پر جو وہ کرتے ہیں (یعنی کفر اور آپ کی تکذیب اور آپ کی ایذا کیوں کہ اب آپ کے اعدا سے انتقام لینے کا وقت آگیا)(خزائن العرفان)

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کا بارگاہ ایزدی میں دعا کرنا

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کو جب معلوم ہوگیا کہ اب کوئی کافر ایمان نہ لائے گا اور ان کی اولاد سے بھی سوائے بدکاری اور ناشکری کے ایمان لانے کی امید نہیں رہ گئی ہے تو پھر انھیں زندہ رکھنے کا کیا فائدہ؟ اس لیے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا"قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا کَذَّبُوْنَ".(پارہ ۱۸ سورۂ مومنون ع۲ آیت ۲۶)

ترجمہ:۔نوح نے عرض کی اے میرے رب! میری مدد فرما اس پر کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا۔

اور سورۂ شعراء میں ہے کہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ میں جو قوم کے حق میں بددعا کرتا ہوں اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ انھوں نے مجھے سنگسار کرنے کی دھمکی دی نہ یہ کہ انھوں نے میرے متبعین کو رذیل کہا بلکہ میری دعا کا سبب یہ ہے کہ انھوں نے کلام حق کو جھٹلایا اور رب کریم کی عطا فرمودہ رسالت کے قبول کرنے سے انکار کیا جیسا کہ ارشاد ہوا"قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ کَذَّبُوْنِ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

الْمُؤْمِنِیْنَ". (پارہ ۱۹ سورۂ شعراء ع۶ آیت ۱۱۷/۱۱۸)

ترجمہ:۔عرض کی اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلایا تو مجھ میں اور ان میں پورا فیصلہ کردے اور مجھے اور میرے ساتھ والے مومنین کو نجات دے۔

اور سورۂ قمر میں ہے کہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں یوں عرض کیا:

"فَدَعَا رَبَّہٗ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ".(پارہ ۲۷ سورۂ قمر ع۱ آیت ۱۰)

ترجمہ:۔تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے۔

اور سورۂ نوح میں یوں ارشاد ہوا" وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا اِنَّکَ اِنْ تَذَرْھُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَکَ وَلَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا".(پارہ ۲۹ سورۂ نوح ع۲ آیت ۲۶/۲۷)

ترجمہ:۔اور نوح نے عرض کی اے میرے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ، بیشک اگر تو انھیں رہنے دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کردیں گے اور ان کی اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی مگر بدکار بڑی ناشکر (یہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کو وحی سے معلوم ہوچکا تھا)

تکذیب انبیا کا انجام

رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا"کَذَّبَتْ قَبْلَھُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُوالْاَوْتَادِ".(پارہ ۲۳ سورۂ صٓ ع۱ آیت ۱۲)

ترجمہ:۔ان سے پہلے جھٹلا چکے ہیں نوح کی قوم اور عاد اور چوکھیا کرنے والا فرعون (کنزالایمان)

انبیائے کرام علیہم السلام کی تکذیب وجھٹلانے اور اذیت پہونچانے والوں کا انجام دنیا میں ہلاکت اور آخرت میں عذاب عظیم ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گستاخ وبے ادب غضب الٰہی کے سزاوار ہوتے ہیں۔چنانچہ قوم نوح علیہ السلام کی زیادتیاں جب حد سے زیادہ بڑھ گئیں تو خدائے برتر نے انھیں ہلاک کرنے کے لیے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم فرمایا۔

کشتی بنانے کا حکم

وَاصۡنَعِ الۡفُلۡکَ بِاَعۡیُنِنَا وَوَحۡیِنَا وَلَا تُخَاطِبۡنِیۡ فِی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا اِنَّهُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ“
(پارہ ۱۲ سورۂ ہود ع ۴ آیت ۳۷)

ترجمہ:۔ اور کشتی بنا ہمارے سامنے (ہماری حفاظت میں ہماری تعلیم سے) اور ہمارے حکم سے اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرنا (یعنی ان کی شفاعت اور دفع عذاب کی دعا نہ کرنا کیوں ان کا غرق مقدر ہو چکا ہے) وہ ضرور ڈوبائے جائیں گے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سیدنا نوح علیہ الصلاۃ السلام نے بحکم الٰہی سال کے درخت بوئے بیس سال میں یہ درخت تیار ہوئے اور اس عرصہ میں مطلقاً کوئی بچہ پیدا نہ ہوا، اس سے پہلے جو بچے پیدا ہو چکے تھے وہ بالغ ہو گیے اور انھوں نے بھی حضرت سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا، چنانچہ حضرت سیدنا نوح علیہ الصلاۃ السلام کشتی بنانے میں مشغول ہو گیے۔

کشتی دیکھ کر قوم کا مزاح کرنا

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے کشتی بنانے میں مشغول ہوئے، آپ کی قوم کے سردار آپ کے پاس سے گزرتے اور کہتے اے نوح! کیا کرتے ہو؟ آپ فرماتے ایسا مکان بناتا ہوں جو پانی پر چلے، یہ سن کر لوگ ہنستے کیوں کہ آپ کشتی جنگل میں بناتے تھے جہاں دور دور تک پانی نہ تھا اور وہ لوگ تمسخر سے یہ بھی کہتے تھے کہ پہلے تو آپ نبی تھے اب بڑھئی ہو گیے (معاذ اللہ) جسے رب ذوالجلال نے یوں بیان فرمایا ” وَیَصۡنَعُ الۡفُلۡکَ وَکُلَّمَا مَرَّ عَلَیۡهِ مَلَاٌ مِّنۡ قَوۡمِهٖ سَخِرُوۡا مِنۡهُ قَالَ اِنۡ تَسۡخَرُوۡا مِنَّا فَاِنَّا نَسۡخَرُ مِنۡكُمۡ كَمَا تَسۡخَرُوۡنَ“ (پارہ ۱۲ سورۂ ہود ع ۴ آیت ۳۸)

ترجمہ:۔ اور نوح کشتی بناتا ہے اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے اس پر ہنستے، بولا

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم تم پر ہنسیں گے جیسا تم ہنستے ہو (کشتی دیکھ کر)

کشتی کی نوعیت و ڈیزائن

روح المعانی میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ کشتی کا اگلا حصہ مرغ کے سر کی طرح بنانا اور اس کے درمیان کا حصہ پرندوں کے پوٹے کی طرح بنائیں اور پچھلا حصہ مرغ کی دم کی طرح بنائیں اور اس کے اطراف میں دروازے بنائیں، میخوں سے مضبوط کریں اور سوائے نیچے والی طرف کے، ہر طرف میں تارکول کی لپائی کریں، کشتی بنانے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام اور کچھ دیگر فرشتوں نے بھی معاونت کی۔ (روح المعانی جلد ہفتم صفحہ ۴۹ / تذکرۃ الانبیا صفحہ ۷۹)

مروی ہے کہ یہ کشتی دو سال میں تیار ہوئی، اس کی لمبائی تین سو گز (ساڑھے چار سو فٹ) چوڑائی پچاس گز (پچھتر فٹ) اور اونچائی تیس گز (پینتالیس فٹ) تھی۔

ساگوان کی لکڑی سے تیار کی گئی، اس کشتی میں تین درجے بنائے گیے تھے۔ پہلی منزل میں وحشی جانور، درندے اور حشرات الارض (کیڑے مکوڑے) تھے اور درمیانی حصہ میں پالتو جانور، چوپائے وغیرہ تھے اور سب سے اوپر والی منزل میں حضرت سیدنا نوح علیہ السلام اور آپ کے ایمان والے ساتھی اور حضرت آدم علیہ السلام کا جسد مبارک جو عورتوں اور مردوں کے درمیان حائل تھا اور کھانے پینے کا سامان تھا، پرندے بھی اوپر ہی کے طبقہ میں تھے۔ (تفسیر خازن، مدارک، خزائن العرفان، تفسیر کبیر جلد ۱۷ صفحہ ۲۲۳ / تذکرۃ الانبیا صفحہ ۷۹)

سوار ہونے والوں کی تعداد

کشتی میں وہی لوگ سوار ہوئے تھے جو آپ پر ایمان لائے، آپ کے تین بیٹے ان کا نام سام، حام اور یافث تھا اور ہر ایک کی عورتیں اور حضرت سیدنا نوح علیہ السلام اور آپ کی ایک زوجہ گھر کے آٹھ افراد تھے اور ستر افراد ایمان والے، اس طرح کشتی میں سوار ہونے والوں کی کل تعداد اٹھہتر تھی۔ علامہ آلوسی علیہ الرحمہ نے آپ کے بغیر انیاسی آدمی یعنی بہتر اور سات آپ

کے قبیلے کے اور ایک آپ خوداس طرح کل اسّی آدمی تھے،اس روایت کو زیادہ صحیح قراردیا۔(تفسیر روح المعانی وتذکرۃ الانبیا صفحہ ۷۹)

عذاب کا اعلان

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی سرکش قوم سے متعلق رب ذوالجلال نے یوں عذاب کا اعلان فرمایا" فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ يَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ". (پارہ ۱۲ سورۂ ھود ع ۴ آیت ۳۹)

ترجمہ:۔تو اب جان جاؤ گے کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے (دنیا میں اور وہ عذاب غرق ہے) اور اترتا ہے وہ عذاب جو ہمیشہ رہے (یعنی عذاب آخرت)

کشتی میں سوار کرنے کا حکم

رب کریم نے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ عذاب آنے ہی والا ہے لہٰذا اپنے اہل خانہ واہل ایمان نیز ہر جنس کو کشتی میں سوار کرلو۔ارشاد ہوا" قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗ اِلَّا قَلِيْلٌ ". (پارہ ۱۲ سورۂ ھود ع ۴ آیت ۴۰)

ترجمہ مع تفسیر:۔ہم نے فرمایا کشتی میں سوار کرے ہر جنس میں سے ایک جوڑا نر و مادہ اور جن پر بات پڑ چکی ہے (یعنی ان کے ہلاک کا حکم ہو چکا ہے اور ان سے مراد آپ کی بی بی واعلہ جو ایمان نہ لائی تھی اور آپ کا بیٹا کنعان ہے۔چنانچہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے ان سب کو سوار کیا، جانور آپ کے پاس آتے تھے اور آپ کا داہنا ہاتھ نَر پر اور بایاں مادہ پر پڑتا تھا اور آپ سوار کرتے جاتے تھے) ان کے سوا اپنے گھر والوں اور باقی مسلمانوں کو اور اس کے ساتھ مومن نہ تھے مگر تھوڑے۔

تنور سے طوفان

یہ تنور کوفہ میں تھا،صحیح یہ ہے کہ عام تنور تھا جس میں آپ کی زوجہ روٹیاں پکاتی تھی،اسی سے

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

طوفان کی ابتدا ہوئی۔(تذکرۃ الانبیا صفحہ ۸۰)

اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا" حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ". (پارہ ۱۲ سورۂ ھود ع ۴ آیت ۴۰)

ترجمہ:۔یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا (عذاب وہلاک کا) اور تنور اُبلا (اور پانی اس میں سے جوش مارا۔ایک قول یہ ہے کہ وہ تنور پتھر کا تھا حضرت حوا کا تھا جو آپ کو ترکہ میں پہونچا تھا اور وہ شام میں تھا یا ہند میں اور تنور کا جوش مارنا عذاب آنے کی علامت تھی۔(کنزالایمان)

دعا پڑھ کر کشتی میں سوار ہونے کا حکم

تنور سے جب پانی نکلنا شروع ہوا تو حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے ایمان والوں کو حکم دیا کہ اب بسم اللہ کہتے ہوئے کشتی پر سوار ہو جاؤ۔جسے رب کریم نے سورۂ ہود میں یوں بیان فرمایا ہے" وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ "

ترجمہ:۔اور بولا اس میں سوار ہو (یہ کہتے ہوئے) اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا، بیشک میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ میں تعلیم ہے کہ بندے کو چاہیے جب کوئی کام کرنا چاہے تو اس کو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے تاکہ اس کام میں برکت ہو اور وہ سبب فلاح ہو۔

ضحاک نے کہا کہ جب حضرت سیدنا نوح علیہ السلام چاہتے تھے کہ کشتی چلے تو بسم اللہ فرماتے تھے کشتی چلنے لگتی تھی اور جب چاہتے تھے کہ ٹھہر جائے بسم اللہ فرماتے ٹھہر جاتی تھی (کنزالایمان)

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بسم اللہ پڑھ کر کشتی پر سوار ہونے کا حکم دے کر واضح فرمادیا کہ کشتی اتنے بڑے طوفان سے نجات کا ذریعہ نہیں بلکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی اسے چلنا ہے اور اسی کے فضل سے اس کو لنگر انداز ہونا ہے لہٰذا کشتی پر اعتماد نہ کرو بلکہ صرف ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ پر اعتماد کرو، یہ کشتی تو صرف ایک سبب وذریعہ ہے۔(تذکرۃ الانبیا صفحہ ۸۰)

طوفان عظیم

جب تنور سے طوفان کی ابتدا ہوچکی تو آسمانوں کو پانی برسانے اور زمین کو چشموں سے پانی نکالنے کا حکم دے دیا گیا، آسمانوں اور زمین کے پانی نے مل کر ایک عظیم ہولناک منظر پیش کیا جسے اللہ جل شانہٗ نے سورۂ قمر میں یوں بیان فرمایا ہے ”فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ“. (پارہ ۲۷ سورۂ قمر ع ۱ آیت ۱۱/۱۲)

ترجمہ:۔تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیے زور کے بہتے پانی سے (جو چالیس روز تک نہ تھما) اور زمین چشمے کر کے بہادی (یعنی زمین سے اس قدر پانی نکلا کہ تمام زمین مثل چشموں کے ہوگئی) تو دونوں پانی (آسمان سے برسنے والے اور زمین سے ابلنے والے) مل گیے اس مقدار پر جو مقدر تھی (لوح محفوظ میں مکتوب تھی کہ طوفان اس حد تک پہونچے گا) (کنزالایمان)

چنانچہ زمین وآسمان کے پانیوں نے مل کر اتنی شدید طغیانی برپا کردی کہ جب موجیں اٹھتیں تو بہت بڑے بلند پہاڑوں کی طرح نظر آتیں جسے رب ذوالجلال نے سورۂ ہود میں یوں بیان فرمایا ہے ”وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ“. (پارہ ۱۲ سورۂ ہود ع ۴ آیت ۴۲)

ترجمہ:۔اور وہ انھیں لیے جارہی ہے ایسی موجوں میں جیسے پہاڑ (چالیس شب وروز آسمان سے مینھ برستا رہا اور زمین سے پانی ابلتا رہا یہاں تک کہ تمام پہاڑ غرق ہوگیے) (کنزالایمان)

اس آیت پاک کی تفسیر میں سیدی علامہ رازی علیہ رحمۃ الباری رقمطراز ہیں کہ موجوں کی بلندی اس وقت ہوتی ہے جب ہوا بھی تیز اور شدید ہو۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ شدید بارشوں اور زمین کے پانی چھوڑنے کے ساتھ شدید آندھیاں بھی چل رہی تھیں جن سے اٹھنے والی موجیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے باتیں کررہی تھیں۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۷ صفحہ ۲۳۰/تذکرۃ الانبیا صفحہ ۸۱)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت نوح ◆ کا کشتی میں سوار کرنے کے لیے بیٹے کو پکارنا

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے چار بیٹے تھے۔ان میں تین مومن تھے جو آپ کے ساتھ کشتی میں سوار تھے جن کے نام (۱) سام (۲) حام (۳) یافث تھے اور آپ کا ایک بیٹا کنعان منافق تھا وہ کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا، بظاہر وہ مومن تھا اور درحقیقت کافر تھا اور کافروں سے ملا ہوا تھا، حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے کشتی میں سوار ہونے کے لیے اسے پکارا جس کا ذکر رب ذوالجلال نے سورۂ ہود میں یوں فرمایا ہے ”وَنَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ“. (پارہ ۱۲ سورۂ ہود ع ۴ آیت ۴۳)

ترجمہ:۔اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ اس سے کنارے تھا (یعنی حضرت سیدنا نوح علیہ السلام سے جدا تھا آپ کے ساتھ سوار نہ ہوا تھا) اے میرے بچے! ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو (کہ ہلاک ہوجائے گا) بولا اب میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا، کہا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے۔

بارگاہ ایزدی میں بیٹے کے لیے التجا

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں بیٹے کے لیے یوں التجا وفریاد کیا ”وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ“. (پارہ

۱۲ سورۂ هود ع۴ آیت ۴۵ تا ۴۷)

ترجمہ:۔اور نوح نے اپنے رب کو پکارا عرض کی اے میرے رب! میرا بیٹا بھی تو میرا گھر والا ہے (اور تو نے مجھ سے میرے اور میرے گھر والوں کی نجات کا وعدہ فرمایا ہے) اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حکم والا ہے، فرمایا اے نوح! وہ تیرے گھر والوں میں نہیں، بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں تو مجھ سے وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں (کہ وہ مانگنے کے قابل ہے یا نہیں) میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ نادان نہ بن، عرض کی اے رب میرے! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں زیاں کار ہو جاؤں۔

دینی قرابت ہی اصل قرابت ہے

اس ارشاد پاک سے ثابت ہوا کہ نسبی قرابت سے دینی قرابت ہی اصل قرابت ہے اور انسان کا مرتبہ دینی قرابت سے ہے اگر یہ حاصل ہو تو رشتہ کی قرابت کا بھی فائدہ ہوگا ورنہ کوئی فائدہ نہیں ہوگا جبھی تو حضرت سیدی شیخ سعدی علیہ رحمۃ الباری نے اس حقیقت کی یوں ترجمانی فرمائی ہے ۔

پسر نوح بہ بداں بہ نشست خاندان نبوتش گم شد

حضرت شیخ ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان منافق تھا آپ کے سامنے اپنے آپ کو مومن ظاہر کرتا تھا اگر وہ اپنا کفر ظاہر کر دیتا تو آپ اللہ تعالیٰ سے اس کی نجات کی التجا نہ کرتے۔(مدارک التنزیل صفحہ ۲۵۴/تذکرۃ الانبیا صفحہ ۲۸)

بیٹے و بیوی کا غرقاب ہونا

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے کنعان کو سمجھاتے ہوئے کشتی میں سوار ہونے کے لیے ارشاد فرمایا مگر یہ بیٹا گھوڑے پر سوار تھا، غرور سے اِتر رہا تھا کہ پہاڑ پر چڑھ کر اپنے آپ کو

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

بچالوں گا، حضرت سیدنا نوح علیہ السلام اس سے فرما رہے تھے کہ آج اللہ کے عذاب سے اس کے رحم کرنے کے بغیر کوئی نہیں بچ سکے گا، یہی مکالمہ ان دونوں کے درمیان چل رہا تھا کہ "وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ". (پارہ ۱۲ سورۂ هود ع۴ آیت ۴۳)

ترجمہ:۔اور ان کے بیچ میں موج آڑے آئی تو وہ ڈوبتوں میں رہ گیا۔

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی ایک زوجہ اس کا نام "والهة" تھا، یہ کافرہ تھی اور لوگوں سے کہا کرتی تھی کہ (معاذ اللہ) حضرت نوح مجنون و دیوانہ ہے اس کی بات نہ مانا کرو وہ بھی غرق ہوگئی۔

تفسیر جلالین میں "اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ" کے قول کے ماتحت آپ کے بیٹے کنعان اور آپ کی زوجہ دونوں کا ذکر ہے یعنی یہ دونوں کافر تھے اور غرق ہوگیے۔(روح المعانی جلد ۱۴ صفحہ ۱۹۲ و تذکرۃ الانبیا صفحہ ۸۳)

طوفان کا ختم ہونا

رب ذوالجلال نے اختتام طوفان کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "وَقِيْلَ يٰاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ". (پارہ ۱۲ سورۂ هود ع۴ آیت ۴۴)

ترجمہ:۔اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین! اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان! تھم جا اور پانی خشک کر دیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی (چھ مہینے تمام زمین کا طواف کر کے) کوہ جودی پر ٹھہری (جو موصل یا شام کے حدود میں واقع ہے) اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ۔

بے دینوں کا غرقاب ہونا اور اہل ایمان کا نجات پانا

جیسا کہ رب کریم نے سورۂ اعراف میں بیان فرمایا "فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا". (پارہ ۸ سورۂ اعراف ع۸/آیت ۶۴)

ترجمہ:۔تو ہم نے اسے (حضرت نوح) اور جو (ان پر ایمان لائے اور) اس کے ساتھ کشتی

میں تھے نجات دی اور اپنی آیتیں جھٹلانے والوں کو ڈبو دیا۔

اور سورۂ عنکبوت میں یوں ارشاد ہوا "فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ". (پارہ ۲۰ سورۂ عنکبوت ع ۲ ر آیت ۱۴/۱۵)

ترجمہ مع تفسیر:۔ تو انھیں طوفان نے آلیا اور وہ ظالم تھے، تو ہم نے اسے (یعنی حضرت نوح علیہ السلام) اور کشتی والوں کو (جو آپ کے ساتھ تھے ان کی تعداد اٹھہتر تھی، نصف مرد، نصف عورت، ان میں حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے فرزند سام وحام و یافث اور ان کی بی بیاں بھی شامل ہیں) بچالیا اور اس کشتی کو سارے جہاں کے لیے نشانی کیا (کہا گیا ہے کہ وہ کشتی جودی پہاڑ پر مدت دراز تک باقی رہی۔ خزائن العرفان)

کشتی کا اپنی منزل پر پہونچنا

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی ۱۰ر رجب کو چل کر ۱۰ر محرم کو جودی پہاڑ پر لنگر انداز ہوگئی، کشتی چھ ماہ مسلسل طوفان میں رہی۔ ۱۰ر محرم کو طوفان سے نجات ملنے پر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام اور آپ کی قوم نے روزہ رکھا۔

فَصَامَ نُوْحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَمَرَ جَمِيْعَ مَنْ مَعَهٗ مِنَ الْوَحْشِ وَالدَّوَابِّ فَصَامُوْا شُكْرًا لِلّٰهِ"

یعنی حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے خود بھی روزہ رکھا اور اپنے ساتھ تمام لوگوں اور وحشی جانوروں اور دوسرے جانوروں کو بھی حکم دیا، سب نے اللہ کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے روزہ رکھا۔

عاشورا کا روزہ

حضور رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک کے روزوں کے بعد سب سے افضل محرم (عاشورا) کا روزہ ہے۔ (مسلم شریف) اور حضور رحمت عالم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ عاشورا کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ (ترمذی شریف)

صحاح ستہ نسائی شریف میں ہے کہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ہے کہ چار عمل ایسے ہیں جن کو حضور رحمت عالم ﷺ نے کبھی نہیں چھوڑا (۱) عاشورا کا روزہ (۲) عشرۂ ذی الحجہ کا روزہ (۳) ہر مہینے کا تین روزہ (۴) فجر سے پہلے دو رکعت سنت (نسائی شریف)

صحیحین میں ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے خود بھی عاشورا کے دن روزہ رکھا اور ساری امت کو اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

عاشورا کے دن کا کھچڑا

روایت ہے کہ خاص عاشورا کے دن کھچڑا پکانا حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی سنت ہے، چنانچہ منقول ہے کہ جب طوفان سے نجات پا کر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری تو عاشورا کا دن تھا، آپ نے کشتی کے تمام اناجوں کو باہر نکالا تو فول (بڑی مٹر) گیہوں، جو، مسور، چاول، پیاز کل سات قسم کے غلے موجود تھے، آپ نے ان ساتوں اناجوں کو ایک ہی ہانڈی میں ایک ساتھ ملا کر پکایا۔ چنانچہ علامہ شہاب الدین قلیوبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مصر میں جو کھانا عاشورا کے دن "طبیخ الحبوب" (کھچڑا) کے نام سے مشہور ہوا، اس کی اصل و دلیل یہی حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کا عمل مبارکہ ہے۔ (موسم رحمت صفحہ ۲۸)

حضرت سیدنا ہود علیہ السلام قوم عاد کے لیے

نسب نامہ:۔ ہود بن عبداللہ بن رباح بن الخلود بن عاد الخ (صاوی وجمل) حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی اولاد میں ایک شخص کا نام "عاد" تھا اسی کی جانب منسوب ہوکر یہ قوم "عاد" کہلائی۔

عاد کا نسب نامہ

عاد بن عوض بن ارم بن سام بن نوح (صاوی وجمل) حضرت نوح اور حضرت ہود علیہم السلام کے درمیان آٹھ سو سال کا فاصلہ ہے۔ (جمل جلد دوم صفحہ ۱۵۶) قوم عاد کو اپنی جسامت اور طاقت وقوت پر اتنا گھمنڈ ہوگیا تھا کہ وہ کہتے تھے "مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً" (پارہ ۲۴ ر ع ۱۶) یعنی

ہم سے زیادہ قوت وطاقت والا کون ہے؟ قوم عاد علاقۂ یمن کے ایک ریگستانی خطہ میں قیام پذیر تھی

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے بعد حضرت سیدنا ہود علیہ السلام کو رب کریم نے قوم عاد کے رشد وہدایت کے لیے مبعوث فرمایا، ارشاد ہوا "وَاذْكُرُوْا اِذْجَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْطَةً فَاذْكُرُوْا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ". (پارہ ۸ سورۂ اعراف ع ۹ آیت ۶۹)

ترجمہ مع تفسیر: ۔اور یاد کرو جب اس نے تمھیں قوم نوح کا جانشین کیا اور تمہارے بدن کا پھیلاؤ بڑھایا (اور بہت زیادہ قوت وطول قامت عنایت کیا) تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو کہ کہیں تمہارا بھلا ہو۔

چنانچہ حضرت سیدنا ہود علیہ السلام نے اپنی قوم عاد کو یوں رشد وہدایت کا پیغام دیا، ارشاد ہوا "وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ".
(پارہ ۸ سورۂ اعراف ع ۹ آیت ۶۵)

ترجمہ مع تفسیر: ۔اور عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو بھیجا، کہا اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تمھیں ڈر نہیں (اللہ کے عذاب کا)

اور سورۂ ہود میں یوں ارشاد ہوا "وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ". (پارہ ۱۲ سورۂ ہود ع ۵ آیت ۵۰)

ترجمہ مع تفسیر: ۔اور عاد کی طرف ان کے ہم قوم ہود کو (نبی بنا کر بھیجا) کہا اے میری قوم! اللہ کو پوجو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تم تو نرے مفتری ہو (جو بتوں کو خدا کا شریک بتاتے ہو)

آیت کریمہ میں حضرت سیدنا ہود علیہ السلام کو 'اخ' باعتبار نسب فرمایا گیا، اسی لیے حضرت مترجم قدس سرہٗ نے اس لفظ کا ترجمہ "ہم قوم" کیا "اَعْلَى اللّٰهُ مَقَامَهٗ"

عاد اولیٰ وثانیہ

یہاں عاد اولیٰ مراد ہے، یہ حضرت سیدنا ہود علیہ السلام کی قوم ہے اور عاد ثانیہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ہے اسی کو ثمود کہتے ہیں، ان دونوں کے درمیان سو برس کا فاصلہ ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

(جمل وکنز الایمان)

نصیحت خالصہ

نصیحت خالصہ یہ مقبولین بارگاہ الٰہیہ کا خاصہ ہے جو جلب منفعت اور طمع وحرص سے بالکلیہ خالی ہوتا ہے چنانچہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح حضرت سیدنا ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم سے یوں ارشاد فرمایا "يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى الَّذِیْ فَطَرَنِیْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ". (پارہ ۱۲ سورۂ ہود ع ۵ آیت ۵۱)

ترجمہ مع تفسیر: ۔اے قوم! میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میری مزدوری تو اسی کے ذمہ ہے جس نے پیدا کیا تو کیا تمھیں عقل نہیں؟ (اتنا سمجھ سکو کہ جو شخص بے غرض نصیحت کرتا ہے وہ یقیناً خیر خواہ اور سچا ہے، باطل کار جو کسی کو گمراہ کرتا ہے ضرور کسی نہ کسی غرض اور کسی نہ کسی مقصد سے کرتا ہے اس سے حق وباطل میں بہ آسانی تمیز کی جاسکتی ہے۔ کنز الایمان)

اور سورۂ شعرا میں یوں ارشاد ہوا "قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍاِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ". (پارہ ۱۹ سورۂ شعراء ع ۶ آیت ۱۲۴ تا ۱۲۷)

ترجمہ: ۔جب کہ ان سے ان کے ہم قوم ہود نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں، بیشک میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ (کنز الایمان)

قوم عاد کی بے رخی

حضرت سیدنا ہود علیہ السلام اپنی قوم کی بستی سے علٰیحدہ ایک تنہائی کے مقام میں عبادت وریاضت کیا کرتے تھے، جب جب آپ کے پاس وحی آتی تو قوم عاد کے پاس آکر اپنے مخلصانہ وناصحانہ انداز میں سنا دیتے مگر بے ادب وگستاخ لوگ اس کا کچھ اثر نہ لیتے بلکہ حضرت سیدنا ہود علیہ السلام کو یوں جواب دیتے جسے رب کریم جل جلالہٗ نے بیان فرمایا ہے "قَالُوْا اَجِئْتَنَا

لِنَعْبُدَاللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَاكَانَ يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ“۔

(پارہ ۸سورۂ اعراف ع ۹ آیت ۷۰)

ترجمہ مع تفسیر:۔ بولے کیاتم ہمارے پاس اس لیے آئے ہوکہ ہم ایک اللہ کو پوجیں اور جو (بت) ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انھیں چھوڑ دیں تو لاؤ (وہ عذاب) جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر سچے ہو؟۔

توبہ واستغفار کی تلقین

جب قوم عاد نے حضرت سیدنا ہود علیہ السلام کی دعوت قبول نہ کی تو اللہ نے ان کے کفر وانکار کے سبب تین سال تک بارش موقوف کردی اور نہایت شدید قحط نمودار ہوا اور ان کی عورتوں کو بانجھ کردیا، جب یہ لوگ بہت پریشان ہوئے تو حضرت سیدنا ہود علیہ السلام نے وعدہ فرمایا کہ اگر وہ اللہ پر ایمان لائیں اور اس کے رسول کی تصدیق کریں اور اس کے حضور توبہ واستغفار کریں تو اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا اور ان کی زمینوں کو سرسبز وشاداب کرکے تازہ زندگی عطا فرمائے گا اور قوت واولاد بھی دے گا۔

چنانچہ ارشاد ہوا”وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ“۔ (پارہ ۱۲ سورۂ ہود ع ۵ آیت ۲۵)

ترجمہ مع تفسیر:۔ اور اے میری قوم! اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ تم پر زور کا پانی بھیجے گا اور تم میں جتنی قوت ہے اس سے اور زیادہ دے گا (مال واولاد) اور جرم کرتے ہوئے روگردانی نہ کرو (میری دعوت سے)

قوم عاد کی ہلاکت میں قابل عبرت نشانیاں

رب ذوالجلال کا قوم عاد کی سرکشی وبے دینی کے پیش نظر ان کے ہلاکت سے متعلق سورۂ احقاف میں ارشاد فرمایا”فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ“۔ (پارہ ۲۶ سورۂ احقاف ع ۳ آیت ۲۴/۲۵)

ترجمہ مع تفسیر:۔ پھر جوانھوں نے عذاب کو دیکھا بادل کی طرح آسمان کے کنارے میں پھیلا ہوا، ان کے وادیوں کی طرف آتا، بولے یہ بادل ہے کہ ہم پر برسے گا (حضرت سیدنا ہود علیہ السلام نے فرمایا) بلکہ یہ تو وہ ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے، ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے، ہر چیز کو تباہ کرڈالتی ہے اپنے رب کے حکم سے تو صبح رہ گیے کہ نظر نہ آتے تھے مگر ان کے سونے کا مکان (چنانچہ اس آندھی کے عذاب نے ان کے مردوں عورتوں، چھوٹوں اور بڑوں کو ہلاک کردیا، ان کے اموال آسمان وزمین کے درمیان اڑتے پھرتے تھے، چیزیں پارہ پارہ ہوگئیں، حضرت سیدنا ہود علیہ السلام نے اپنے اور اپنے اوپر ایمان لانے والوں کے گرد ایک خط کھینچ دیا تھا، ہوا جب اس خط کے اندر آتی تو نہایت نرم، پاکیزہ، فرحت انگیز سرد اور وہی قوم پر شدید سخت مہلک اور یہ حضرت سیدنا ہود علیہ السلام کا ایک معجزہ عظیمہ تھا۔

اور سورۂ ذاریات میں یوں ارشاد فرمایا”وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ“۔ (پارہ ۲۶ سورۂ ذریات ع ۲ آیت ۴۱/۴۲)

ترجمہ مع تفسیر:۔ اور عاد میں جب ہم نے ان پر خشک آندھی بھیجی جس چیز پر گزرتی اسے گلی ہوئی چیز کی طرح کرچھوڑتی (خواہ وہ آدمی ہوں یا جانور یا اور اموال جس چیز کو چھوگئی اس کو ہلاک کرکے ایسا کردیا گویا کہ وہ مدتوں کی ہلاک شدہ گلی ہوئی ہے)

اور سورۂ حٰم السجدہ میں یوں ارشاد ہوا”فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا“۔ (پارہ ۲۴ سورۂ حم السجدہ ع ۱۶ آیت ۱۶)

ترجمہ:۔ تو ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی سخت گرج کی، ان کی شامت کے دنوں میں کہ ہم

انھیں رسوائی کا عذاب چکھائیں دنیا کی زندگی میں۔(کنزالایمان)

اور سورۂ حاقہ میں یوں ارشاد ہوا"وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ". (پارہ ۲۹ سورۂ حاقہ ع ۱ آیت ۶تا۸)

ترجمہ مع تفسیر:۔اور رہے عاد وہ ہلاک ہوگیے نہایت سخت گرجتی آندھی سے، وہ ان پر قوت سے لگادی سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار تو ان لوگوں کو ان میں (یعنی ان دنوں میں) دیکھو بچھڑے ہوئے (کہ موت نے انھیں ایسا ڈھایا) گویا وہ کھجور کے ڈھنڈ (تنے) ہیں گرے ہوئے تو تم ان میں کسی کو بچا ہوا دیکھتے ہو؟ (تفسیر کنزالایمان میں ہے آٹھویں روز جب صبح کو وہ سب لوگ ہلاک ہوگیے تو ہواؤں نے انھیں اڑا کر سمندر میں پھینک دیا اور ایک بھی باقی نہ رہا) یعنی قوم عاد پر لگاتار آٹھ دن اور سات راتیں شدید آندھیاں چلتی رہیں جس میں صرف گرج تھی بارش کا نام ونشان نہ تھا اور وہی لوگ جو بادلوں کو دیکھ کر خوش ہورہے تھے اور اپنی طاقت وقوت کے گھمنڈ میں کہا کرتے تھے کہ عذاب تو ہم اپنی طاقت سے ٹال دیں گے اور سرکشوں نے دیکھا کہ شدید گرجنے والی آندھی انسانوں اور جانوروں کو فضا میں اڑا رہی ہے تو یہ لوگ اپنے مکانوں میں گھس گیے اور دروازے بند کرلیے تاکہ اس شدید آندھی کے قہر سے بچ سکیں، ان کے غرور وگھمنڈ کے سارے دعوے دھرے کے دھرے رہ گیے اور ان کی جانوں کے لالے پڑ گیے، اس ہوا نے ان کے مکانوں کے دروازے اکھاڑ پھینکے اور وہ ہوا ان کے نتھنوں میں گھستی اور ان کی سرین سے نکل جاتی اور انھیں اس طرح زمین پر اوندھے منھ گرادیتی کہ ان کی گردنیں ٹوٹ جاتیں اور کبھی انھیں زمین سے فضا میں بلند کرتی پھر نیچے گرادیتی اور وہ ریت کے ٹیلوں میں دب جاتے، بڑے بڑے قد وقامت والے اپنی قوت وطاقت پر فخر کرنے والے جب اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آئے اور عذاب میں مبتلا ہوئے تو ایسے تباہ ہوئے کہ زمین پر مردہ پڑے ہوئے یوں نظر آرہے تھے جیسے زمین پر گرے ہوئے کھجوروں کے تنے ہوں۔ چنانچہ ہوا جب رکی تو وہ سب کے سب تباہ وبرباد ہوچکے تھے، قوم عاد کے لوگ بڑے قوی ہیکل اور

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

بہت مالدار قسم کے تھے۔

تفسیر جلالین میں فرمایا کہ ان کے جو لمبے قد کے تھے وہ سو ہاتھ (ایک سو پچاس فٹ) کے اور چھوٹے والے ساٹھ ہاتھ (نوے فٹ) کے تھے۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے سورۂ فجر کی تفسیر میں فرمایا کہ "وَكَانَ رَأْسُ الْوَاحِدِ مِنْهُمْ قَدَرَ الْقُبَّةِ الْعَظِيْمَةِ وَكَانَتْ عَيْنُهٗ بَعْدَ مَوْتِهٖ تَفْرَخُ فِيْهَا الضِّبَاعُ". (صاوی جلددوم صفحہ۷۳)

یعنی ان لوگوں کا سر بڑے گنبد کے برابر تھا اور ان کا حلقۂ چشم اتنا بڑا ہوتا تھا کہ ان کی موت کے بعد بجّو جیسا جانور اس میں اپنا ٹھکانہ بنا کر اس میں بچہ دیتا تھا اور ادھر حضرت سیدنا ہود علیہ السلام پہلے ہی ایمان والوں کو لے کر قوم عاد سے جدا ہوگیے، اس لیے وہ سلامت رہے۔

اہل ایمان رحمتوں کے جلووں میں

رب ذوالجلال کی قدرت عظمیہ دیکھیں، ایک طرف کفار وبے دین اور تکذیب نبی کرنے والے غضب الٰہی سے دوچار تھے تو دوسری طرف حضرت سیدنا ہود علیہ السلام وجملہ صاحبان ایمان رحمت خداوندی کے پُرسکون جلووں سے سرشار تھے، چنانچہ حضرت سیدنا ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کے اردگرد خط کھینچ دیا تھا وہ شدید آندھی انھیں خوشگوار موسم بہار کی ہلکی ہلکی ٹھنڈی ٹھنڈی سہانی ہوا محسوس ہورہی تھی، گستاخان نبی گر گر کر تباہ ہورہے تھے، ان کی گردنیں ٹوٹ رہی تھیں، ریت کے ٹیلوں میں دب رہے تھے، لیکن اللہ والے نبی پر ایمان لانے والے اسی آندھی سے لطف اندوز ہورہے تھے، رب العالمین کی قدرت کا انداز کیوں کر کیا جاسکتا ہے؟ اس کی حکمتوں سے وہ خود ہی واقف ہے۔ چنانچہ رب ذوالجلال نے حضرت سیدنا ہود علیہ السلام واہل ایمان سے متعلق سورۂ ہود میں یوں بیان فرمایا ہے "وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ". (پارہ ۱۲ سورۂ ہود ع۵ آیت ۵۸)

ترجمہ مع تفسیر:۔اور جب ہمارا حکم آیا ہم نے ہود اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو (جن کی

تعداد چار ہزار تھی) اپنی رحمت فرما کر بچالیا (اور قوم عاد کو ہوا کے عذاب سے ہلاک کر دیا) اور انھیں (یعنی جیسے مسلمانوں کو عذاب دنیا سے، بچایا ایسے ہی آخرت کے) سخت عذاب سے نجات دی۔

قوم عاد کی ہلاکت کے بعد حضرت سیدنا ہود علیہ السلام ایمان والوں کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ تشریف لائے اور آخر عمر شریف تک وہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے۔ (خزائن العرفان)

آپ کی عمر شریف چار سو چونسٹھ (۴۶۴) سال ہوئی۔

شداد کی جنت

حضرت سیدنا ہود علیہ السلام کے دور نبوت میں شداد لعین بھی تھا، حضرت نے اسے بھی دعوت الی الحق دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”دنیا کی اس فانی زندگی میں جو ایمان لائے اور خلوص وللّٰہیت سے عمل صالح کرتا رہے تو رب کریم نے اس کے راحت وآرام کے لیے جنت بنا رکھا ہے۔ اس ملعون نے کہا کہ میں نے جنت کی صفت سنی ہے، میں بھی دنیا میں اس کے مثل جنت بناؤں گا، مجھے تیرے خدا کی بہشت کی کچھ حاجت نہیں، پھر اس ملعون کا کیا حال ہوا؟ رب ذوالجلال نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یوں بیان فرمایا ”اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُھَا فِی الْبِلَادِ وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ“. (پارہ ۳۰ سورۂ فجر ع ۱ آیت ۶ تا ۹)

ترجمہ مع تفسیر:۔ کیا تم نے نہ دیکھا؟ تمہارے رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا، وہ ارم حد سے زیادہ طول والے (جن کے قد بہت دراز تھے انھیں عاد ارم اور عاد اولیٰ کہتے ہیں) کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہ ہوا (زور وقوت اور طول وقامت میں) اور ثمود جنھوں نے وادی میں (یعنی وادی القریٰ میں جو شام کی جانب مدینہ منورہ کے قریب حصہ کو وادی قریٰ کہتے ہیں) پتھر کی چٹانیں کاٹیں (مکان بنائے)

عاد کے بیٹوں میں شداد بھی تھا جس نے دنیا پر بادشاہت کی اور تمام بادشاہ اس کے مطیع ہو گیے اور اس نے جنت کا ذکر سن کر براہ سرکشی دنیا میں جنت بنانی چاہی اور اس ارادہ سے ایک

عظیم شہر بنایا جس کے محل سونے، چاندی کی اینٹوں سے تعمیر کیے گیے اور زبرجد اور یاقوت کے ستون اس کی عمارتوں میں نصب ہوئے اور ایسے ہی مکانوں اور راستوں میں فرش بنائے گیے، سنگریزوں کی جگہ آبدار موتی بچھائے گیے، ہر محل کے گرد جواہرات پر نہریں جاری کی گئیں اور حسن تزئین کے ساتھ قسم قسم کے درخت لگائے گیے، جب یہ شہر مکمل ہوا تو شداد بادشاہ اپنے اعیان سلطنت کے ساتھ اس کی طرف روانہ ہوا، جب ایک منزل فاصلہ باقی رہا تو آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس سے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ (کنز الایمان)

حضرت سیدنا صالح علیہ السلام قوم ثمود کے لیے

حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کا پیارا تذکرہ قرآن عظیم کی متعدد سورتوں میں آیا ہے، آپ قوم ثمود کی رشد وہدایت کے لیے مبعوث فرمائے گیے، آپ بھی قوم ثمود ہی سے تھے جو حجاز وشام کے درمیان مقام حجر میں آباد تھی، آپ کا رنگ سرخ وسفید تھا اور آپ بہت ہی خوبصورت تھے۔ (تفسیر چرخی صفحہ ۳۳)

حضرت سیدنا ہود اور حضرت سیدنا صالح علیہما السلام کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہے اور حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی عمر پاک دو سو اسی (۲۸۰) سال ہوئی۔ (تفسیر صاوی جلد دوم صفحہ ۳۷/تفسیر جمل جلد دوم صفحہ ۱۵۸/حاشیہ جلالین صفحہ ۳۱۴)

ثمود ایک شخص کا نام تھا، اس کی اولاد ”قوم ثمود“ کہلائی، ثمود کا نام ونسب حضرت سیدنا نوح علیہ السلام سے ملتا ہے۔ ثمود بن عامر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔ (تفسیر روح البیان و حاشیہ جلالین صفحہ ۳۱۴)

ثمود کا نسب اس طرح بھی بیان ہوا ہے۔ ثمود بن عبید بن عوص بن عاد بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔ (حاشیہ جلالین صفحہ ۳۱۴)

تفسیر یعقوب چرخی میں ہے کہ ”ثمود“ ثمد سے ماخوذ ہے، ثمد کا معنیٰ ”تھوڑا پانی“ چوں کہ اس قوم میں پانی کی بڑی قلت تھی اس لیے یہ ثمود کہلائے۔ (تفسیر چرخی صفحہ ۳۵ وتفسیر خازن جلد دوم صفحہ ۱۳۵)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کا نسب اس طرح بیان کیا گیا ہے۔صالح بن عبید بن ماسخ بن عبد بن حاذر بن ثمود۔(حاشیہ جلالین صفحہ۱۸۴ و تفسیر روح البیان)

دعوت حق

جب حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی قوم عاد اپنے کفر و شرک کی وجہ سے ہلاک کر دی گئی،اس کے ایک سو سال بعد قوم ثمود کے رشد و ہدایت کے لیے رب کریم جل جلالہٗ نے حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جیسا کہ ارشاد ہوا"وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ھُوَ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیْھَا فَاسْتَغْفِرُوْہُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ".(پارہ ۱۲ سورۂ ھود ع۵ آیت ۶۱)

ترجمہ مع تفسیر:۔اور ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح کو(بھیجا تو حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے) کہا کہ اے میری قوم!اللہ کو پوجو(اور اس کی وحدانیت مانو)اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں(صرف وہی مستحق عبادت ہے کیوں کہ)اس نے تمھیں زمین سے پیدا کیا(تمہارے جد حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے پیدا کر کے اور تمہاری نسل کی اصل نطفوں کے مادوں کو اس سے بنا کر)اور اس میں تمھیں بسایا(اور زمین کو تم سے آباد کیا۔ضحاک نے"اِسْتَعْمَرَکُمْ" کے معنیٰ بیان کیے ہیں کہ تمھیں طویل عمریں دیں حتیٰ کہ ان کی عمریں تین سو برس سے لے کر ہزار برس تک کی ہوئیں)تو اس سے معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ ،بیشک میرا رب قریب ہے دعا سننے والا۔

انبیائے کرام علیہم السلام کے پاکیزہ اطوار و عادات

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے پاکیزہ عادات و طوار یہ تھے کہ جب بھی وہ قوم کو دعوت و ارشاد دیتے تو سب سے پہلے اپنی قوم کو بت پرستی کے چھوڑنے کے متعلق ارشاد فرماتے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیتے،پھر اپنا منصب نبوت بیان فرماتے ہوئے اپنی بے لوث تبلیغ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

کا اظہار فرماتے چنانچہ سورۂ شعراء میں ارشاد ہوا"اِذْ قَالَ لَھُمْ اَخُوْھُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ".(پارہ ۱۹ سورۂ شعراء ۷ آیت ۱۴۲ تا ۱۴۵)

ترجمہ:۔جب ان سے ان کے ہم قوم صالح نے فرمایا کیا ڈرتے نہیں؟ بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں تم سے کچھ اس پر اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہاں کا رب ہے۔(کنز الایمان)

دنیا کا گھر دائمی نہیں

یہی کہہ رہا ہے ہم سے سر شام ڈھل کے سورج ہے زوال سب کو لازم یہ عبث ہے خود نمائی

دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح حضرت سیدنا صالح علیہ السلام نے بھی قوم ثمود کا احساس بیدار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ"دنیا کی زندگی دائمی نہیں بلکہ عارضی اور وقتی ہے،تم دنیا کی عارضی نعمتوں میں ہمیشہ نہیں رہو گے،جس رب ذوالجلال نے اپنی قدرت کاملہ سے تمھیں باغات،چشمے،کھیتیاں اور نرم و نازک شگوفوں والے کھجور کے درخت و دیگر نعمتیں دے رکھی ہیں،وہ یہ لے بھی سکتا ہے،تمھیں دنیاوی نعمتوں پر ناز نہیں کرنا چاہیے،آخر ایک دن دنیا چھوڑ کر جانا ہے،تم بڑی مہارت سے پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے ہو،اس وجہ سے تم شاید یہ سمجھتے ہو کہ تم کو دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے لیکن تمہاری یہ سوچ سراسر غلط ہے،حد سے تجاوز کرنے والوں اور فساد پھیلانے والوں کی تم پیروی کر رہے ہو،تم ان کی اطاعت نہ کرو تو کامیاب ہو گے کیوں کہ کامیابی رب ذوالجلال کی طرف رجوع کرنے اور میرا حکم ماننے میں ہے ورنہ تباہی کا شکار ہو جاؤ گے جسے رب کریم نے یوں بیان فرمایا ہے"اَتُتْرَکُوْنَ فِیْ مَا ھٰھُنَآ اٰمِنِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ وَّ زُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُھَا ھَضِیْمٌ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِھِیْنَ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ وَلَا تُطِیْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ" (پارہ ۱۹ سورۂ شعراء ع۸ آیت ۱۴۶ تا ۱۵۲)

ترجمہ مع تفسیر: ۔کیاتم یہاں کی (دنیا کی) نعمتوں میں چین سے چھوڑ دیئے جاؤ گے (کہ یہ نعمتیں کبھی زائل نہ ہوں اور کبھی عذاب نہ آئے، کبھی موت نہ آئے؟ آگے ان نعمتوں کا بیان ہے) باغوں اور چشموں اور کھیتیوں اور کھجوروں میں جن کا شگوفہ نرم نازک اور پہاڑوں میں سے گھر تراشتے ہو استادی سے (حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ "فـرہ" بمعنیٰ فخر وغرور ہے، معنیٰ یہ ہوئے کہ اپنی صنعت وکاریگری پر غرور کرتے اتراتے) تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور حد سے بڑھنے والوں کے کہنے پر نہ چلو (حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ "مُسـرِفِیۡنَ" سے مراد مشرکین ہیں، بعض مفسرین نے کہا کہ مسرفین سے مراد وہ نوشخص ہیں جنھوں نے ناقہ کو قتل کیا تھا) وہ جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں (کفر وظلم اور معاصی کے ساتھ) اور بناؤ نہیں کرتے (ایمان لاکر اور عدل قائم کرکے اور اللہ کے مطیع ہوکر، معنیٰ یہ ہیں کہ ان کا فساد ٹھوس ہے جس میں کسی طرح نیکی کا شائبہ بھی نہیں اور بعض مفسدین ایسے بھی ہوتے ہیں کہ کچھ فساد بھی کرتے ہیں، کچھ نیکی بھی ان میں ہوتی ہے مگر یہ ایسے نہیں)

حضرت صالح علیہ السلام کی یک رنگی

نصیحت خالصہ سے دو گروہ بن گیے

حضرت سیدنا صالح علیہ السلام بھی دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح قوم ثمود کو طرح طرح سے ایک سچے خدا کے یک رنگی پیغامات حقہ کو مخلصانہ طور پر پیش کرتے رہے مگر قوم ثمود اپنے ظرف وضمیر کی بنیاد پر دو فریق بن گیے۔ سچ ہے ؎

عشق کی چوٹ تو پڑتی ہے دلوں پر یکساں ظرف کے فرق سے آواز بدل جاتی ہے

جسے رب کریم نے سورۂ نمل میں یوں بیان فرمایا" وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاھُمۡ صٰلِحًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ فَاِذَاھُمۡ فَرِیۡقٰنِ یَخۡتَصِمُوۡنَ قَالَ یٰقَوۡمِ لِمَ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ بِالسَّیِّئَۃِ قَبۡلَ الۡحَسَنَۃِ لَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرُوۡنَ اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ". (پارہ ۱۹ سورۂ نمل ع ۴

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

آیت ۴۵/۴۶)

ترجمہ مع تفسیر: ۔اور بیشک ہم نے ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا کہ اللہ کو پوجو (اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو) تو جبھی وہ دو گروہ ہوگیے (ایک مومن اور ایک کافر) جھگڑا کرتے ہر فریق اپنے ہی کو حق پر کہتا اور دونوں باہم جھگڑتے رہتے) صالح نے فرمایا اے میری قوم! کیوں برائی کی جلدی کرتے ہو (یعنی بلا وعذاب کی) بھلائی سے پہلے، اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے (عذاب نازل ہونے سے پہلے کفر سے توبہ کرکے ایمان لاکر) شاید تم پر رحم ہو (اور دنیا میں عذاب نہ کیا جائے)

اہل وفا کا اقرار اور اہل دغا کا انکار

حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی مخلصانہ پند ونصیحت کو قوم ثمود کے باظرف اہل وفا نے قبول کیا اور قوم ثمود کے بے ظرف اہل دغا نے انکار کیا جسے رب ذوالجلال نے سورۂ اعراف میں یوں بیان فرمایا ہے کہ اہل وفا نے دعوت حق کو قبول کرتے ہوئے یوں اقرار کیا"قَالُوۡۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلَ بِہٖ مُؤۡمِنُوۡنَ". (پارہ۸سورۂ اعراف ع ۱۰ آیت ۷۵)

ترجمہ مع تفسیر: ۔بولے وہ جو کچھ لے کر بھیجے گیے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں (ان کے دین کو قبول کرتے ہیں، ان کی رسالت کو مانتے ہیں)

اور اہل دغا نے دعوت حق سے اعراض کرتے ہوئے یوں انکار کیا"قَالَ الَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡۤا اِنَّا بِالَّذِیۡۤ اٰمَنۡتُمۡ بِہٖ کٰفِرُوۡنَ". (پارہ ۸سورۂ اعراف ع ۱۰ آیت ۷۶)

ترجمہ: ۔متکبر بولے جس پر تم ایمان لائے ہمیں اس سے انکار ہے۔

اہل دغا کا چیلنج

حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی مخلصانہ نصیحت ودعوت الی الحق کو قبول کرنے اور انھیں اپنا سچا ہمدرد سمجھنے کے بجائے قوم ثمود کے دوسرے فریق (اہل دغا) نے حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کو یوں چیلنج کیا"وَقَالُوۡا یٰصٰلِحُ ائۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ". (پارہ ۸

سورۂ اعراف ع۱۰ آیت ۷۷)

ترجمہ:۔اور بولے اے صالح! ہم پر لے آؤ (وہ عذاب) جس کا تم وعدہ دے رہے ہو اگر تم رسول ہو؟

تکذیب نبی

اور سورۂ حجر میں یوں ارشاد ہوا "وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ" (پارہ ۱۴ سورۂ حجر ع۶ آیت ۸۰)

ترجمہ:۔اور بیشک حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔

"حجر" مدینہ وشام کے درمیان ایک وادی ہے جس میں قوم ثمود رہتے تھے، انھوں نے اپنے پیغمبر حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی تکذیب کی، ایک نبی کی تکذیب تمام انبیا کی تکذیب ہے کیوں کہ ہر رسول تمام انبیا پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے۔(کنز الایمان)

یہی وجہ ہے کہ رب کریم جل جلالہٗ نے فرمایا "حجر والوں نے رسولوں کی تکذیب کی" حالاں کہ بظاہر وہ ایک نبی یعنی حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی تکذیب کر رہے تھے۔

اور سورۂ قمر میں یوں ارشاد ہوا "كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ". (پارہ ۲۷ سورۂ قمر ع ۲ آیت ۲۳)

ترجمہ:۔ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا (اپنے نبی حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی دعوت کا انکار کر کے اور ایمان نہ لاکر)

قوم ثمود کے سرفروں نے حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کو "کذاب" کہا "ءَ اُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ".

ترجمہ مع تفسیر:۔کیا ہم سب میں سے اس پر (یعنی حضرت سیدنا صالح علیہ السلام پر) ذکر اتارا گیا (وحی نازل کی گئی اور کوئی ہم میں اس قابل ہی نہ تھا) بلکہ یہ سخت جھوٹا اترونا ہے (اترانے والا متکبر نبوت کا دعویٰ کر کے بڑا بننا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا) بہت جلد جان جائیں گے (جب عذاب میں مبتلا کیے جائیں گے) کون تھا بڑا جھوٹا اترونا (یعنی یہ قوم جب

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

دنیا اور آخرت کے عذاب میں مبتلا ہوگی تو پھر انھیں پتہ چلے گا کہ کون جھوٹا اور باطل راہ پر ضد وعناد پر قائم رہ کر تکبر کر رہا تھا)

قوم ثمود کی بکواس

حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کے معبودان باطل کی مذمت وپیہم دعوت الی الحق کو دیکھ کر قوم ثمود بجائے پند پذیر وقبول حق کے یوں بکواس کرنا شروع کیا "قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَا اَتَنْهٰىنَا اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَا اِلَيْهِ مُرِيْبٍ". (پارہ ۱۲ سورۂ ہود ع۶ آیت ۶۲)

ترجمہ:۔بولے اے صالح! اس سے پہلے تو تم ہم میں ہونہار معلوم ہوتے تھے، کیا تم ہمیں اس سے منع کرتے ہو کہ اپنے باپ دادا کے معبودوں کو پوجیں اور بیشک جس بات کی طرف ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے ایک بڑے دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں (اور ہم امید کرتے تھے کہ تم ہمارے سردار بنو گے کیوں کہ آپ کمزوروں کی مدد کرتے تھے، فقیروں پر سخاوت فرماتے تھے، جب آپ نے توحید کی دعوت دی اور بتوں کی برائیاں بیان کیں تو قوم کی امیدیں آپ سے منقطع ہو گئیں)

بکواس کا جواب

حضرت سیدنا صالح علیہ السلام نے قوم کی بکواس وفریب خوردگی کا پردہ چاک کرتے ہوئے حقائق ومعارف سے پُر یوں جواب دیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے روشن دلائل عطا فرمائے ہیں اور اس نے مجھے اپنی رحمت سے نوازا ہے، اس لیے میں بھی تم پر مہربانی کر رہا ہوں کہ تمھیں راہ ہدایت دے رہا ہوں جس میں تمہاری کامیابی ہے، تم اپنی بے عقلی کی وجہ سے جس باطل راہ کی میری معاونت چاہتے ہو اس میں تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی دارین کے لیے خسارہ ہے جیسا کہ سورۂ ہود میں ہے:

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ

اللّٰہِ اِنْ عَصَیْتُهٗ فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ غَیْرَ تَخْسِیْرٍ". (پارہ ۱۲ سورۂ ہود ع۲ آیت ۶۳)

ترجمہ:۔ بولا اے میری قوم! بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت بخشی تو مجھے اس سے کون بچائے گا اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو تم مجھے سوا نقصان کے کچھ نہ بڑھاؤ گے (یعنی مجھے تمہارے خسارے کا تجربہ اور زیادہ ہوگا)

بدعقلی کا مظاہرہ

حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کے دعوت الی الحق دینے پر قوم ثمود نے اپنی بدعقلی سے آپ کی تکذیب کی اس کی وجہ بارش رک گئی، قحط پڑ گیا، لوگ بھوک کے مرنے لگے، اس کو قوم نے حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی تشریف آوری کی طرف نسبت کیا اور آپ کی آمد کو بدشگونی سمجھا جیسا کہ سورۂ نمل میں ہے "قَالُوا اطَّیَّرْنَا بِکَ وَبِمَنْ مَّعَکَ". (پارہ ۱۹ سورۂ نمل ع۴ آیت ۴۷)

ترجمہ:۔ بولے ہم نے براشگون لیا تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے۔

حضرت سیدنا صالح علیہ السلام نے قوم کی بدگمانی کا یوں جواب دیا" قَالَ طٰٓئِرُکُمْ عِنْدَاللّٰہِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ". (پارہ ۱۹ سورۂ نمل ع۴ آیت ۴۷)

ترجمہ:۔ فرمایا تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے بلکہ تم لوگ فتنے میں پڑے ہو (آزمائش میں ڈالے گیے یا اپنے دین کے باعث عذاب میں مبتلا ہو)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ بدشگونی جو تمہارے پاس آئی یہ تمہارے کفر کے سبب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی، تم فتنے میں مبتلا ہو، تمہارا اپنے باطل دین کو صحیح سمجھنا، بت پرستی پر قائم رہنا، یہ درحقیقت تمہارے لیے فتنہ ہے۔ (ماخوذ از خزائن العرفان)

حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کو قوم نے سحر زدہ کہا

جیسا کہ سورۂ شعراء میں ہے "قَالُوْا اِنَّمَا اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ". (پارہ ۱۹ سورۂ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

شعراء ع۸ آیت ۱۵۳)

ترجمہ مع تفسیر:۔ بولے کہ تم پر تو جادو ہوا ہے (یعنی بار بار بکثرت جادو ہوا ہے جس کی وجہ سے عقل بجا نہیں رہی۔ معاذ اللہ)

آپ کو قوم نے اپنا جیسا بشر کہا

جیسا کہ سورۂ شعراء میں بیان ہوا "مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰیَةٍ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ". (پارہ ۱۹ سورۂ شعراء ع۸ آیت ۱۵۴)

ترجمہ مع تفسیر:۔ تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو تو کوئی نشانی لاؤ (اپنی سچائی کی) اگر سچے ہو (رسالت کے دعویٰ میں)

اور سورۂ قمر میں قوم ثمود سے متعلق یوں ارشاد ہوا "فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ". (پارہ ۲۷ سورۂ قمر ع۲ آیت ۲۴)

ترجمہ مع تفسیر:۔ تو بولے کیا ہم اپنے میں کے ایک آدمی کی تابعداری کریں (یعنی ہم بہت سے ہو کر ایک آدمی کے تابع ہو جائیں ہم ایسا نہ کریں گے کیوں کہ اگر ایسا کریں) جب تو ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں (یہ انھوں نے حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کا کلام لوٹایا، آپ نے ان سے فرمایا تھا کہ اگر تم نے میرا اتباع نہ کیا تو تم گمراہ و بے عقل ہو)

حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی دعا سے پتھر سے اونٹنی کا ظہور

حضرت سیدنا صالح علیہ السلام قوم ثمود کی طرح طرح ایذا رسانیوں و کفر و انکار اور مسلسل بے ادبی و بے دینی کے اظہار کے باوجود قوم کی فلاح و بہبودی کے لیے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کی عبادت کرنے کی مسلسل تبلیغ فرماتے رہے، بالآخر قوم ثمود نے آپ سے معجزہ طلب کیا چنانچہ قوم کے سردار جندع بن عمرو نے حضرت سیدنا صالح علیہ السلام سے وادی حجر کے پاس

’’کافیہ‘‘ نامی چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ ہمارے لیے اس چٹان سے ایک دس ماہ کی حاملہ اونٹنی جو بہت بڑی ہو، اس کے پورے جسم پر بڑے بڑے بال ہوں، سیاہ پیشانی اور سفید بالوں والی ہو، بختی اونٹوں جیسی شکل کی ہو، اگر آپ نے اس چٹان سے ایسی اونٹنی نکال دی تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

اس عہد و پیمان کے بعد حضرت سیدنا صالح علیہ السلام نے دو رکعت نفل ادا فرمائی اور بارگاہ ایزدی میں دعا کی، رب کریم جل جلالہٗ نے آپ کی دعا کو شرف قبول بخشا، جس کا تذکرہ قرآن کریم کی متعدد سورتوں میں ہے، چنانچہ سورۂ قمر میں ارشاد ہوا ’’اِنَّا مُرْسِلُوْا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ‘‘. (پارہ ۲۷ سورۂ قمر ع ۱ آیت ۲۷/۲۸)

ترجمہ مع تفسیر: ۔ہم ناقہ بھیجنے والے ہیں ان کی جانچ کو (یہ اس پر فرمایا گیا کہ حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی قوم نے آپ سے یہ کہا تھا کہ آپ پتھر سے ایک ناقہ نکال دیجیے، آپ نے ان کے ایمان کی شرط کر کے یہ بات منظور کر لی تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ناقہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا اور حضرت سیدنا صالح علیہ السلام سے ارشاد کیا) تو اے صالح! تو راہ دیکھ (کہ وہ کیا کرتے ہیں اور ان کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے) اور صبر کر (ان کی ایذا پر) اور انھیں خبر دے دے کہ پانی ان میں حصوں سے ہے (ایک دن ان کا ایک دن ناقہ کا) ہر حصہ پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے (جو دن ناقہ کا ہے اس دن ناقہ حاضر ہو اور جو دن قوم کا ہے اس دن قوم پانی پر حاضر ہو)

ناقۃ اللہ کی خصوصیت

رب کریم نے اس اونٹنی کے بارے میں سورۂ اعراف میں یوں ارشاد فرمایا ’’هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ‘‘. (پارہ ۸ سورۂ اعراف ع ۱۰ آیت ۷۳)

ترجمہ مع تفسیر: ۔یہ اللہ کا ناقہ ہے (جو نہ کسی پیٹھ میں رہا، نہ کسی پیٹ میں، نہ کسی نر سے پیدا

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ہوا نہ مادہ سے، نہ حمل میں رہا نہ اس کی خلقت تدریجاً کمال کو پہونچی بلکہ طریقۂ عادیہ کے خلاف وہ پہاڑ کے ایک پتھر سے دفعتہً پیدا ہوئی، اس کی یہ پیدائش معجزہ ہے، پھر وہ ایک دن پانی پیتی ہے اور تمام قبیلہ ثمود ایک دن، یہ بھی معجزہ ہے کہ ناقہ ایک قبیلہ کے برابر پانی پی جائے، اس کے علاوہ اس کے پینے کے روز اس کا دودھ دوہا جاتا تھا اور وہ اتنا ہوتا تھا کہ تمام قبیلہ کو کافی ہو اور پانی کے قائم مقام ہو جائے، یہ بھی معجزہ اور تمام وحوش و حیوانات اس کی باری کے روز پانی پینے سے باز رہتے تھے، یہ بھی معجزہ، اتنے معجزات حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کے صدق نبوت کی زبردست حجتیں ہیں) تمہارے لیے نشانی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ (نہ مارو نہ ہکاؤ اگر ایسا کیا تو یہی نتیجہ ہوگا) کہ تمھیں دردناک عذاب آئے گا۔ (کنز الایمان)

اور سورۂ شعراء میں یوں ارشاد ہے ’’قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ‘‘. (پارہ ۱۹ سورۂ شعراء ع ۸ آیت ۱۵۵/۱۵۶)

ترجمہ مع تفسیر: ۔فرمایا یہ ناقہ ہے، ایک دن اس کے پینے کی باری (اس میں اس سے مزاحمت نہ کرو، یہ ایک اونٹنی تھی جو ان کے معجزہ طلب کرنے پر ان کے حسب خواہش بدعائے حضرت سیدنا صالح علیہ السلام پتھر سے نکلی تھی، اس کا سینہ ساٹھ گز کا تھا، جب اس کے پینے کا دن ہوتا تو وہ وہاں کا تمام پانی پی جاتی اور جب لوگوں کے پینے کا دن ہوتا تو اس دن نہ پیتی۔ مدارک التنزیل) اور ایک معین دن تمہاری باری اور اسے برائی کے ساتھ نہ چھوؤ (نہ اس کو مارو نہ اس کی کونچیں کاٹو) کہ تمھیں بڑے دن کا عذاب آلے گا (نزول عذاب کی وجہ سے اس دن کو بڑا فرمایا گیا تا کہ معلوم ہو کہ وہ اس قدر عظیم اور سخت تھا کہ جس دن میں وہ واقع ہوا، اس کو اس کی وجہ سے بڑا فرمایا گیا)

ناقۃُ اللہ پر جان لیوا حملہ

حضرت سیدنا صالح علیہ السلام قوم ثمود کو بار بار خدائے پاک کے پیغامات حقہ سناتے ہوئے ''ناقۃ اللہ'' کی حفاظت سے متعلق ہدایات دیتے رہے مگر ظالم و بے دینوں نے اپنے نبی حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی ہدایات فلاح دارین کو اپنانے کے بجائے حضرت کی تکذیب کرتے ہوئے اونٹنی پر حملہ کر دیا، اس کی کونچیں کاٹ دیں جس کا تذکرہ رب کریم جل جلالہٗ نے قرآن پاک کی متعدد سورتوں میں فرمایا ہے، چنانچہ سورۂ شمس میں ارشاد ہوا ''كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَا اِذِانْبَعَثَ اَشْقٰهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا''. (پارہ ۳۰ سورۂ شمس ع ۱ آیت ۱۱ تا ۱۴)

ترجمہ مع تفسیر:۔ ثمود نے اپنی سرکشی سے جھٹلایا (اپنے رسول حضرت صالح علیہ السلام کو) جب کہ اس کا سب سے بدبخت (قدار بن سالف ان سب کی مرضی سے ناقہ کی کونچیں کاٹنے کے لیے) اٹھ کھڑا ہوا تو ان سے اللہ کے رسول (حضرت صالح علیہ السلام) نے فرمایا اللہ کے ناقہ (کے درپے ہونے) اور اس کے پینے کی باری سے بچو (یعنی جو دن اس کے پینے کا مقرر ہے اس روز پانی میں تعرض نہ کرو تاکہ تم پر عذاب نہ آئے) تو انھوں نے اسے جھٹلایا پھر ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں۔

رب ذوالجلال نے سورۂ قمر میں ناقہ کی کونچیں کاٹنے سے متعلق یوں ارشاد فرمایا ''فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَ نُذُرِ''. (پارہ ۲۷ سورۂ قمر ع ۲ آیت ۲۹/۳۰)

ترجمہ مع تفسیر:۔ تو انھوں نے اپنے ساتھی کو (قدار بن سالف کو ناقہ کے قتل کرنے کے لیے) پکارا تو اس نے (تیز تلوار) لے کر اس کی کونچیں کاٹ دیں (اور اس کو قتل کر ڈالا) پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈر کے فرمان (جو نزول عذاب سے پہلے میری طرف سے آئے تھے اور اپنے موقع پر واقع ہوئے)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

اور سورۂ شعراء میں یوں ارشاد ہوا ''فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ''. (پارہ ۱۹ سورۂ شعراء ع ۸ آیت ۱۵۷)

ترجمہ مع تفسیر:۔ اس پر انھوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں (کونچیں کاٹنے والے شخص کا نام قدار تھا اور وہ لوگ اُس کے اِس فعل سے راضی تھے، اس لیے کونچیں کاٹنے کی نسبت اُن سب کی طرف کی گئی) پھر صبح کو پچھتاتے رہ گیے (کونچیں کاٹنے پر نزول عذاب کے خوف سے نہ کہ معصیت پر تائبانہ نادم ہوئے ہوں یا یہ بات کہ آثار عذاب دیکھ کر نادم ہوئے ایسے وقت کی ندامت نافع نہیں)

قتل ناقہ کے بعد عذاب کا مطالبہ

قوم ثمود نے رب ذوالجلال کے حکم سے سرکشی کی اور حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی بے ادبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بطور چیلنج کہا کہ اگر رسول ہو تو وہ عذاب لے آؤ جس کا تم وعدہ دے رہے تھے؟ جسے اللہ تعالیٰ نے سورۂ اعراف میں یوں بیان فرمایا ہے ''فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ''. (پارہ ۸ سورۂ اعراف ع ۱۰ آیت ۷۷)

ترجمہ مع تفسیر:۔ پس (قوم ثمود نے) ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور بولے اے صالح! ہم پر لے آؤ (وہ عذاب) جس کا تم وعدہ دے رہے ہو اگر تم رسول ہو؟

حضرت صالح علیہ السلام و آپ کے متبعین کے قتل کا منصوبہ

قتل ناقہ و مطالبۂ عذاب کے ساتھ قوم ثمود کے ظالم و جابر نو سرداروں نے جن کا کام ہی زمین پر فتنہ و فساد برپا کرنا تھا، آپس میں قسم کھاتے ہوئے یہ پلان مرتب کیا کہ حضرت سیدنا صالح علیہ السلام اور آپ کے اہل خانہ و جملہ متبعین کو قتل کر دیا جائے پھر اپنی برأت و پاک دامنی کا اظہار کر لیا جائے گا، جسے خدائے پاک نے سورۂ نمل میں یوں بیان فرمایا ہے ''وَكَانَ فِى الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ وَقَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ

لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَاشَهِدْ نَا مَهْلِکَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ''.(پارہ۱۹ سورۂ نمل ع۴ آیت ۵۰)

ترجمہ مع تفسیر:۔ اور شہر میں نو شخص تھے(یعنی ثمود کے شہر میں جس کا نام حِجر ہے،ان کے شریف زادوں میں سے نو شخص تھے جن کا سردار قدار بن سالف تھا،یہی لوگ ہیں جنھوں نے ناقہ کی کونچیں کاٹنے میں سعی کی تھی) کہ زمین میں فساد کرتے اور سنوار نہ چاہتے،آپس میں اللہ کی قسمیں کھا کر بولے ہم ضرور رات کو چھاپا ماریں گے صالح اور اس کے گھر والوں پر(یعنی رات کے وقت ان کو اور ان کی اولاد کو اور ان کے متبعین کو جوان پر ایمان لائے ہیں قتل کردیں گے) پھر اس کے وارث سے(جس کو ان کے خون کا بدلہ طلب کرنے کا حق ہوگا) کہیں گے اس گھر والوں کے قتل کے وقت ہم حاضر نہ تھے اور بیشک ہم سچے ہیں اور انھوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی(یعنی ان کے مکر کی جزا یہ دی کہ ان کے عذاب میں جلدی فرمائی)

قوم ثمود کے لیے عیش دنیا فقط تین دن

قوم ثمود کے ظالم وسرکش بے دینوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی پیہم نافرمانیاں کرتے ہوئے''ناقہ'' کو قتل کیا وعذاب الٰہی کا مطالبہ کیا اور حضرت سیدنا صالح علیہ السلام اور آپ کے پیروکاروں کے شہید کرنے کا منصوبہ بنایا،ان کے لگاتار شر وفساد کے تحت حضرت سیدنا صالح علیہ السلام نے قوم ثمود سے فرمایا کہ اپنے گھروں میں تین دن اور عیش وآرام کرلو،جسے رب ذوالجلال نے سورۂ ہود میں یوں بیان فرمایا ہے''فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِکَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ''.(پارہ۱۲ سورۂ ہود ع۶/آیت ۶۵)

ترجمہ مع تفسیر:۔ تو انھوں نے(حکم الٰہی کی مخالفت کی اور چہار شنبہ کو)اس کی کونچیں کاٹیں تو صالح نے کہا اپنے گھروں میں تین دن اور برت لو(یعنی جمعہ تک جو کچھ دنیا کا عیش کرنا ہے کرلو، شنبہ کو تم پر عذاب آئے گا،پہلے روز تمہارے چہرے زرد ہوجائیں گے،دوسرے روز سرخ اور

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

تیسرے روز یعنی جمعہ کو سیاہ اور شنبہ کو عذاب نازل ہوگا)

قوم ثمود کی ہلاکت

قوم ثمود کے شقاوت وبغاوت اور سرکشی کی حد ہوگئی وہ ہر طرح سے حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کے دعوت الی الحق کی مخالفت کرتے رہے،آپ اور آپ کے متبعین کے قتل کا منصوبہ بنایا مزید برآں حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کو چیلنج کرتے ہوئے کہا''اِئْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ'' اگر تم رسول ہو تو ہم پر وہ عذاب لے آؤ جس کا تم وعدہ دے رہے تھے؟ چنانچہ حضرت سیدنا صالح علیہ السلام نے واضح انداز میں ارشاد فرمایا تم عذاب الٰہیہ کا مطالبہ کرتے ہو تو تم تین دن دنیا میں اور رہ لو،چوتھے دن عذاب الٰہیہ سے ہلاک کردیئے جاؤ گے،جن کے عذاب کا تذکرہ رب ذوالجلال نے قرآن کریم کی متعدد سورتوں میں فرمایا ہے جیسا کہ سورۂ اعراف میں ارشاد ہوا''فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ''.(پارہ۸ سورۂ اعراف ع۱۰ آیت ۷۸/۷۹)

ترجمہ مع تفسیر:۔ تو انھیں زلزلہ نے آلیا تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گیے تو صالح نے ان سے منھ پھیرا اور کہا اے میری قوم! بیشک میں نے تمھیں اپنے رب کی رسالت پہونچادی،تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیر خواہوں کے غرضی ہی نہیں۔

منقول ہے کہ ان لوگوں نے جب چہار شنبہ کو ناقہ کی کونچیں کاٹی تھیں،اسی دن حضرت سیدنا صالح علیہ السلام نے آنے والے عذاب کی علامتیں بتادی تھیں جس کا ماسبق میں بیان ہوا ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یکشنبہ کو دوپہر کے قریب آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس سے ان لوگوں کے دل پھٹ گیے اور سب ہلاک ہوگیے۔(خزائن العرفان)

اور سورۂ ہود میں یوں ارشاد ہوا'' وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ". (پارہ ۱۲ سورۂ هود ع۶ آیت ۶۸)

ترجمہ مع تفسیر:۔اور ظالموں کو چنگھاڑ نے آلیا (یعنی ہولناک آواز نے جس کی ہیبت سے ان کے دل پھٹ گیے اور وہ سب کے سب مر گیے) تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گیے گویا کبھی یہاں بسے ہی نہ تھے، سن لو! بیشک ثمود اپنے رب سے منکر ہوئے ارے لعنت ہو قوم ثمود پر۔ (کنزالایمان)

اور سورۂ حاقہ میں یوں ارشاد ہوا "فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ". (پارہ ۲۹ سورۂ حاقه ع۱ آیت ۵)

ترجمہ مع تفسیر:۔تو ثمود تو ہلاک کیے گیے حد سے گزری ہوئی چنگھاڑ سے (یعنی سخت ہولناک آواز سے)

اور سورۂ شعراء میں یوں ارشاد ہوا "فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ". (پارہ ۱۹ سورۂ شعراء ع۸ آیت ۱۵۸/۱۵۹)

ترجمہ مع تفسیر:۔تو انھیں عذاب نے آلیا (جس کی انھیں خبر دی گئی تھی تو ہلاک ہو گیے) بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے۔

اور سورۂ قمر میں یوں ارشاد ہوا "اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ". (پارہ ۲۷ سورۂ قمر ع۲ آیت ۳۱)

ترجمہ مع تفسیر:۔بیشک ہم نے ان پر ایک چنگھاڑ بھیجی (یعنی فرشتہ کی ہولناک آواز) جبھی وہ ہو گیے گھیرا بنانے والے کی بچی ہوئی گھاس سوکھی روندی ہوئی (یعنی جس طرح چرواہے جنگل میں اپنی بکریوں کی حفاظت کے لیے گھاس کانٹوں کا احاطہ بنالیتے ہیں، اس میں سے کچھ گھاس بچی رہ جاتی ہے اور وہ جانوروں کے پاؤں میں روند کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے، یہ حالت ان کی

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ہوگئی) (العیاذ باللہ۔ کنزالایمان)

اہل ایمان کی حفاظت

رب ذوالجلال اگر ایک طرف سرکش، دغاباز اور امر و نواہی سے بغاوت کرنے والے بندوں پر سخت گیر ہے وہیں پر اپنے وفادار بندوں پر ماں باپ سے بڑھ کر کرم فرما و مہربان بھی ہے چنانچہ جہاں اپنے رسول حضرت سیدنا صالح علیہ السلام سے بغاوت کرنے والوں پر سخت عذاب نازل فرما کر انھیں نیست و نابود فرما دیا وہیں پر حضرت سیدنا صالح علیہ السلام اور آپ کے متبعین کو اپنے سایۂ کرم میں رکھ کر یوں حفاظت فرمائی:

ارشاد ہوتا ہے "فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمَئِذٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ". (پارہ ۱۲ سورۂ هود ع۶ آیت ۶۶)

ترجمہ مع تفسیر:۔پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے صالح اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر (ان بلاؤں سے) بچالیا اور اس دن کی رسوائی سے، بیشک تمہارا رب قوی عزت والا ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم وسیدنا اسماعیل اور سیدنا اسحاق علیہم الصلاۃ والتسلیم

رب جلیل نے اپنے خلیل حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لیے یوں ارشاد فرمایا "وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ". (پارہ ۷ سورۂ انعام ع۹/آیت ۸۳)

ترجمہ:۔اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا فرمائی، ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں۔

بلندی درجات

چنانچہ رب کریم جل جلالہٗ نے علم وعقل، فہم وفضیلت کے ساتھ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے درجے بلند فرمائے، دنیا میں علم وحکمت ونبوت کے ساتھ اور آخرت میں قرب و

ثواب کے ساتھ۔

حضرت سیدنا اسماعیل اور سیدنا اسحاق علیہما السلام دونوں حضرات حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں۔

حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے اور حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔

ابراہیم

یہ سریانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ ہیں ''اَبٌ رَحِیْـــمٌ'' یعنی مہربان باپ۔ اہل عرب نے اسے کئی طرح پڑھا ہے جس میں سب سے مشہور ''ابراہیم'' ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا نسب پاک

ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن شاروخ بن رغو بن قانع بن عامر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح ہے۔ (تفسیر حقانی و تذکرۃ الانبیا صفحہ ۸۴)

لقب و پیدائش

آپ کا لقب ''خلیل اللہ'' (اللہ کے دوست) اور ابوالضیفان (بہت بڑے مہمان نواز) ہے، آپ کی ولادت باسعادت طوفان نوح کے سترہ سو نو سال بعد اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار تین سو سال پہلے شہر بابل کے قریب قصبہ ''کونی'' میں ہوئی۔ (تفسیر عزیزی)

تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ آپ کی پیدائش امواز کے علاقہ میں سوس کے مقام پر ہوئی۔ (تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ ۶۳۰) اور مستدرک کی روایت کے مطابق آپ اس دار فانی میں ایک سو پچھتر سال تک رہے (الاتقان جلد دوم صفحہ ۱۳۸)

آپ کا حلیہ شریف ابن عساکر بیہقی اور ابونعیم وغیرہم کی حدیثوں میں اس طرح بیان فرمایا کہ '' آپ کا رنگ بالکل گورا تھا، بڑے ہی خوب رو، خوب صورت آنکھیں اور کشادہ پیشانی والے تھے،

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

سر پر نشان پیری اور ریش مبارک بالکل سفید تھی''۔ (بشیر القاری شرح بخاری ص ۳۲۴)

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے شب معراج انبیائے کرام علیہم السلام کی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ '' وَرَأَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ وَاَنَا اَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ'' یعنی میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے ملتی جلتی شکل والا میں ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۰۸)

تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے کہ سب سے پہلے آپ نے ختنہ کرایا، مونچھیں بنوائیں اور بڑھاپا دیکھا اور جملہ انبیائے کرام و رسلان عظام علیہم السلام میں حضور سید عالم ﷺ کے بعد آپ کا مرتبہ سب سے افضل ہے۔ (نخبۃ اللالی صفحہ ۵۷)

اور '' آزر تحقیق کے آئینے میں'' صفحہ ۲ / پر ہے کہ ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی روئے زمین پر جلوہ گری کے تقریباً سوا تین ہزار سال بعد نمرود بن کنعان کے دور پُر فتن میں ابوالانبیا حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی ولادت باسعادت ماہ ذی الحجہ میں ہوئی اور خاتم الانبیا حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سلسلۂ نسب شریف اکیسویں پُشت میں جا کر آپ تک پہنچتا ہے اور حضرت سیدنا ابراہیم و حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہما السلام حضور ﷺ کے اجداد میں شامل ہیں۔ (التیسیر جلد دوم صفحہ ۲۰۴)

والد و والدہ کا نام

آئینۂ تاریخ صفحہ ۶۶ / پر ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ اور والدہ کا نام فنلی یا اونی ہے اور ''محفل انبیا'' کے صفحہ ۷۴ / پر بھی ہے کہ تورات شریف میں آپ کے والد کا نام تارخ بتایا گیا ہے اور ''قاموس جلد اول صفحہ ۲۲۵'' پر ہے کہ ''آزر اِسْمُ عَمِّ اِبْرَاهِيْمَ وَاَمَّا اَبُوْهُ فَاِنَّهٗ تَارَخ'' اور غیاث اللغات صفحہ ۷ / پر ہے کہ '' آزر'' اہل تاریخ گویند کہ نام عم ایشاں است و اکثر اہل عرب عم را نیز پدر گویند

اور شُمُوْلُ الْاِسْلَامِ لِاُصُوْلِ الرَّسُوْلِ الْكِرَامِ صفحہ ۱۴ / پر ہے اہل تاریخ و اہل کتابین کا اجماع ہے کہ آزر باپ نہ تھا بلکہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور ''اشرف السیر''

صفحہ۱۲۳ر پر ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام ''تارخ'' تھا۔

آزر کون تھا؟

قرآن مقدس میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ''آزر'' بتایا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا'' وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّیْ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ''. (پارہ ۷ سورۂ انعام ع ۹)

ترجمہ:۔ اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو؟ بیشک میں تمھیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں۔

لِاَبِیْهِ کی تفسیر

علامہ قاضی ثناءاللہ علیہ الرحمہ ''تفسیر مظہری'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں ''لابیہ'' سے مراد ''آزر'' ہے جو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا کیوں کہ اسی نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی پرورش کی تھی اس لیے اسے باپ کہا گیا ''اَیْ آزَرَ سَمَّاهُ اللّٰهُ اَبًا لِكَوْنِهٖ عَمًّا وَمُرَبِّیًا لَهٗ''

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ''مسالک الحنفاء فی ایمان والدی مصطفیٰ'' میں اسرار التنزیل کے حوالے سے علامہ فخر الدین رازی علیہ رحمۃ الباری کا قول بھی جمہور کے ساتھ ایمان کے متعلق ہی مذکور ہے اور چچا کو باپ کہنا تمام ممالک میں معمول ہے بالخصوص عرب میں دادا، چچا اور باپ سب پر لفظ ''اَبٌ'' (باپ) بولا جاتا ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوا '' نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا''. (پارہ ۱ سورۂ بقرہ ع ۱۶)

اس آیت کریمہ میں حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کے آباء میں ذکر کیا گیا ہے باوجود کہ آپ عم (یعنی چچا) ہیں اور حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کے والد حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام اور دادا حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سب پر ''اباء'' کا اطلاق ہے جو ''اَبٌ'' کی جمع ہے جس کے معنیٰ باپ کے ہیں۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

حدیث شریف میں ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''اب'' فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا ''رُدُّوْا عَلَیَّ اَبِیْ'' اور یہاں ''ابی'' سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔ (مفردات راغب و کبیر وغیرہ)

حضور ﷺ کے آباو اجداد میں سبھی مومن موحد تھے

رب کریم نے ارشاد فرمایا ''اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ''.
(پارہ ۱۹ سورۂ شعراء ع ۱۱)

ترجمہ مع تفسیر:۔ جو تمھیں دیکھتا جب تم کھڑے ہوتے ہو (نماز کے لیے یا دعا کے لیے یا ہر اس مقام پر جہاں تم ہو) اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔

اس آیت کریمہ کے متعلق جہاں مفسرین کے اور اقوال ہیں وہیں پہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں ''سٰجِدِیْنَ'' سے مومنین مراد ہیں اور معنیٰ یہ ہیں کہ زمانۂ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام و حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لے کر حضرت عبداللہ و حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک مومنین کی اصلاب وارحام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اصول آبا و اجداد حضرت سیدنا آدم علیہ السلام تک سب کے سب مومن ہیں (تفسیر مدارک و جمل وغیرہ)

ارشاد رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حدیث پاک میں ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا '' بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی كُنْتُ فِی الْقَرْنِ الَّذِیْ كُنْتُ فِیْهِ'' یعنی ہر قرن اور ہر طبقہ میں تمام قرون بنی آدم کے بہتر سے بھیجا گیا یہاں تک اس قرن میں ہوا جس میں پیدا ہوا۔
(رواہ البخاری فی صحیحہ والقاضی عیاض فی الشفاء)

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اسی کی شرح میں فرماتے ہیں '' اَلْمُرَادُ بِالْبَعْثِ

تَقَلُّبُہٗ فِیْ اَصْلَابِ اٰبَائِہٖ اَبًا فَاَبًا‘‘

رحمت عالم ﷺ کا خیر القرون میں مبعوث ہونے سے حضور ﷺ کا تمام آباواجداد کے پشتوں میں یکے بعد دیگرے منتقل ہونا مراد ہے۔

ارشادات بالا سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے سلسلۂ نسب میں صلب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے بطن حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک تمام آباوامہات کے اصلاب کریمہ وارحام طیبہ میں سے ہر ایک میں ’’نور مصطفوی‘‘ منتقل ہوا، ان میں کچھ تو انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام ہیں اور باقی تمام آباوامہات مومن وموحد اور خیر القرون وخیر البریہ میں سے تھے، حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک سلسلۂ نسب جس میں نور مصطفوی منتقل ہوتا رہا، اس میں ایسا کوئی بھی نہیں جو کافر یا مشرک رہا ہو۔

کافر ومشرک کی بخشش نہیں

روح المعانی وضیاء القرآن میں ہے کہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جس کی موت کفر وشرک پر ہوئی اس کے لیے مغفرت نہیں اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے والد کی وفات کے کئی سال بعد جب بابل سے ہجرت کر کے مصر گیے پھر وہاں سے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کر کے شام آئے پھر حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا، عرصہ کے بعد حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی اور رب کریم کے حکم سے آپ ننھے اسمٰعیل اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو حجاز کے لق ودق صحرا میں چھوڑ آئے جہاں خانۂ کعبہ کی تعمیر ہونی تھی پھر برسوں بعد حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام جوان ہوگیے اور خانۂ کعبہ کی تعمیر مکمل ہوگئی اس وقت حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی ’’رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابِ‘‘، یعنی اے رب! مجھے بھی بخش دے اور میرے والدین کو اور مسلمانوں کو بھی بخش دے......اگر آپ کے والد کافر ہوتے تو آپ کبھی ان کی مغفرت کے لیے دعا نہ کرتے

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

مذہب محققین

علمائے محققین کا یہی مذہب ہے جیسا کہ تفسیر صاوی علی الجلالین جلد دوم میں ہے:

قَالَہُ الْمُحَقِّقُوْنَ اَنَّ نَسَبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَحْفُوْظٌ مِّنَ الشِّرْکِ فَلَمْ یَسْجُدْ اَحَدٌ مِّنْ اٰبَائِہٖ مِنْ عَبْدِاللّٰہِ اِلٰی آدَمَ لِصَنَمٍ قَطُّ وَبِذٰلِکَ قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ‘‘۔

علمائے محققین نے یہ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا سلسلۂ نسب شرک سے محفوظ ہے، حضرت عبداللہ سے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام تک ان کے آباواجداد میں سے کسی نے بھی کبھی بھی بت کو سجدہ نہ کیا اور مفسرین نے ’’تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ‘‘ میں یہی تفسیر کی ہے یعنی نبی رحمت ﷺ کا نور پاک ایک ساجد سے دوسرے ساجد تک منتقل ہوتا آیا۔

سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی تفسیر ’’تنویر المقیاس‘‘ میں اسی آیت کریمہ کے تحت تحریر فرمایا’’ وَیُقَالُ فِیْ اَصْلَابِ اٰبَائِکَ الْاَوَّلِیْنَ ‘‘ اور ساجدین کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ تیرے آباواجداد کے پشتوں میں جو گزر چکے ہیں۔ (آز رتحقیق کے آئینے میں)

حضرت تارخ

مذکورہ بالا شواہد سے واضح ہوگیا کہ حضور رحمت عالم ﷺ کے تمام آباواجداد اور امہات سب کے سب مومن وموحد تھے اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد بھی حضور سید عالم ﷺ کے آباواجداد میں شامل ہیں۔ لہٰذا حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد حضرت تارخ بھی مومن وموحد تھے نہ کہ کافر ومشرک جیسا کہ تفسیر صاوی علی الجلالین میں ہے کہ ’’ وَتَارَخُ اَبُوْہُ مَاتَ فِی الْفَتْرَۃِ وَلَمْ یَثْبُتْ سُجُوْدُہٗ لِصَنَمٍ‘‘ یعنی حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے باپ تارخ ہی تھے، ان کا وصال ایسے زمانہ میں ہوا جب کوئی نبی نہیں تھے اور یہ ثابت نہیں کہ انھوں نے کسی بت کو سجدہ کیا ہو۔

نوٹ:۔مزید تفصیل کے لیے راقم الحروف کی کتاب ’’تذکرۂ خلیل وذبیح‘‘ کا مطالعہ کریں۔

بارگاہ ایزدی میں سید المرسلین کے لیے دعا

تعمیر کعبہ کی عظیم خدمت بجالانے اور توبہ واستغفار کرنے کے بعد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام وحضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام نے یہ دعا کی یارب! اپنے محبوب نبی آخر الزماں ﷺ کو ہماری نسل میں ظاہر فرما اور یہ شرف ہمیں عنایت کر جسے سورۂ بقرہ میں رب کریم جل شانہٗ نے یوں بیان فرمایا ہے "رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلاً مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡکِتَابَ وَالۡحِکۡمَةَ وَيُزَکِّيۡهِمۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَکِيۡمُ". (پارہ ۱ سورۂ بقرہ ع ۱۵)

ترجمہ مع تفسیر:۔اے رب ہمارے! اور بھیج ان میں (یعنی حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی ذریت میں یہ دعا سید الانبیا کے لیے تھی) ایک رسول انھیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انھیں تیری کتاب (قرآن) اور پختہ علم سکھائے اور انھیں خوب ستھرا فرمادے (ستھرا کرنے کے یہ معنیٰ ہیں کہ لوح نفوس وارواح کو کدورت سے پاک کر کے حجاب اٹھادیں اور آئینۂ استعداد کی جلا فرما کر انھیں اس قابل کردیں کہ ان میں حقائق کی جلوہ گری ہوسکے) بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی اور حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل پاک میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی نبی نہیں ہوا اور اولاد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام میں باقی انبیا حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کی نسل پاک سے ہیں۔

حضرت سیدنا ابراہیم ◆ کا ذکر قرآن پاک میں

قرآن پاک میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ذکر انہتر (۶۹) مقامات پر ہوا ہے، آپ نے اپنی قوم سے جو جرح کی اس کا ذکر سورۂ انبیا پارہ ۱۷/ سورۂ مریم پارہ ۱۶/ سورۂ شعراء پارہ ۱۹/ سورۂ عنکبوت پارہ ۲۰/۲۱/ سورۂ انعام پارہ ۷/۸/ اور واقعہ بت شکنی کا ذکر سورۂ صافات پارہ ۲۳/ سورۂ انبیا پارہ ۱۷/ اور آپ کا ذکر قرآن پاک کی ۲۵/ سورتوں میں ہے بلکہ حضرت سیدنا ابراہیم

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

علیہ السلام کے نام پاک سے قرآن کریم کے تیرہویں پارہ میں ایک مستقل سورت "سورۂ ابراہیم" بھی ہے جو مکی ہے اور رب کریم نے آپ کو امام کا لقب عطا فرمایا۔ ارشاد ہوا "اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا". (پارہ ۱ سورۂ بقرہ ع ۱۵)
میں تمھیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔

ولد صالح کی دعا

خدا کی شان ایک طویل عرصہ گزر جانے تک حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے گھر میں کوئی فرزند نہ تھا چنانچہ سورۂ صٰفّت میں ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں فرزند صالح کے لیے یوں دعا کی "رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ". (پارہ ۲۳ سورۂ صٰفّت ع ۳)
ترجمہ:۔ الٰہی مجھے لائق اولاد دے۔

حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی بشارت

چنانچہ آپ کی مانگی ہوئی دعا بارگاہ رب ذوالجلال میں قبول ہوئی ارشاد ہوا "فَبَشَّرۡنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيۡمٍ" (پارہ ۲۳ سورۂ صٰفّت ع ۳)
ترجمہ:۔ تو ہم نے اسے خوش خبری سنائی ایک عقل مند لڑکے کی۔

چنانچہ بڑھاپے میں آپ کی بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے آپ کے فرزند حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔

سورۂ صٰفّت میں رب کریم نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے حلم وبردباری کا ذکر یوں فرمایا:
"پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہوگیا کہا اے میرے بیٹے! میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں، اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے؟ کہا اے میرے باپ! کیجیے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے تو جب ان دونوں نے

ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا، اس وقت کا حال نہ پوچھ (یہ واقعہ منیٰ میں واقع ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرزند کے گلے پر چھری چلائی، قدرت الٰہی کہ چھری نے کچھ بھی کام نہ کیا) اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم! بیشک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو، بیشک یہ روشن جانچ تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی، سلام ہو ابراہیم پر ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو، بیشک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں۔ (پارہ ۲۳ سورۂ صٰفّٰت ع ۳)

علاوہ ازیں آپ کا پیارا تذکرہ سورۂ بقرہ، سورۂ اٰل عمران، سورۂ نسا، سورۂ انعام، سورۂ ابراہیم سورۂ مریم، سورۂ انبیا اور سورۂ صٓ میں بھی ہے۔

حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کی خوش خبری

رب کریم نے حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے واقعۂ ذبح کے بعد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام سے متعلق خوش خبری دیتے ہوئے ارشاد فرمایا "وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰى اِسْحٰقَ". (پارہ ۲۳ سورۂ صٰفّٰت ع ۳)

ترجمہ مع تفسیر:۔ اور ہم نے اسے خوش خبری دی اسحٰق کی کہ غیب کی خبریں بتانے والا نبی ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں اور ہم نے برکت اتاری اس پر اور اسحٰق پر (ہر طرح کی برکت دینی بھی اور دنیوی بھی اور ظاہری برکت یہ ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی اولاد میں کثرت کی اور حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کی نسل سے بہت سے انبیا کیے، حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک آمد انبیائے کرام علیہم السلام کا پیارا سلسلہ جاری رہا جن کے پیارے تذکرے قرآن حکیم و احادیث نبوی میں مذکور ہیں)

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

حضرت اسمٰعیل عمر میں بڑے اور حضرت اسحٰق علیہما السلام چھوٹے

حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے ذکر پاک کے تحت ''الاتقان'' میں ہے کہ " قَالَ النَّوَوِیُ وَغَیْرَہٗ ھُوَاَکْبَرُ وَلَدِ اِبْرَاھِیْمَ'' یعنی امام نووی وغیرہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے ہیں اور اس کے بعد متصلا بعد ہی حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کے ذکر پاک میں فرماتے ہیں کہ " وَلِدَ بَعْدَ اِسْمٰعِیْلَ بِاَرْبَعَ عَشْرَۃَ سِنَۃً'' یعنی حضرت سیدنا اسحٰق حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہما السلام کے چودہ سال بعد پیدا ہوئے۔ (الاتقان فی علوم القرآن مصری جلد دوم صفحہ ۱۳۸)

اور حاشیہ الجمل علی الجلالین میں ہے کہ " اَنَّہٗ اَسْبَقُ مِنْہُ فِیْ الْوِلَادَۃِ بِاَرْبَعَ عَشْرَۃَ سِنَۃً'' یعنی حضرت سیدنا اسمٰعیل حضرت سیدنا اسحٰق علیہما السلام سے چودہ سال پہلے پیدا ہوئے۔ حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کی بشارت دینے کے ایک سال بعد اللہ تعالیٰ نے انھیں پیدا فرمایا، حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی پیدائش کے چودہ سال بعد حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش ہوئی یعنی ان کی پیدائش کے تیرہ سال بعد حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کی بشارت دی گئی۔ (جمل علی الجلالین و تذکرۃ الانبیا صفحہ ۱۱۰)

اور تفسیر ضیاء القرآن میں ہے کہ جب حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن شریف سے حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عمر پاک ۸۶/سال تھی اور جس وقت حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اقدس سے حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عمر پاک سو سال تھی۔ (تفسیر ضیاء القرآن صفحہ ۲۱۳)

حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کا پیارا تذکرہ قرآن پاک کی متعدد سورتوں میں آیا ہے۔ سورۂ

بقرہ، سورۂ اٰل عمران، سوۂ نساء، سوۂ انعام، سورۂ ہود، سورۂ صافات، سورۂ ابراھیم، سورۂ مریم، سورۂ انبیا، سورۂ عنکبوت، سورۂ یوسف اور سورۂ صٓ میں بھی آیا ہے۔

اَنَابْنُ الذَّبِیْحَیْنِ

حضور رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "اَنَا بْنُ الذَّبِیْحَیْنِ". (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۱۰) یعنی میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔

چنانچہ ایک اعرابی نے آپ کو "یَا ابْنَ الذَّبِیْحَیْنِ" کہہ کر پکارا تو حضور رحمت عالم ﷺ نے تبسم فرمایا، آپ سے پوچھا گیا کہ آپ دو ذبیحوں کے بیٹے کس طرح ہیں؟ تو حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ عبدالمطلب نے جب زمزم کا کنواں کھودنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ کے لیے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے لیے یہ کام آسان کیا تو میں اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کی قربانی کروں گا، قرعہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے حق میں نکلا، آپ کے ننہیال اور کچھ اہل علم نے ایک سو اونٹ بطور فدیہ دینے کا فیصلہ کیا، اس طرح حضور نبی کریم ﷺ کے باپ کو ذبیح ہونے کا شرف حاصل ہوا اور یہ بھی واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں تو یقیناً دوسرے ذبیح حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔ (تذکرۃ الانبیا ص ۱۱۷)

اور مدارک التنزیل میں ہے کہ "وَالْاَظْهَرُ اَنَّ الذَّبِیْحَ اِسْمَاعِیْلُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ بَکْرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنُ عُمَرَ وَجَمَاعَةٍ مِّنَ التَّابِعِیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ لِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْنِ فَاَحَدُهُمَا جَدُّهٗ اِسْمٰعِیْلُ وَالْاٰخِرُ اَبُوْهُ عَبْدُاللّٰهِ". (مدارک جلد چہارم صفحہ ۲۶)

یعنی خوب واضح وظاہر ہے کہ ذبیح حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام ہی ہیں اور یہی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرات تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کا قول ہے، اس لیے کہ سرکار دوعالم ﷺ کا فرمان ہے کہ "میں

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں" دو میں سے ایک تو آپ کے جد کریم حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام ہیں اور دوسرے سرکار دوعالم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ ہیں۔

ذبیح حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام ہی تھے

حضور رحمت عالم ﷺ کے مذکورہ ارشاد سے واضح ہوگیا کہ (۱) ذبیح حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام ہی تھے، علاوہ ازیں حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام اس وقت مکہ مکرمہ میں نہیں تھے بلکہ وہ تو ملک شام میں تھے، مکہ میں تو حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام ہی تھے، وہی اپنے باپ کے ساتھ مل کر کعبہ کی تعمیر میں مشغول تھے اور قربانی کا واقعہ بھی مکہ مکرمہ کے قریب منیٰ میں پیش آیا تو یقیناً ذبیح ہونے کا شرف حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام ہی کو حاصل ہوا۔

(۲) اور اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو صابر فرمایا جیسا کہ سورۂ انبیا میں ہے "وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْکِفْلِ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ". (پارہ ۱۷ سورۂ انبیا ع ۶ آیت ۸۵)

ترجمہ:۔ اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو (یاد کرو) وہ سب صبر والے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ مریم میں حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام سے متعلق ارشاد فرمایا "وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ اِنَّهٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ". (پارہ ۱۶ سورۂ مریم ع ۴)

ترجمہ مع تفسیر:۔ اور کتاب میں اسمٰعیل کو یاد کرو (جو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ہیں اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جد ہیں) بیشک وہ وعدے کا سچا تھا۔

حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام نے صبر کا وعدہ کیا اور بوقت ذبح اپنے باپ سے عرض کیا "قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ". (پارہ ۲۳ سورۂ صٰفّٰت ع ۳ آیت ۱۰۲)

ترجمہ:۔ کہا اے میرے باپ! کیجیے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔

معلوم ہوا کہ یقیناً ذبیح حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔

(۳) اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ صٰفّٰت میں حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام ہی سے متعلق ارشاد فرمایا " فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ". (پارہ ۲۳ سورۂ صٰفّٰت ع۳ آیت ۱۰۲)

ترجمہ:۔ پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا کہا اے میرے بیٹے! میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں۔

اس سے بھی ثابت ہوا کہ ذبیح حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام ہی ہیں علاوہ ازیں تفسیر کبیر میں ہے کہ ذبح کے وقت جو دنبہ بطور فدیہ دیا گیا اس کے سینگ کعبہ شریف کی دیوار پر بہت عرصہ تک نصب رہے، اس سے بھی واضح ہوا کہ ذبح کا واقعہ مکہ مکرمہ ہی میں پیش آیا اور مکہ مکرمہ میں حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام ہی تھے نہ کہ حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کیوں کہ آپ تو ملک شام میں تشریف فرما تھے۔ (تفسیر کبیر جلد ۲۶/صفحہ ۱۵۳/۱۵۴/تذکرۃ الانبیا صفحہ ۱۱۹)

خانۂ کعبہ کی تعمیر

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو ساتھ لے کر کعبہ کی تعمیر کرو، ایک بادل کا ٹکڑا بھیج کر حدود کعبہ کو واضح کیا گیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خط کھینچ دیا، حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانہ کی بنیادوں پر ہی عمارت تعمیر فرمائی جسے رب کریم نے سورۂ حج میں یوں بیان فرمایا ہے "وَاِذْ بَوَّانَا لِاِبْرَاهِیْمَ مَکَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَا تُشْرِکْ بِیْ شَیْئًا وَّطَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْقَآئِمِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ". (پارہ ۱۷/سورۂ حج/ع۴/آیت ۲۶/۲۷)

ترجمہ مع تفسیر:۔ اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانا ٹھیک بتادیا اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر اور میرا گھر ستھرا رکھ، طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

والوں کے لیے اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں (اور کثرت سیر وسفر سے دبلی ہو جاتی ہیں)

چنانچہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جبل ابوقبیس پر چڑھ کر اہل جہاں کو ندا کر دی کہ " بیت اللہ کا حج کرو" جن کے مقدور میں حج تھا انھوں نے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کی پیٹوں سے جواب دیا "لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ"

امام النبین حضرت قیدار کی نسل پاک سے

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے آٹھ صاحبزادگان میں سے دو حضرات حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام نبی ہوئے اور باقی چھ حضرات متقی مسلمان رہے، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ معظّمہ میں بسایا، حضرت اسحٰق علیہ السلام کو اپنے ساتھ کنعان میں رکھا اور مدین کو اس جگہ جہاں ان کے نام سے شہر مدین بسا، حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام انھیں کی اولاد میں سے تھے، باقی پانچ صاحبزادگان کو بحکم الٰہی شام اور روم وغیرہ میں آباد کیا۔

پھر حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے ہوئے جن میں سے منجھلے صاحبزادے (چھوٹے سے بڑے) حضرت قیدار تھے جن کی نسل پاک سے ہمارے نبی حضور امام النبین ﷺ ہیں۔ (اشرف التفاسیر بحوالہ تفسیر عزیزی)

حضرت قیدار سے یہ پیارا سلسلہ یکے بعد دیگرے پاکیزہ نسلوں سے منتقل ہوتے ہوئے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پھر بطن حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں جلوہ بار ہوا۔

مابقیہ انبیا حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کی نسل پاک سے

حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کی نسل پاک سے چار ہزار پیغمبر ہوئے جن میں اول حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام اور آخر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں، حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کا عقد حضرت سیدنا لوط علیہ السلام کی صاحبزادی سے ہوا جن سے دو جڑواں بھائی عیص اور

یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے، آخری عمر پاک میں حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام نے دونوں صاحبزادوں کو بلایا اور حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کو دعا دی کہ حق تعالیٰ تمہاری اولاد میں نبوت جاری رکھے (حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام ''اسرائیل'' ہے اسی نام کی نسبت سے آپ کی اولاد کو ''بنو اسرائیل'' کہا جاتا ہے۔ اسرا کے معنیٰ عبرانی زبان میں ''عبد'' اور ''ئیل'' اللہ تعالیٰ کے اسما میں سے ہے، اس طرح اسرائیل کا معنیٰ عبداللہ (اللہ کا بندہ) ہوا۔

اور عیص کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نسل میں بادشاہت جاری رکھے۔ چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کی نسل پاک سے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام، حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام، حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام، حضرت سیدنا یونس علیہ السلام، حضرت سیدنا ذوالکفل علیہ السلام، حضرت سیدنا یسع علیہ السلام، حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام، حضرت سیدنا الیاس علیہ السلام، حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام، حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام، حضرت سیدنا حزقیل علیہ السلام، حضرت سیدنا شموئیل علیہ السلام، حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام، حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام، حضرت سیدنا یحیٰ علیہ السلام، حضرت سیدنا جرجیس علیہ السلام، حضرت سیدنا شمعون علیہ السلام، حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ودیگر انبیائے کرام علیہم السلام کا ایک طویل پیارا سلسلہ جاری ہوا اور ''عیص'' کی اولاد میں سکندر ذوالقرنین جیسے بادشاہ ہوئے جنھوں نے پوری دنیا پر حکمرانی کی، حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کی عمر شریف ایک سواسی (۱۸۰) سال ہوئی۔ (الاتقان، صاوی وجمل وغیرہ)

حضرت سیدنا لوط علیہ السلام

انبیائے سابقین کی طرح حضرت سیدنا لوط علیہ السلام بھی ایک خاص قوم کی رشد وہدایت کے لیے مبعوث فرمائے گیے، چنانچہ رب کریم جل جلالہٗ نے حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں یوں ارشاد ہوا ''وَلُوْطاً اِذْقَالَ لِقَوْمِهٖ (پارہ ۸ سورۂ اعراف ع ۱۰ / آیت ۸۰)

ترجمہ:۔ اور لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا الخ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت سیدنا لوط علیہ السلام جو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں، آپ اہل سدوم کی طرف بھیجے گئے اور جب آپ کے چچا حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سرزمین فلسطین میں نزول فرمایا اور حضرت سیدنا لوط علیہ السلام ''اردن'' میں اترے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''اہل سدوم'' کی طرف مبعوث کیا آپ ان لوگوں کو دین حق کی دعوت دیتے تھے اور فعل بد سے روکتے تھے جیسا کہ آیت شریف میں مذکور ہے۔

حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام

حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا ''وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوْااللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ'' (پارہ ۸ سورۂ اعراف ع ۱۱ / آیت ۸۵)

ترجمہ:۔ اور مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو بھیجا (حضرت شعیب علیہ السلام نے) کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔

اصحاب ایکہ واہل مدین

قتادہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام کو ''اصحاب ایکہ'' کی طرف مبعوث فرمایا تھا اور ''اہل مدین'' کی طرف بھی، اصحاب ایکہ تو ابر سے ہلاک کئے گئے اور ''اہل مدین'' زلزلہ میں گرفتار ہوئے اور ایک ہولناک آواز سے ہلاک ہوگئے (کنزالایمان)

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا ''ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِھِمْ مُّوْسیٰ بِاٰیٰتِنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ فَظَلَمُوْا بِھَا'' (پارہ ۸ سورۂ اعراف ع ۱۳ / آیت ۱۰۳)

ترجمہ:۔ پھر ان (انبیائے مذکورین) کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں (یعنی معجزات) کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو انھوں نے ان نشانیوں پر زیادتی

کی (انھیں جھٹلایا اور کفر)

حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام

اور ارشاد ہوا "وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ" (پارہ ۹ سورۂ اعراف ع ۱۷/آیت ۱۴۲)

ترجمہ:۔ اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا میری قوم پر میرے نائب رہنا اور اصلاح کرنا اور فسادیوں کی راہ کو دخل نہ دینا (پہاڑ پر مناجات کے لیے جاتے وقت کہا)

فرعون و اہل مصر

سدی کا قول ہے کہ فرعون نے اپنی قوم کے لیے بت بنوا دیئے تھے اور ان کی عبادت کرنے کا حکم دیتا تھا اور کہتا تھا کہ میں تمہارا بھی رب ہوں اور ان بتوں کا بھی۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ فرعون دہری تھا یعنی صانع عالم کے وجود کا منکر تھا، اس کا خیال تھا کہ عالم سفلی کے مدبر کواکب ہیں اسی لیے اس نے ستاروں کی صورتوں پر بت بنوائے تھے ان کی خود بھی عبادت کرتا تھا اور دوسروں کو بھی ان کی عبادت کا حکم دیتا تھا اور اپنے آپ کو مطاع و مخدوم زمین کا کہتا تھا اسی لیے " اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی" کہتا تھا۔ (کنز الایمان)

حضرت سیدنا الیاس علیہ السلام

حضرت سیدنا الیاس علیہ السلام کے لیے ارشاد فرمایا "وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ اَلَا تَتَّقُوْنَ" (پارہ ۲۳/سورۂ صفت ع۴ آیت ۱۲۳/۱۲۴)

ترجمہ:۔ اور بے شک الیاس پیغمبروں سے ہے جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں؟ (یعنی کیا تمھیں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں)

حضرت سیدنا الیاس علیہ السلام بعلبک اور اس کے نواح کے لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے۔ (کنز الایمان)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ایک لاکھ سے کچھ زائد کے پیغمبر

جیسا کہ رب ذوالجلال نے حضرت یونس علیہ السلام کی بعثت کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ" (پارہ ۲۳ سورۂ صفت ع۵ آیت ۱۴۷)

ترجمہ:۔ اور ہم نے اسے (پہلے کی طرح سرزمین موصل میں قوم نینویٰ کے لیے) لاکھ آدمیوں کی طرف بھیجا بلکہ زیادہ۔

حضرت سیدنا یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں

رب کریم نے ارشاد فرمایا "فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ" (پارہ ۲۳/سورۂ صفت ع۵ آیت ۱۴۲)

ترجمہ:۔ پھر اسے مچھلی نے نگل لیا۔

حضرت ابن عباس اور وہب کا قول ہے کہ حضرت سیدنا یونس علیہ السلام نے اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ کیا تھا اس میں تاخیر ہوئی تو آپ ان سے چھپ کر نکل گئے اور آپ نے دریائی سفر کا قصد کیا، کشتی پر سوار ہوئے، درمیان دریا کشتی ٹھہر گئی، ملاحوں نے کہا کہ اس کشتی میں اپنے مولیٰ سے بھاگا ہوا کوئی غلام ہے، قرعہ ڈالا گیا تو آپ ہی کے نام کا نکلا، چنانچہ آپ دریا میں ڈال دیئے گئے، مچھلی نے آپ کو نگل لیا، مچھلی کے پیٹ میں "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" پڑھنے کی برکت سے رب کریم نے آپ کو مچھلی کے پیٹ سے باہر فرمایا۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

رب کریم نے حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا "وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ" (پارہ ۳ سورۂ اٰل عمران ع۵ آیت ۴۹)

ترجمہ:۔ اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف۔

الانتباہ :۔ قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیات بینات سے واضح ہوگیا کہ ہمارے نبی کریم

ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے جتنے بھی انبیاورسل علیہم السلام تشریف لائے وہ اپنی ہی قوم اور مخصوص آبادی کی طرف تشریف لائے جیسا کہ رب ذوالجلال نے انبیائے کرام ورسلان عظام علیہم السلام کی بعثت کا تذکرہ فرماتے ہوئے یوں ارشادفرمایا''ہم نے ان کوان کے لیے بھیجا، ہم نے ان کوان کے لیے بھیجا، ہم نے ان کوان کے لیے بھیجا،لیکن جب حضورسید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات آئی تو رب کریم کا کرم تو دیکھوکہ آپ کی رسالت عامہ کا اعلان کرتے ہوئے ارشادفرمایا''قُلْ''،محبوب تم کہہ دو!..................قُل کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے ترے سنی۔

رسالت عامہ کا اعلان

چنانچہ رب کریم نے اپنے پیارے حبیب پاک ﷺ کے عموم رسالت کا اعلان خود اپنے حبیب ہی سے یوں کرایا''قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا''(پارہ ۹/سورۂ اعراف ع ۲۰/آیت ۱۵۸)

ترجمہ:۔تم فرماؤاے لوگو!میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

یہ آیت سید عالم ﷺ کے عموم رسالت کی دلیل ہے کہ آپ تمام خلق کے رسول ہیں اورکل جہاں آپ کی امت ہے۔

بخاری ومسلم کی حدیث ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں''اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِىْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِىَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَ طُهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِىْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِىَ الْمَغَانَمُ وَلَمْ تَحِلُّ لِاَحَدٍ قَبْلِىْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَوَكَانَ النَّبِىُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَةً''(بخاری شریف جلداول صفحہ ۴۸و ۶۲)

پانچ چیزیں مجھے ایسی عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں۔

(۱) دشمن پرایک ماہ کی مسافت تک میرارعب ڈال کرمیری مدد فرمائی گئی۔

(۲) میرے لیے زمین پاک اور پاک کرنے والی (قابل تیمّم) اور مسجد کی گئی جس کسی کو کہیں

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

نماز کا وقت آئے وہیں پڑھ لے۔

(۳) میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے نہیں ہوئی تھیں

(۴) مجھے شفاعت عنایت کی گئی، مسلم شریف کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ تمام خلق کی طرف رسول بنایا گیا اور میرے ساتھ انبیا ختم کیے گیے۔

(۵) ہر نبی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں سرخ وسیاہ کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔

اورسورۂ ابراہیم میں یوں ارشادہوا''وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ''(پارہ ۱۳/سورۂ ابراھیم ع ۱/آیت ۴)

ترجمہ:۔اورہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا کہ وہ انھیں صاف بتائے۔

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جس قوم میں وہ رسول مبعوث ہوئے خواہ ان کی دعوت عام ہو اور دوسری قوموں اور دوسرے ملکوں پر بھی ان کی اتباع لازم ہو جیسا کہ حضور سید عالم ﷺ کی رسالت تمام آدمیوں اور جنوں بلکہ ساری مخلوق کی طرف ہے اور آپ سب کے نبی ہیں۔

جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا''لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا''(پارہ ۱۸ سورۂ فرقان ع ۱/آیت ۱)

ترجمہ:۔جو سارے جہاں کو ڈرسنانے والا ہو۔

اس ارشاد الٰہی میں حضور امام النبین ﷺ کے عموم رسالت کا بیان ہے کہ آپ تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے جن ہوں یا بشر یا فرشتے یا دیگر مخلوقات سب آپ کے امتی ہیں کیوں کہ عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں،اس میں یہ سب داخل ہیں۔

ملائکہ کواس سے خارج کرنا جیسا کہ جلالین میں حضرت شیخ محلی علیہ الرحمہ سے اور کبیر میں حضرت امام رازی علیہ الرحمہ سے اور شعب الایمان میں حضرت بیہقی علیہ الرحمہ سے صادر ہوا بے دلیل ہے اور دعویٰ اجماع غیر ثابت۔ چنانچہ سبکی و بازری ،ابن حزم و سیوطی نے اس کا تعاقب کیا اور خود امام رازی کو تسلیم ہے کہ''عالم'' ماسوی اللہ کو کہتے ہیں پس وہ تمام خلق کو شامل اور ملائکہ کواس سے خارج کرنے پرکوئی دلیل نہیں،علاوہ بریں مسلم شریف کی حدیث میں ہے

"اُرْسِلْتُ اِلیٰ الْخَلْقِ کَافَّۃً" (مسلم جلداول صفحہ ۱۹۹/تجلی الیقین صفحہ ۱۲)

یعنی میں تمام خلق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔اور مشکوٰۃ شریف صفحہ۵۱۲/اسی حدیث پاک "وَاُرْسِلْتُ اِلیٰ الْخَلْقِ کَافَّۃً" سے متعلق علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے مرقات میں "اِلیٰ الْخَلْقِ کَافَّۃً" کی شرح میں فرمایا "اَیْ اِلیٰ الْمَوْجُوْدَاتِ بِاَسْرِھَا عَامَّۃً مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْمَلَکِ وَالْحَیْوَانَاتِ وَالْجَمَادَاتِ" (مرقاۃ المفاتیح جلد پنجم صفحہ۳۶۱)

یعنی تمام موجودات کی طرف جن ہوں یا انسان یا فرشتے یا حیوانات یا جمادات۔معلوم ہوا ؎

جس کے گھیرے میں ہیں انبیا و مَلَک   اس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام

اس مسئلہ کی تفصیلی بحث حضرت امام قسطلانی کی مواہب لدنیہ میں ہے اور بخاری شریف میں ہے "کَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلیٰ قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَبُعِثْتُ اِلیٰ النَّاسِ عَامَّۃً" (بخاری جلداول صفحہ۴۸/ پارہ دوم اور صفحہ۶۲/ پر ہے "وَبُعِثْتُ اِلیٰ النَّاسِ کَافَّۃً وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ" یعنی نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا اور میں تمام مخلوق الٰہی کی طرف بھیجا گیا اور مجھے منصب شفاعت بھی عطا کیا گیا اور مسلم شریف میں ہے "بُعِثْتُ اِلیٰ کُلِّ اَحْمَرٍ وَاَسْوَدٍ" (مسلم جلداول صفحہ۱۹۹) یعنی میں ہر سرخ و سیاہ کی طرف رسول بھیجا گیا۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں بعثت انبیائے کرام کا خاص قوم،خاص زبان کے ساتھ یہ اجمالی بیان تھا،اس کا تفصیلی بیان بھی قرآن عزیز میں ہے۔

بعثت عامہ

ہزاروں انبیا آئے ہیں لیکن   میرے آقا امام الانبیا ہیں

خدائے پاک جل جلالہٗ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کی بعثت کا اعلان خود اپنے حبیب پاک ﷺ سے بھی کرایا اور خود بھی اعلان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ" (پارہ ۲۲ سورۂ سبا ع۳/آیت ۲۸)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ترجمہ:۔اور اے محبوب! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا (ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل کا) اور ڈر سناتا (کافروں کو اس کے عدل کا) لیکن بہت لوگ نہیں جانتے (اور اپنے جہل کی وجہ سے آپ کی مخالفت کرتے ہیں)

اس آیت کریمہ سے بھی معلوم ہوا کہ حضور سید الانبیا ﷺ کی رسالت رسالتِ عامہ ہے،تمام انسان اس کے احاطہ میں ہیں،گورے ہوں یا کالے،عربی ہوں یا عجمی،پہلے ہوں یا پچھلے سب کے لیے آپ رسول ہیں اور وہ سب آپ کے امتی ہیں۔خلاصہ یہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ تمام خلق کے رسول ہیں اور یہ مرتبہ خاص آپ کا ہے جو قرآن کریم کی آیات اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے،سورۂ فرقان کی ابتدا میں بھی اس کا بیان گزر چکا ہے۔(خازن)

امت اجابت :۔چنانچہ جو لوگ آپ پر ایمان لائے وہ امت اجابت ہیں،آپ ان کے لیے "بشیر" ہیں (یعنی خوش خبری دینے والے)

امت دعوت :۔اور جو لوگ آپ پر ایمان نہ لائے وہ امت دعوت ہیں،آپ ان کے لیے "نذیر" ہیں (یعنی ڈر سنانے والے) معلوم ہوا ؎

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی   اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

امام النبین عالم انسانیت کے لیے

قرآن واحادیث کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ از حضرت سیدنا آدم علیہ السلام تا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جتنے انبیا و رسل تشریف لائے ان کی بعثت ساری دنیا اور تمام قوموں کے لیے نہیں ہوئی بلکہ وہ کسی ایک خاص قوم کے لئے یا کسی ایک صوبے یا کسی ایک خاص ملک یا ایک خاص خطے زمین کے لیے اس قوم کی زبان کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک خاص وقت تک کے لیے قوم کے ہادی اور رہبر بنا کر مبعوث کئے گئے۔

مگر ہمارے امام النبین ہی کی یہ شان ہے کہ جنھیں رب کریم نے پورے عالم انسانیت کے لیے از شرق تا غرب واز شمال تا جنوب اور تا قیامت سب کے لیے رہبر کامل کی حیثیت سے

مبعوث فرمایا جس کی منظر کشی امام عشق ومحبت سیدنا اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے یوں کی ہے ۔

سب سے اعلیٰ واولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا والا ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی — دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی
بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا — نور اول کا جلوہ ہمارا نبی
قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی — چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں — شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی
کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے — پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی
ملک کونین میں انبیا تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

امام النبیین کی رحمت عامہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" (پارہ ۱۷ سورۂ انبیا ع۷/آیت ۱۰۷)

اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

آپ کی رحمت عام ہے کوئی ہو جن ہو یا انس، مومن ہو یا کافر، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا رحمت ہونا عام ہے، ایمان والے کے لیے بھی اور کافر کے لیے بھی، مومن کے لیے تو آپ دنیا وآخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لیے آپ دنیا میں رحمت ہیں، اس لیے کہ آپ کی بدولت تاخیر عذاب ہوئی اور خسف ومسخ اور استیصال کے عذاب اٹھا دیئے گئے۔

تفسیر روح البیان شریف میں اس آیت کی تفسیر میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ نے اکابر کا

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کے معنیٰ یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ، کاملہ عامہ، شاملہ، جامعہ، محیط بہ جمیع مقیدات، رحمت غیبیہ وشہادت علمیہ وعینیہ، وجودیہ وشہودیہ، سابقہ ولاحقہ وغیرہ ذالک، تمام جہانوں کے لیے عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالم کے لیے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہاں سے افضل ہو؟

حضور امام النبیین تمام جہان سے افضل ہیں

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے "تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ" (پارہ ۳ سورۂ بقرہ ع ۳۳/ آیت ۲۵۳)

ترجمہ:۔ یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا، ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

اس ارشاد پاک سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے مراتب جداگانہ ہیں بعض حضرات سے بعض افضل ہیں اگرچہ نبوت میں کوئی فرق نہیں، وصف نبوت میں سب شریک یکدگر ہیں مگر خصائص وکمالات میں درجے متفاوت ہیں، یہی آیت کا مضمون ہے اور اسی پر تمام امت کا اجماع ہے۔ (تفسیر خازن ومدارک)

اللہ تعالیٰ نے ان میں کسی سے بے واسطہ کلام فرمایا جیسے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر کلام سے مشرف فرمایا اور سید الانبیاء ﷺ کو معراج میں کلام سے نوازا۔ (جمل)

سب پر درجوں بلند ہیں

وہ حضور پُر نور سید الانبیا محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، تفسیر مدارک التنزیل میں ہے "هُوَ مُحَمَّدٌ لِاَنَّهٗ هُوَ الْمُفَضَّلُ عَلَيْهِمْ بِاِرْسَالِهٖ اِلَى الْكَافَّةِ" (جلد اول ص ۱۲۷)

یعنی وہ نبی جسے سارے انبیا پر درجوں بلندی عطا کی گئی وہ محمد ﷺ ہیں کیوں کہ آپ ہی کی ذات بابرکات ہے جسے ساری کائنات کی جانب بھیج کر سارے انبیاء پر فضیلت دی گئی اور "

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ“ کی تفسیر میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ تفسیر جلالین کے صفحہ ۳۹ ر پر رقمطراز ہیں ”اَیْ مُحَمَّداً ﷺ“ جس نبی کو درجوں بلندی عطا کی گئی وہ محمد ﷺ ہیں، کہ آپ کو بہ درجات کثیرہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر افضل کیا، اس پر تمام امت کا اجماع ہے اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔

اس آیت کریمہ میں حضور ﷺ کی رفعت ومرتبت کا بیان فرمایا گیا اور نام مبارک کی تصریح نہ کی گئی، اس سے بھی حضور ﷺ کے علوشان کا اظہار مقصود ہے کہ ذات والا کی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیائے کرام پر فضیلت کا بیان کیا جائے تو سوائے ذات اقدس کے یہ وصف کسی پر صادق ہی نہ آئے اور کوئی اشتباہ راہ نہ پاسکے، حضور ﷺ کے وہ خصائص وکمالات بہت ہیں جن میں آپ تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر فائق وافضل ہیں اور اس میں آپ کا کوئی شریک نہیں، اسی لیے رب کریم جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا ” وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ“ اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔ ان درجوں کا کوئی شمار قرآن کریم میں ذکر نہیں فرمایا تو اب کون حد لگا سکتا ہے، ان بے شمار خصائص میں سے بعض کا اجمالی ومختصر بیان ماسبق میں گزر چکا ہے کہ آپ کی رسالت رسالتِ عامہ ہے، تمام کائنات آپ کی امت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْراً وَّنَذِیْراً“ (اور اے محبوب! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی، خوشخبری اور ڈر سناتا) اور ارشاد ہو ”لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْراً“ (جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو)

اور ارشاد ہوا” تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْراً“ (پارہ ۱۸ سورۂ فرقان ع ۱ / آیت ۱)

ترجمہ:۔ بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر (یعنی سید الانبیا محمد مصطفیٰ ﷺ پر) جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

اس آیت پاک میں بھی حضور سید عالم ﷺ کے عموم رسالت کا بیان ہے کہ آپ تمام خلق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔

آیات بینات ومعجزات باہرات میں آپ کو تمام انبیا پر افضل فرمایا گیا اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر افضل کیا گیا۔

چنانچہ ارشاد ہوا ”کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ “ (پارہ ۴ سورۂ اٰل عمران ع ۱۲ / آیت ۱۱۰)

ترجمہ :۔ تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

یہ آیت کریمہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ یہ امت تمام امتوں سے بہتر وافضل ہے اور امت کی بہتری وافضلیت ان کے نبی کی بہتری وافضلیت کے سبب ہے، لہٰذا نبی اکرم ﷺ تمام انبیا سے افضل ہیں اور یہ جو رب کریم نے بنی اسرائیل کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا ” وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ“ (عالمی زمانهم) (پارہ ۱ سورۂ بقرہ ع ۵ آیت ۴۷)

ترجمہ:۔ اور یہ کہ اس سارے زمانے پر تمہیں بڑائی دی۔ یہاں ” اَلْعٰلَمِیْنَ“ استغراق حقیقی نہیں جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اس کی تفسیر ” عالمی زمانهم“ سے کی ہے، مراد یہ ہے کہ میں نے تمہارے آبا کو ان کے زمانے والوں پر فضیلت دی یا فضل جزئی مراد ہے جو اور کسی امت کی فضیلت کا نافی نہیں ہوسکتا، اسی لیے امت محمدیہ کے حق میں ارشاد ہوا ” کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ“ (روح البیان وجمل وغیرہ) اور طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن اور دارقطنی وابن النجار امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے راوی حضور امام النبیین ﷺ فرماتے ہیں ”اَلْجَنَّةُ حُرِّمَتْ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ حَتّٰی اَدْخُلَهَا وَحُرِّمَتْ عَلَی الْاُمَمِ حَتّٰی تَدْخُلَهَا اُمَّتِیْ“ یعنی جنت پیغمبروں پر حرام ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہوں اور امتوں پر حرام ہے جب تک میری امت نہ داخل ہو۔ (تجلی الیقین صفحہ ۶۶)

اسی ارشاد پاک کی ہمارے امام اہل سنت نے یوں ترجمانی فرمائی ؎

جائیں نہ جب تک غلام خلد ہے سب پر حرام   مِلک تو ہے آپ کا تم پہ کروروں درود

اور شفاعت کبریٰ آپ کو مرحمت ہوئی، قرب خاص معراج آپ کو ملا، علمی وعملی کمالات میں

آپ کو سب سے اعلیٰ کیا اور اس کے علاوہ آپ کو بے انتہا خصائص عطا فرمایا۔ (مدارک، جمل، خازن، بیضاوی وغیرہ)

تذکرۂ امام النبیین کی بلندی

رب کریم جل جلالہٗ نے مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے بلندی درجات کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ”وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ“ (پارہ ۳۰ سورۂ الم نشرح ع ۱/ آیت ۴)
ترجمہ:۔ اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کیا۔

آپ کا ذکر کیسے بلند فرمایا گیا

درمنثور میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی روایت ہے کہ فخر دوعالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ”اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ تَدْرِیْ کَیْفَ رُفِعَتْ ذِکْرُکَ؟ فَقُلْتُ اَللّٰہُ اَعْلَمُ، قَالَ اِذَاذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیْ“ (درمنثور جلدششم صفحہ ۶۳۴/ فتاویٰ رضویہ جلددھم نصف آخر صفحہ ۱۴۵)

یعنی (حضور ﷺ نے فرمایا) حضرت جبریل امین میرے پاس آئے اور عرض کیا کہ بیشک آپ کا رب فرماتا ہے کہ تمھیں معلوم ہے میں نے تمہارا ذکر کیسے بلند کیا؟ میں نے کہا اللہ زیادہ جانتا ہے (تو اللہ نے) ارشاد فرمایا کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہوگا معلوم ہوا ۔

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام   کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اذان میں، تکبیر میں، تشہد میں، منبروں پر، خطبوں میں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر دنیا و آخرت میں بلند فرمایا ہر خطیب، ہر تشہد پڑھنے والا ” اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ“ کے ساتھ ”وَاَشْھَدُ اَنَّ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ“ پکارتا ہے۔ واضح ہوگیا ۔

اذاں کیا؟ جہاں دیکھو ایمان والو!   پس ذکر حق ذکر ہے مصطفیٰ کا

افضلیت مصطفیٰ ﷺ

مصطفیٰ جان رحمت ﷺ مخلوقات عالم میں سب سے افضل و اعلیٰ ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے ”عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا عَنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَھَا فَلَمْ اَجِدْ رَجُلاً اَفْضَلُ مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ“ (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد اول صفحہ ۵۷/ نسیم الریاض جلد اول صفحہ ۲۰۲/ شرح الشفا جلد اول صفحہ ۲۰۲/ جواہر البحار فی فضائل النبی المختار جلد سوم صفحہ ۸۹/ جواہر البحار جلد چہارم صفحہ ۲۲۴/ انسان العیون جلد اول صفحہ ۲۶/ تجلی الیقین صفحہ ۲۴)

یعنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے تو انھوں نے کہا کہ زمین کے مشرق و مغرب کے ہر طبقے کو الٹ الٹ کے چھان ڈالا مگر محمد ﷺ سے افضل کسی آدمی کو بھی نہیں پایا۔ سبحان اللہ! اسی کی ترجمانی فرمائی امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کہ ۔

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا
تجھے حمد ہے خدایا

اور حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا حدیث پاک کی یوں ترجمانی فرمائی ہے ۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام   بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

مذکورہ بالا شواہد سے واضح ہوگیا کہ نبی کریم ﷺ جمیع مخلوقات میں اللہ جل شانہٗ کے نزدیک سب سے افضل و اعلیٰ ہیں، یہی عقیدہ زمانہ رسالت سے لے کر اب تک جملہ محدثین ومفسرین اہل سنت وجماعت کا ہے۔

اسی حقیقت کا اظہار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کیا ہے۔

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور — تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

اور فرماتے ہیں ۔

اللہ کی سرتابہ قدم شان ہیں یہ — ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں وہ

حقیقت مصطفیٰ ﷺ

چنانچہ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے مقام و مرتبے کا احاطہ طاقت بشری سے باہر ہے کیوں کہ آپ کی حقیقت آپ کے رب کے علاوہ کوئی نہیں جانتا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے، نبی رحمت ﷺ نے خلیفۂ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا ''یَا اَبَابَکْرٍ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرُ رَبِّیْ'' (مطالع المسرات صفحہ ۱۲۹)

یعنی اے ابوبکر! اس ذات اقدس کی قسم جس نے مجھے دین حق کے ساتھ بھیجا میرے رب کے سوا میری حقیقت کو کسی نے نہیں پہچانا۔

قرآن و حدیث نے ہمیں یہ عقیدہ دیا کہ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی شان اتنی بلند و بالا ہے کہ آپ کی حقیقت کو آپ کے رب کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور آپ اولین و آخرین میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت و کرامت والے ہیں مگر اس کے برخلاف تبلیغی جماعت اور اہل حدیث غیر مقلدین کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب ''تقویۃ الایمان'' کے صفحہ ۴۳/ پر یہ تحریر کیا ہے۔

''یقین جانو کہ ہر شخص خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان ہو یا مقرب فرشتہ اس کی حیثیت شان الوہیت کے مقابلے پر ایک چمار کی حیثیت سے بھی زیادہ ذلیل ہے''۔ (معاذ اللہ)

لمحۂ فکریہ

مذکورہ بالا عبارت میں ''بڑے سے بڑا انسان'' اور ''مقرب فرشتہ'' پر جب آپ غور

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

کریں گے تو نتیجہ یہی سامنے آئے گا کہ ''انسانوں میں سب سے بڑے انسان امام الانبیا محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور ''مقرب فرشتہ'' میں سید الملائکہ حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام ہیں۔ اب آپ خود فیصلہ کرو کہ کیا ایسا عقیدہ رکھنے والے مسلمان ہو سکتے ہیں؟

جب کہ اللہ عزوجل نے ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو منافق قرار دیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے ''وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَایَعْلَمُوْنَ'' (پارہ ۲۸/سورۂ منافقون ع ۱/آیت ۸)

ترجمہ:۔ اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں

رب کریم ایسے گندے عقیدے سے مسلمانوں کو محفوظ و مامون رکھے۔ (آمین)

اور ارشاد ہوا ''مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا'' (پارہ ۲۲ سورۂ احزاب ع۵/ آیت ۴۰)

ترجمہ:۔ محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

الانتباہ:۔ خیال رہے کہ حضرت قاسم و طیب و طاہر اور ابراہیم حضور ﷺ کے فرزند تھے مگر وہ اس عمر کو نہ پہونچے کہ انھیں مرد کہا جائے، انھوں نے بچپن میں وفات پائی اور سب رسول ناصح شفیق اور واجب التوقیر و لازم الطاعۃ ہونے کے لحاظ سے اپنی امت کے باپ کہلاتے ہیں بلکہ ان کے حقوق حقیقی باپ کے حقوق سے بہت زیادہ ہیں لیکن اس سے امت حقیقی اولاد نہیں ہو جاتی اور حقیقی اولاد کے تمام احکام وراثت وغیرہ اس کے لیے ثابت نہیں ہوتے۔ (کنزالایمان)

نبی جان مومن کا مالک ہے

نبی درحقیقت جان مومن کا مالک ہوا کرتا ہے جیسا کہ رب کریم نے ارشاد فرمایا ''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ'' (پارہ ۲۱ سورۂ احزاب ع ۱/آیت ۶)

ترجمہ:۔ یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے (دنیا اور دین کے تمام امور میں اور نبی کا حکم ان پر نافذ اور نبی کی طاعت واجب ہے اور نبی کے حکم کے مقابل نفس کی خواہش واجب الترک یا یہ معنیٰ ہیں کہ نبی مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ رافت ورحمت اور لطف وکرم فرماتے ہیں اور نافع تر ہیں۔ بخاری ومسلم کی حدیث ہے کہ حضور سید عالم ♏ نے فرمایا ہر مومن کے لیے دنیا وآخرت میں سب سے زیادہ اولیٰ ہوں اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو" اَلنَّبِیُّ اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ "

خاتم کا معنیٰ

اور "خَاتَمَ النَّبِیّنَ " میں "خَاتِمْ " کی تا مکسور ہو تو اس کا معنیٰ ہے وہ نبی جو تمام انبیا کو ختم کرنے اور سب سے آخر میں تشریف لانے والے ہیں اور اگر تا مفتوح ہو تو مہر لگانے والے۔ لہٰذا نہ تو آپ کے بعد کوئی نیا نبی ہوگا اور نہ ہی آپ کے ساتھ۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَخَاتَمَ النَّبِیّنَ " ہے اور سب نبیوں میں پچھلے یعنی آخر الانبیا کہ نبوت آپ پر ختم ہوگئی ہے، آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتیٰ کہ جب حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف نماز پڑھیں گے، حضور ♏ کا آخر الانبیا ہونا قطعی ہے، نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث تو حد تواتر تک پہونچتی ہیں، ان سب سے ثابت ہے کہ حضور ♏ سب سے پچھلے نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور ♏ کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔ (کنز الایمان)

ارشاد رحمت عالم

علاوہ ازیں خود رحمت عالم ♏ نے ارشاد فرمایا "اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّنَ لاَ نَبِیَّ بَعْدِیْ "ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ (ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۴۵/باب ماجاء لاتقوم الساعۃ حتی یخرج

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

کذابون)

ترجمہ:۔ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں، یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری شریف میں یوں ارشاد رحمت عالم ♏ موجود ہے "لاَ نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنَ خُلَفَآءُ" (بخاری پارہ ۱۳/ جلد اول صفحہ ۴۹۱/باب ماذکر عن بنی اسرائیل)

ترجمہ:۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ خلفا ہوں گے۔

اور مسلم شریف میں یوں ارشاد رحمت عالم ♏ موجود ہے "اُرْسِلْتُ اِلیٰ الْخَلائِقِ کَافَّۃً" (یعنی میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔

اور ارشاد ہوا "خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ " مجھ پر آمد انبیاء کا سلسلہ ختم کیا گیا۔

آخری نبی

مذکورہ بالا قرآن واحادیث کے حوالوں سے واضح ہوگیا کہ ہمارے نبی ♏ آخری نبی ہیں، آپ پر نبوت ختم کی گئی، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی آسکتا ہے تو وہ یقیناً منکر اور کافر خارج از اسلام ہے کیوں کہ آپ کا آخری نبی ہونا ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین کا صراحۃ انکار بالاجماع کفر ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب "الاشباہ والنظائر" میں ہے "اِذْلَمْ یَعْرِفْ اَنَّ مُحَمَّداً اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ فَلَیْسَ بِمُسْلِمٍ لِاَنَّہٗ مِنَ الضَّرُوْرِیَاتِ " (الاشباہ والنظائر جلد ۲ صفحہ ۹۱/فتاویٰ ہندیہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۳)

یعنی اگر محمد مصطفیٰ ♏ کو آخری نبی نہ مانے تو مسلمان نہیں اس لیے کہ حضور ♏ کو آخری نبی ماننا ضروریات دین سے ہے۔

اہل سنت کا عقیدہ

یہی اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے چنانچہ امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

''حضور پُرنور خاتم النبین سید المرسلین (صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ وعلیہم اجمعین) کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء ومرسلن بلاتاویل وتخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک وشبہ کو بھی راہ دے کافر مرتد وملعون ہے''۔(فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ ۵۷)

بانی دارالعلوم دیوبند کا عقیدہ

مگر اس کے برخلاف دارالعلوم دیوبند کے بانی تبلیغی جماعت کے ذمہ دار مولوی قاسم نانوتوی اپنی کتاب ''تحذیرالناس'' کے صفحہ ۱۴/ پر یوں رقمطراز ہیں:

''اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے''۔

اسی کتاب کے صفحہ ۲۵/ پر لکھتے ہیں'' بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔

صفحہ ۳/ پر لکھتے ہیں'' خاتم النبین کا معنیٰ آخری نبی ہونا یہ عوام اور ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے''۔(معاذ اللہ)

خاتم النبین کا معنیٰ

خیال رہے کہ نبی کریم ♏ سے لے کر صحابہ وتابعین اور ائمہ محدثین اہلسنت وجماعت اور پوری امت مرحومہ نے'' خاتم النبین'' کا معنی آخری نبی مانا اور سمجھا کیوں کہ اللہ ورسول نے یہی ارشاد فرمایا جیسا کہ ماسبق میں تحریر کیا جاچکا ہے مگر مولوی قاسم نانوتوی اس کا معنیٰ عوام اور ناسمجھ لوگوں کا خیال بتاتے ہیں'' ذرا سوچو! اور کوئی تو بولو میاں منھ میں زباں ہے کہ نہیں؟

اس طرح انھوں نے تمام صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمۂ کرام حتی کہ حضور اقدس ♏ کو عوام اور ناسمجھ لوگوں میں داخل کردیا، اس سے بڑی گستاخی اور کھلا ہوا کفر اور کیا ہوسکتا ہے؟ معاذ اللہ ثم صد بار معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ ایسے گندے عقیدے اور ایسے لوگوں سے تمام

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین

بعثت افضل الانبیا کی دعا و بشارت

تعمیر کعبہ معظّمہ کی عظیم خدمت بجالانے اور توبہ واستغفار کرنے کے بعد حضرت سیدنا ابراہیم وحضرت سیدنا اسمٰعیل علیہما السلام نے سید الانبیاء ♏ کے لیے یہ دعا کی یارب اپنے محبوب نبی آخرالزماں ♏ کو ہماری نسل میں ظاہر فرما؟ اور یہ شرف ہمیں عنایت کر۔

چنانچہ یہ مبارک دعا قبول ہوئی اور ان دونوں حضرات کی نسل پاک میں حضور ♏ کے سوا کوئی نبی نہیں ہوا، اولاد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام میں باقی انبیا حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کی نسل سے ہیں، حضرت سیدنا ابراہیم وسیدنا اسمٰعیل علیہما السلام کی مانگی ہوئی پیاری دعا کو رب کریم جل جلالہٗ نے یوں بیان فرمایا ہے''رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلاً مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ وَيُزَکِّيۡهِمۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَکِيۡمُ''(پارہ ۱ سورۂ بقرہ ع ۱۵/ آیت ۱۲۹)

ترجمہ:۔اے رب ہمارے بھیج ان میں (یعنی حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی ذریت میں) ایک رسول انھیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انھیں تیری کتاب (قرآن) اور پختہ علم سکھائے اور انھیں خوب ستھرا فرمادے، بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

اور افضل الانبیا کے تشریف آوری کی بشارت حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے یوں دی جسے رب کریم جل جلالہٗ نے بیان فرمایا''وَمُبَشِّراً بِرَسُوۡلٍ يَّاۡتِیۡ مِنۡ بَعۡدِی اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ''(پارہ ۲۸/ سورۂ صف ع ۱/ آیت ۶)

ترجمہ:۔اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

امام الانبیا کا مذکورہ دعا و بشارت کی تائید فرمانا

چنانچہ امام النبین (صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہٗ علیہ وعلیہم اجمعین) نے اس مانگی ہوئی دعائے

ابراہیمی وبشارت عیسیٰ علیہما السلام کی تائید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "اَنَا دَعْوَۃُ اَبِیْ اِبْرَاھِیْمَ وَ بُشْریٰ اَخِیْ عِیْسیٰ وَرَأَتْ اُمِّیْ حِیْنَ حَمَلَتْ بِیْ اَنَّہٗ خَرَجَ مِنْھَا نُوْراً اَضَآءَ لَھَا قُصُوْرَ الشَّامِ" (سیرۃ ابن ھشام ج ۱ ص ۱۶۶)

ترجمہ:۔ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور اپنے بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں، جب میں شکم مادر میں تھا تو میری ماں نے دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے۔ ہمارے مرشد برحق سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے جس کی یوں ترجمانی فرمائی ے

وہ آئے آنے کی جن کے خبر تھی مدت سے دعا خلیل کی عیسیٰ کی جو بشارت تھے

بعثت افضل الانبیا عظیم نعمت الٰہیہ ہے

منت:۔ نعمت عظمیہ کو کہتے ہیں اور بے شک حضور سید عالم ﷺ کی بعثت نعمت عظیمہ ہے کیوں کہ خلق کی پیدائش جہل وعدم درایت وقلت فہم اور نقصان عقل پر ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضور رحمت عالم ﷺ کو ان میں مبعوث فرما کر انھیں گمراہی سے رہائی دی اور حضور ﷺ کی بدولت انھیں بینائی عطا فرما کر جہل سے نکالا اور آپ کے صدقہ میں راہ راست کی ہدایت فرمائی اور آپ کے طفیل میں بے شمار نعمتیں عطا کیں اسی لیے رب ذوالجلال والاکرام نے مسلمانوں پر احسان جتاتے ہوئے ارشاد فرمایا "لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ آیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ" (پارہ ۴ سورۂ اٰل عمران ع ۱۷/آیت ۱۶۴)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے (کہ حق وباطل، نیک وبد میں امتیاز نہ رکھتے تھے اور جہل ونابینائی میں مبتلا تھے)............معلوم ہوا ے

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

اسلامی روایات پر انوار کی تابش ہے ذکر شہ دیں میں ایمان کی خوشبو

اعلیٰ حضرت پکار اٹھے

مذکورہ بالا ارشادات خدا ورسول (جل جلالہٗ ﷺ) اور عقیدۂ صحابہ وجملہ محبین بارگاہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عمدہ روش وطریقۂ حقہ کو دیکھ کر امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پکار اٹھے ے

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

کلمات دعائیہ

دعا ہے کہ رب کریم ہم جمیع احباب اہلسنت کو اپنے پیارے نبی کے پیارے حالات سے بھرپور مستفیض ومستنیر فرمائے (آمین) اور ے

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف وعطا ہے تجھی پہ بھروسہ تجھی سے دعا
ہمیں جلوۂ پاک رسول دکھا تجھے اپنے ہی عزّ وعلا کی قسم

اٰمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَوٰاتُ اللّٰہِ تَعَالیٰ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَابْنِہِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِی مُحِیِّ الدِّیْن وَاَوْلِیَاءِ مِلَّتِہٖ وَشُھَدَاءِ مَحَبَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِہٖ وَصُلَحَاءِ مِلَّتِہٖ اَجْمَعِیْن

خاک بوس نعلین مصطفیٰ محمد حبیب الرحمٰن رضوی

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیۡبِہِ الۡکَرِیۡم

پہلا باب

امام النبین (صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہم)

کا نسب پاک

بخاری شریف جلداول باب معث النبی ﷺ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کا نسب پاک والدگرامی کی طرف سے اس طرح ہے۔حضرت محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔(بخاری جلداول پارہ ۱۵؍صفحہ ۵۴۳)

حضور کا شجرہ نسب والدہ ماجدہ کی طرف سے یوں ہے۔حضرت محمد ﷺ بن آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔

حضور نبی کریم ﷺ کے والدین کا نسب شریف،،کلاب بن مرہ،،پر جاملتا ہے اور آگے چل کر دونوں سلسلے ایک ہوجاتے ہیں،،عدنان،،تک آپ کا نسب شریف صحیح سندوں کے ساتھ باتفاق مورخین ثابت ہے۔علاوہ ازیں حضور نبی کریم ﷺ جب بھی اپنا نسب پاک بیان فرماتے تو،،عدنان،،ہی تک ذکر فرمایا کرتے۔(کرمانی بحوالہ حاشیہ بخاری ج ا صفحہ ۵۴۳)

’’عدنان‘‘حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اس پر جملہ مؤرخین کا اتفاق ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

خاندانی عظمت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندانی شرافت کا تو یہ حال ہے کہ کفار مکہ بھی آپ کے جانی دشمن ہونے کے باوجود آپ کی خاندانی عظمت وشرافت کا اظہار کرتے جیسا کہ بادشاہ روم ہرقل کے دربار میں حضرت ابوسفیان جب وہ حالت کفر میں تھے اس حقیقت کا اظہار یوں کیا کہ ’’ھُوَ فِیۡنَا ذُوۡ نَسَبٍ‘‘ یعنی نبی کریم ﷺ عالی خاندان ہیں،اس کے بعد ہرقل نے اپنے درباریوں واہل قریش کے روبرو حضور امام النبین ﷺ سے متعلق حضرت ابوسفیان سے بہت سے سوالات کیے،شافی جواب پاکر ایک جاندار تبصرہ کیا جسے امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف بدء الوحی صفحہ ۴؍پر تفصیلاً تحریر فرمایا ہے چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کے پیارے حالات کو سن کر کہہ اٹھا’’ فَاِنۡ کَانَ مَاتَقُوۡلُ حَقًّا(فَاِنَّہٗ نَبِیٌّ) اگر تمہاری باتیں سچی ہیں تو وہ بلاشبہ نبی ہیں اور بہت ساری نیازمندانہ باتیں کہتے ہوئے ہرقل نے کہا ’’ وَلَوۡ کُنۡتُ عِنۡدَہٗ لَغَسَلۡتُ عَنۡ قَدَمَیۡہِ‘‘

ترجمہ:۔کاش میں ان کے پاس ہوتا تو میں ان کے پاؤں دھوتا رہتا۔(بخاری شریف جلداول پارہ ا کتاب الوحی صفحہ ۴)

صاحب نزہۃ القاری شرح بخاری جلداول صفحہ ۲۳۱؍پر رقمطراز ہیں’’غالباً روم کے بادشاہ کا قیصر کہلانا ہرقل ہی سے شروع ہوا ہے۔

تعظیم وتوہین کے اثرات

جب حضور اقدس ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ قیصر(ہرقل)نے کوئی گستاخی نہیں کی،والا نامہ کی تعظیم وتوقیر کی تو فرمایا اس نے اپنا ملک بچالیا،اسی کا نتیجہ تھا کہ اس کی نسل میں صدہا سال حکومت باقی رہی اور ایران کے مغرور خسرو پرویز نے والا نامہ پھاڑ کر پھینک دیا اور گستاخی کی تو(حضور ﷺ نے فرمایا)’’مَزَّقَ اللّٰہُ مُلۡکَہٗ‘‘ اللہ اس کے ملک کو برباد فرمادے۔نتیجہ یہ نکلا کہ عہد فاروقی میں کسریٰ کا پورا کا پورا ملک اسلام کے تحت آگیا اور عہد عثمانی میں خاندان کسریٰ کا اخیر تاجدار’’یزدجر‘‘مارڈالا گیا۔

غضب سے ان کے خدا بچائے جلال باری عتاب میں ہے

(نزہۃ القاری شرح بخاری باب بدء الوحی صفحہ ۲۲۲/۲۲۱)

مسلم شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ''کنانہ'' کو برگزیدہ بنایا اور ''کنانہ'' میں سے ''قریش'' کو منتخب فرمایا اور ''قریش'' میں سے بنی ہاشم کو چنا اور ''بنی ہاشم'' میں سے مجھ کو چن لیا (مشکوٰۃ فضائل سید المرسلین) ثابت ہوا ؎

لَهُ النَّسَبُ الْحَالِيْ فَلَيْسَ كَمِثْلِهِ   حَسِيْبٌ نَسِيْبٌ مُنْعَمٌ مُتَكَرَّمٌ

آپ کا خاندان اس قدر باعظمت ہے کہ کوئی بھی حسب ونسب والا اور نعمت و بزرگی والا آپ کے مثل نہیں ہے۔

قریش

امام النبیین ﷺ کے خاندان نبوت میں ''فہر بن مالک'' بھی ہیں ان کا لقب ''قریش'' ہے اور ان کی اولاد قریشی یا قرشی کہلاتی ہے۔

وجہ تسمیہ

فہر بن مالک قریش اس لیے کہلاتے ہیں کہ ''قریش'' ایک سمندری جانور کا نام ہے جو بہت ہی طاقتور ہوتا ہے اور سمندری جانوروں کو کھا ڈالتا ہے یہ تمام جانوروں پر ہمیشہ غالب ہی رہتا ہے چونکہ ''فہر بن مالک'' اپنی شجاعت کی وجہ سے تمام قبائل عرب پر غالب تھے اس لیے تمام اہل عرب ان کو ''قریش'' کے لقب سے پکارنے لگے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ''سمرخ بن عمرو حمیری'' کا یہ شعر بہت مشہور ہے ؎

وَقُرَيْشٌ هِيَ الَّتِيْ تَسْكُنُ الْبَحْرَ   بِهَا سُمِّيَتْ قُرَيْشٌ قُرَيْشًا

یعنی ''قریش'' ایک جانور ہے جو سمندر میں رہتا ہے اسی کے نام پر قبیلہ قریش کا نام ''قریش'' رکھ دیا گیا۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۷۶ بحوالۂ سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۳)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

قریشی

حضور نبی کریم ﷺ کے ماں باپ دونوں کا سلسلۂ نسب ''فہر بن مالک'' سے ملتا ہے اس لیے حضور نبی کریم ﷺ ماں باپ دونوں کی طرف سے قریشی ہیں۔

ہاشم

چوں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پردادا ''ہاشم'' ان کا اصلی نام ''عمرو'' تھا انتہائی بہادر بیحد سخی اور اعلیٰ درجے کے مہمان نواز تھے۔ ایک سال عرب میں سخت قحط پڑ گیا لوگ دانے دانے کے محتاج ہو گیے تو یہ ملک شام سے خشک روٹیاں خرید کر حج کے دنوں میں مکہ مکرمہ پہونچے اور روٹیوں کا چورہ کر کے اونٹ کے گوشت کے شوربے میں ثرید بنا کر تمام حاجیوں کو خوب پیٹ بھر کھلایا، اس دن سے لوگ ان کو ''ہاشم'' روٹیوں کو چورہ کرنے والا کہنے لگے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۸ بحوالۂ سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۴)

متولی کعبہ

چونکہ ہاشم ''عبد مناف'' کے تمام لڑکوں میں بڑے اور باصلاحیت تھے اس لیے عبد مناف کے بعد کعبہ کے متولی ہوئے جب سن شعور کو پہونچے تو ان کی شادی مدینہ میں قبیلۂ خزرج کے ایک سردار ''عمرو کی صاحبزادی سلمٰی سے ہوئی اور ان کے صاحبزادے ''عبد المطلب'' مدینہ ہی میں پیدا ہوئے۔ چونکہ ہاشم پچیس سال کی عمر پا کر ملک شام کے راستے میں بمقام ''غزہ'' انتقال کر گئے اس لئے عبد المطلب مدینہ میں ہی اپنے نانا کے گھر پلے بڑھے جب سات یا آٹھ سال کے ہو گئے تو مکہ آ کر اپنے خاندان والوں کے ساتھ رہنے لگے۔ (سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۴)

عبد المطلب

حضور نبی کریم ﷺ کے دادا ''عبد المطلب'' کا اصلی نام ''شیبہ'' تھا۔ یہ بڑے ہی نیک نفس عابد و زاہد تھے ''غار حرا'' میں کھانا پانی ساتھ لیکر جاتے اور کئی کئی دنوں تک لگا تار عبادت خدا میں مصروف

رہتے ۔رمضان شریف کے مہینے میں اکثر ''غار حرا'' میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔رسول کریم ﷺ کا نور نبوت ان کی پیشانی میں چمکتا تھا اور ان کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اہل عرب خصوصاً قریش کو ان سے بڑی عقیدت تھی۔مکہ پر جب کوئی مصیبت آتی یا قحط پڑ جاتا تو لوگ عبدالمطلب کو ساتھ لے کر پہاڑ پر چڑھ جاتے اور بارگاہ خداوندی میں ان کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتے تھے تو دعا مقبول ہو جاتی تھی ۔ یہ لڑکیوں کو زندہ در گور کرنے سے بڑی سختی سے روکتے تھے اور چور کا ہاتھ کاٹ ڈالتے تھے۔اپنے دسترخوان سے پرندوں کو کھلایا کرتے تھے۔اس لئے ان کا لقب '' مطعم الطیر '' (پرندوں کو کھلانے والا) ہے۔شراب اور زنا کو حرام جانتے تھے اور عقیدہ کے لحاظ سے ''موَحد'' تھے ۔زمزم شریف کا کنواں جو بالکل پٹ گیا تھا آپ ہی نے اسے نئے سرے سے کھدوا کر درست کیا۔ اور لوگوں کو آب زمزم سے سیراب کیا۔آپ بھی کعبہ کے متولی اور سجادہ نشین ہوئے۔اصحاب فیل کا واقعہ آپ ہی کے وقت میں پیش آیا،ایک سو بیس برس کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی ۔(زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ۷۲،بحوالۂ سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۵)

اصحاب فیل

حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش سے صرف پچپن دن پہلے یمن کا بادشاہ ''ابرہہ'' ہاتھیوں کی فوج لیکر کعبہ ڈھانے کے لئے حملہ آور ہوا تھا ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ''ابرہہ'' نے یمن کے دارالسلطنت ''صنعاء'' میں ایک بہت ہی شاندار اور عالیشان ''گرجا گھر'' بنایا اس کی کوشش یہ تھی کہ اہل عرب بجائے خانۂ کعبہ کے یمن آکر اس گرجا گھر کا حج کیا کریں۔اہل مکہ کو جب معلوم ہوا تو قبیلۂ ''کنانہ'' کا ایک شخص غیظ وغضب میں آکر وہاں کے گرجا گھر میں جا کر بول و براز کر دیا، جب ابرہہ نے یہ بات سنی تو وہ طیش میں آپے سے باہر ہو گیا اور خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے ہاتھیوں کی فوج لیکر مکہ پر حملہ کر دیا اور اسکی فوج کے اگلے دستہ نے مکہ والوں کے تمام اونٹوں اور دوسرے مویشیوں کو چھین لیا اس میں دو یا چار اونٹ عبدالمطلب کے بھی تھے۔

(زرقانی جلد اول صفحہ ۸۵ سیرۃ المطفیٰ صفحہ ۴۵)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

عبدالمطلب کو اس واقعے سے بڑا رنج پہونچا۔چنانچہ اس معاملہ میں گفتگو کرنے کے لئے ابرہہ کے لشکر میں تشریف لے گئے ۔جب ابرہہ کو معلوم ہوا کہ قریش کا سردار اس سے ملاقات کرنے کے لئے آیا ہے تو اس نے آپ کو اپنے خیمے میں بلایا۔جب عبدالمطلب کو دیکھا کہ ایک بلند قامت رعب دار نہایت ہی حسین وجمیل جن کی پیشانی پر نور نبوت کا جاہ وجلال چمک رہا ہے تو صورت دیکھتے ہی ابرہہ مرعوب ہو گیا اور بے اختیار تخت شاہی سے اتر کر آپ کی تعظیم وتکریم کے لئے کھڑا ہو گیا اور اپنے برابر بٹھا کر دریافت کیا کہ فرمایئے تشریف آوری کا کیا مقصد ہے؟ عبدالمطلب نے جواب دیا کہ ہمارے اونٹ اور بکریاں وغیرہ جو آپ کے لشکری ہانک لائے ہیں انھیں ہمارے سپرد کر دیجئے ۔ یہ سنکر ابرہہ نے کہا اے سردار قریش! میں تو یہ سمجھتا تھا کہ آپ بہت ہی حوصلہ مند اور شاندار آدمی ہیں ۔مگر آپ نے مجھے اپنے اونٹوں کا سوال کر کے میری نظروں میں اپنا وقار کم کر دیا۔اونٹ اور بکری کی حقیقت ہی کیا ہے؟ میں تو آپ کے کعبہ کو برباد کرنے آیا ہوں آپ نے اس کے بارے میں کوئی گفتگو ہی نہیں کی؟

عبدالمطلب نے فرمایا کہ مجھے تو اپنے اونٹوں سے مطلب ہے کعبہ میرا گھر نہیں بلکہ وہ خدا کا گھر ہے وہ خود اپنے گھر کو بچالے گا یہ سن کر ابرہہ اپنے فرعونی لہجے میں کہنے لگا کہ اے سردار مکہ! سن میں روئے زمین سے کعبہ کا نام ونشان مٹا دوں گا۔کیونکہ اہل عرب نے میرے گرجا گھر کی بڑی بے حرمتی کی ہے۔اس لیے انتقاماً کعبہ کو مسمار کر دینا ضروری سمجھتا ہوں......عبدالمطلب نے فرمایا کہ پھر آپ جانیں اور خدا جانے اس گفتگو کے بعد ابرہہ نے تمام جانوروں کو واپس کر دینے کا حکم دے دیا۔عبدالمطلب تمام اونٹوں اور بکریوں کو لیکر واپس آئے اور اہل مکہ سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اپنے مال مویشیوں کو لیکر باہر نکل جاؤ اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر اور دروں میں چھپ کر پناہ لو اور خود اپنے خاندان کے چند لوگوں کو لیکر خانہ کعبہ میں گئے۔اور دروازہ کا حلقہ پکڑ کر انتہائی بے قراری اور گریہ وزاری سے دربار باری تعالیٰ میں اس طرح دعا مانگنے لگے

لَاهُمَّ اِنَّ الْمَرْءَ یَمْنَعُ رَحْلَهٗ فَامْنَعْ رِحَالَکَ
وَانْصُرْ عَلٰی اٰلِ الصَّلِیْبِ وَ عَابِدِیْهِ الْیَوْمَ اٰلَکَ

اے اللہ! بیشک ہر شخص اپنے اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے۔لہذا تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما اور صلیب والوں اور صلیب کے پجاریوں (عیسائیوں) کے مقابلہ میں اپنے اطاعت شعاروں کی مدد فرما۔عبدالمطلب نے یہ دعا مانگی اور اپنے خاندان والوں کو ساتھ لے کر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے اور قدرت خدا کا جلوہ دیکھنے لگے۔

ابرہہ جب صبح کو کعبہ کو ڈھانے کے لئے اپنے لشکر جرار اور ہاتھیوں کی قطار کے ساتھ آگے بڑھا اور مقام ''محسر'' میں پہونچا تو خود اسکا ہاتھی جس کا نام ''محمود'' تھا ایک دم بیٹھ گیا۔ہر چند مارا اور بار بار للکارا مگر ہاتھی نہیں اٹھا۔اسی اثنا میں قہر الٰہی ابابیلوں کی شکل میں نمودار ہوا اور ننھے ننھے پرندے جھنڈ کے جھنڈ جن کی چونچ اور پنجوں میں تین تین کنکریاں تھیں،سمندر کی طرف سے حرم کعبہ کی طرف آنے لگے،ابابیلوں کے لشکروں نے ابرہہ کی فوجوں پر اس زور وشور سے سنگ باری کی کہ آن واحد میں ابرہہ کے لشکر اور ہاتھیوں کے پرخچے اڑ گئے،ابابیلوں کی سنگ باری خدائے قہار و جبار کے قہر و غضب کی ایسی مار تھی کہ جب کوئی کنکری کسی فیل سوار کے سر پر پڑتی تو وہ اس آدمی کے بدن کو چھیدتی ہوئی ہاتھی کے بدن سے پار ہو جاتی تھی۔ابرہہ کی فوج کا ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچ پایا اور سب کے سب ابرہہ اور اس کے ہاتھیوں سمیت اس طرح ہلاک و برباد ہو گئے کہ ان کے جسموں کی بوٹیاں ٹکڑے ٹکرے ہو کر زمین پر بکھر گئیں۔چنانچہ قرآن پاک کی ''سورۂ فیل'' میں خدائے پاک نے اس واقعے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاكُوْلٍ (پارہ ۳۰ سورۂ فیل)

یعنی اے محبوب کیا آپ نے نہ دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کا کیا حال کر ڈالا؟ کیا ان کے داؤں کو تباہی میں نہ ڈالا؟ اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں بھیجیں تا کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے ماریں تو انہیں چبائے ہوئے بھوسا جیسا بنا ڈالا۔

جب ابرہہ اور اس کے لشکروں کا یہ انجام ہوا تو عبدالمطلب پہاڑ سے نیچے اترے اور خدا کا

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

شکر ادا کیا،ان کی اس کرامت کا دور دور تک چرچا ہو گیا اور تمام اہل عرب ان کو خدا رسیدہ بزرگ کی حیثیت سے قابل احترام سمجھنے لگے۔

حضرت عبداللہ

یہ ہمارے حضور رحمت عالم ﷺ کے والد ماجد ہیں یہ عبدالمطلب کے تمام بیٹوں میں سب سے زیادہ باپ کے لاڈلے اور پیارے بیٹے تھے۔چونکہ ان کی پیشانی میں نور محمدی اپنی شان وشوکت کے ساتھ جلوہ گر تھا اس لئے حسن وخوبی کے پیکر اور جمال صورت وکمال سیرت کے آئینہ دار تھے اور عفت و پارسائی میں یکتائے روزگار تھے۔قبیلۂ قریش کی تمام حسین عورتیں ان کے حسن و جمال پر فریفتہ اور ان سے شادی کی خواست گار تھیں مگر عبدالمطلب ان کے لئے ایک ایسی عورت کی تلاش میں تھے جو حسن و جمال کے ساتھ ساتھ حسب ونسب کی شرافت اور عفت و پارسائی میں بھی ممتاز ہو۔عجیب اتفاق کہ ایک دن حضرت عبداللہ شکار کے لئے جنگل میں تشریف لے گئے ملک شام کے یہودی چند علامتوں سے پہچان گئے کہ نبی آخر الزماں کے والد ماجد یہی ہیں۔چنانچہ ان یہودیوں نے حضرت عبداللہ کو بارہا قتل کر ڈالنے کی کوشش کی۔اس مرتبہ بھی یہودیوں کی ایک بہت بڑی جماعت مسلح ہو کر اس نیت سے جنگل میں گئی کہ عبداللہ کو تنہائی میں دھوکہ سے قتل کر دیا جائے مگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت نے اس مرتبہ بھی اپنے فضل وکرم سے بچا لیا۔ناگہاں عالم غیب سے چند ایسے سوار نمودار ہوئے جو اس دنیا کے لوگوں سے کوئی مشابہت ہی نہیں رکھتے تھے۔ان سواروں نے آ کر یہودیوں کو مار بھگایا اور عبداللہ کو بحفاظت ان کے مکان تک پہونچا دیا ''وہب بن عبد مناف'' بھی اس دن جنگل میں تھے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھا۔اس لئے ان کو عبداللہ سے بے انتہا محبت وعقیدت پیدا ہو گئی اور گھر آ کر یہ عزم کر لیا کہ میں اپنی نور نظر ''آمنہ'' کی شادی عبداللہ سے کرونگا۔چنانچہ اپنی اس دلی تمنا کو اپنے کچھ دوستوں کے ذریعہ انہوں نے عبدالمطلب تک پہونچا دیا۔خدا کی شان کہ عبدالمطلب اپنے نور نظر عبداللہ کے لئے جیسی دلہن کی تلاش میں تھے وہ ساری خوبیاں'' حضرت آمنہ'' بنت وہب میں موجود تھیں۔چنانچہ عبدالمطلب نے اس رشتہ کو خوشی خوشی منظور

کرلیا اور چوبیس سال کی عمر میں حضرت عبداللہ کا حضرت بی بی آمنہ سے نکاح ہوگیا۔ اور نور محمدی حضرت عبداللہ سے منتقل ہوکر حضرت آمنہ بی بی کے شکم اطہر میں جلوہ گر ہوگیا اور حمل شریف کو دو مہینے پورے ہوگئے تو عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کو کھجوریں لینے کے لئے مدینہ بھیجا یا تجارت کے لئے ملک شام روانہ کیا۔ وہاں سے واپس لوٹتے ہوئے مدینہ میں اپنے والد کے ننیہال ''بنوعدی بن نجار'' میں ایک ماہ بیمار رہ کر پچیس برس کی عمر میں وفات پا گئے ''دار نابغہ'' میں مدفون ہوئے۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۱۰۱ و مدارج جلد دوم صفحہ ۱۴ و سیرۃ المصطفٰے صفحہ ۴۸/۴۹)

قافلہ والوں نے جب مکہ واپس لوٹ کر عبدالمطلب کو حضرت عبداللہ کی بیماری کا حال سنایا تو انہوں نے خبر گیری کے لئے اپنے سب سے بڑے لڑکے ''حارث'' کو مدینہ بھیجا۔ ان کے مدینہ پہونچنے سے قبل ہی حضرت عبداللہ راہی ملک بقا ہوچکے تھے۔ حارث نے مکہ واپس آکر جب وفات کی خبر سنائی تو سارا گھر ماتم کدہ بن گیا۔ خود حضرت آمنہ نے اپنے مرحوم شوہر کا ایک ایسا پر درد مرثیہ کہا کہ جس کو سنکر آج بھی دل درد سے بھر جاتا ہے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ کی وفات پر فرشتوں نے غمگین ہوکر بڑی حسرت کے ساتھ یہ کہا کہ الٰہی! تیرا نبی یتیم ہوگیا؟ حضرت حق نے فرمایا کیا ہوا؟ میں اس کا حامی و حافظ ہوں۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۴ او سیرۃ المصطفٰی صفحہ ۴۹)

حضرت عبداللہ کا ترکہ ایک لونڈی ''ام ایمن'' جسکا نام ''برکہ'' تھا کچھ اونٹ کچھ بکریاں تھیں۔ یہ سب ترکہ حضور نبی کریم ﷺ کو ملا۔ ''ام ایمن'' بچپن میں حضور اقدس ﷺ کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ کھلاتیں، کپڑا پہناتیں، پرورش کی پوری ضروریات مہیا کرتیں اس لئے حضور اقدس ﷺ تمام عمر ''ام ایمن'' کی دل جوئی فرماتے رہے۔ اپنے محبوب و متبنٰی غلام حضرت زید بن حارثہ سے ان کا نکاح کردیا اور ان کے شکم سے حضرت اسامہ پیدا ہوئے۔ (عامہ کتب سیر و سیرۃ المصطفٰی صفحہ ۴۹/۵۰) نوٹ عاشق نبی حضرت زید بن حارثہ کا پُر خلوص حال راقم الحروف کی کتاب ''تاجدار انبیاء کے لیل و نہار'' میں دیکھیں۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

حضور کے والدین کا ایمان

حضور نبی کریم ﷺ کے آبا و اجداد میں سبھی مومن موحد تھے۔ آپ کے آبا و اجداد میں کوئی بھی کافر و مشرک نہیں تفصیل کے لئے فقیر راقم الحروف کی کتاب ''تذکرۂ خلیل و ذبیح علیہما السلام'' کا مطالعہ فرمائیں اور مزید تفصیل کے لئے امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کا ایک محققانہ رسالہ '' **شمول الاسلام لاباء الکرام**'' مطالعہ فرمائیں جس میں آپ نے نہایت ہی مفصل و مدلل طور پر یہ تحریر فرمایا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ و السلام کے آبا و اجداد موحد و مسلم ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

مرشد برحق شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے جس کی یوں ترجمانی فرمائی ہے ؎

طاہر صلبوں میں ہوتا پاک ارحام میں رہتا ہوا
ہونا چاہا جلوہ نما بطن آمنہ میں آیا

لاَاِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰـہ اٰمَنَّـا بِـرَسُوْلِ اللّٰہِ

(سامان بخشش صفحہ ۳۶)

دوسرا باب: بچپن

ولادت باسعادت: حضور نبی کریم ﷺ کے تاریخ پیدائش میں قول مشہور یہی ہے کہ واقعہ ''اصحاب فیل'' سے پچپن دن کے بعد اور ہجرت مقدسہ سے ترپن (۵۳) برس پہلے ۱۲/ ربیع الاول مطابق ۲۰/ اپریل ۵۷۱ء بروز دوشنبہ مبارکہ صبح کے وقت ولادت باسعادت ہوئی۔ اہل مکہ کا بھی اسی پر عمل درآمد رہا کہ وہ لوگ بارہویں ربیع الاول شریف ہی کو کاشانۂ نبوت کی زیارت کے لئے جاتے اور وہاں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے رہے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۴ او سیرۃ المصطفے صفحہ ۵۹ و تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ ۴۰)

امام النبین احمد مجتبٰی محمد مصطفٰے ﷺ عالم وجود میں رونق افروز ہوئے پاکیزہ بدن، ناف بریدہ

،ختنہ کئے ہوئے ''کَانَ النَّبِیُّ ﷺ قَدْ وُلِدَ مَخْتُوْنًا مَقْطُوْعَ السُّرَّۃِ'' (الشفا ج ۱ ص ۴۲) بیشک نبی کریم ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بُریدہ پیدا ہوئے۔
خوشبو میں بسے ہوئے بحالت سجدہ مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین میں اپنے والد ماجد کے مکان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب جو اس وقت طواف کعبہ میں مشغول تھے یہ خوشخبری سن کر انتہائی خوشی ومسرت کے ساتھ حرم کعبہ سے گھر آئے اور والہانہ جوش محبت میں اپنے پوتے کو کلیجے سے لگایا پھر کعبہ میں لے جا کر خیر وبرکت کی دعا مانگی اور ''محمد'' نام رکھا۔ آپ کے چچا ابولہب کی لونڈی ''ثویبہ'' خوشی میں دوڑتی ہوئی گئی اور ابولہب کو بھتیجا پیدا ہونے کی خوشخبری دی تو اس نے اس خوشی میں شہادت کی انگلی کے اشارے سے ''ثویبہ'' کو آزاد کردیا۔
جس کا ثمرہ ابولہب کو یہ ملا کہ اس کی موت کے بعد اس کے گھر والوں نے اس کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا تو اس نے اپنی انگلی اٹھا کر یہ کہا کہ ''تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد مجھے کچھ (کھانے پینے) کو نہیں ملا بجز اس کے کہ ''ثویبہ'' کو آزاد کرنے کے سبب اس انگلی کے ذریعہ کچھ پانی پلا دیا جاتا ہے۔ **(بخاری جلد دوم باب وامھاتکم اللاتی ارضعنکم)**
اس موقع پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں ''اس جگہ میلاد کرنے والوں کے لئے سند ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کی شب ولادت میں خوشی مناتے ہیں اور اپنا مال خرچ کرتے ہیں مطلب یہ ہیکہ جب ابولہب کو جو کافر تھا اس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا آنحضرت ﷺ کی ولادت پر خوشی منانے اور باندی کو آزاد کرنے پر جزا دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آنحضرت ﷺ کی محبت میں سرشار ہوکر خوشی مناتا ہے اور اپنا مال خرچ کرتا ہے۔

دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمناں نظر داری
یعنی (گلستاں ۱۲)

یہ دربار محمد ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

مولد النبی ﷺ

جس مکان میں نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اسے ''مولد النبی'' (نبی کی پیدائش کی جگہ) کہتے ہیں۔ اس متبرک مقام پر سلاطین اسلام نے بطور یادگار کے بہت ہی شاندار عمارت بنادی تھی جہاں حرمین شریفین کے ساتھ ساتھ تمام دنیا سے آنے والے مسلمان حاضر ہوکر زیارت کرتے محفل میلاد شریف منعقد کرتے صلوۃ وسلام پڑھتے۔ (فیوض الحرمین مصنفہ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ)
جب حجاز پر نجدی حکومت کا تسلط ہوا تو مقابر جنۃ المعلیٰ وجنۃ البقیع کے گنبدوں کے ساتھ ساتھ نجدی حکومت نے اس مقدس یادگار کو بھی توڑ پھوڑ کر مسمار کردیا۔ برسوں یہ مبارک مقام ویران پڑا رہا۔ اب اس مقام پر ایک مختصر سی لائبریری اور ایک چھوٹا سا مکتب ہے، جس کی تاراجی کو دیکھ کر تاجدار اہل سنت نے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا۔

ترے حبیب کا پیارا چمن کیا برباد الٰہی نکلے یہ نجدی بلا مدینے سے
(سامان بخشش صفحہ ۱۶۵)

دودھ پینے کا زمانہ

حضور نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے ابولہب کی لونڈی ''ثویبہ'' کا دودھ نوش فرمایا پھر اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے دودھ سے سیراب ہوتے رہے پھر شرفاء عرب کے دستور وعادت کے مطابق جو اپنے بچوں کو گردونواح دیہاتوں میں بھیج دیا کرتے تاکہ دیہات کی صاف ستھری ہوا میں بچوں کی پرورش ہو اور وہ خالص وفصیح عربی زبان بھی سیکھ جائیں چنانچہ حضرت حلیمہ سعدیہ آپ کو اپنے ساتھ لے گئیں انہیں کے پاس آپ کے دودھ پینے کا زمانہ گزرا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۸)
حضرت حلیمہ کا بیان ہے کہ میں ''بنی سعد'' کی عورتوں کے ہمراہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں مکہ پہونچی قحط کا زمانہ پڑا ہوا تھا، میری گود میں ایک بچہ تھا فقر وفاقہ کی وجہ سے میری چھاتیوں

میں بہت کم دودھ تھا رات بھر وہ بچہ بھوک سے تڑپتا رہتا، ہمارے ہمراہ جو اونٹنی تھی اسے بھی دودھ نہ تھا بڑی مشکلوں سے یہ سفر طے ہوا، رسول کریم کے یتیم ہونے کی خبر سن کر کوئی بھی عورت آپ کو لینے کے لئے تیار نہ ہوئی، حضرت حلیمہ سعدیہ نے اپنے شوہر ''حارث بن عبد العزیٰ'' سے کہا کہ خالی ہاتھ جانے سے بہتر ہے کہ اس یتیم ہی کو لے چلوں؟ شوہر نے منظور کرلیا۔ یہ ان کی خوش بختی تھی کیوں کہ ؎

کوئی دنیا میں نہیں دائی حلیمہ کی طرح ان کی آغوش حسیں میں جان رحمت ہے میاں

فیضان امام النبیین

خدا کی شان دیکھئے کہ حضرت حلیمہ کا خشک پستان دودھ سے بھر گیا رحمت عالم اور ان کے رضاعی بھائی بھی خوب شکم سیر ہوکر دودھ پیا کرتے۔ ادھر اونٹنی کا تھن بھی دودھ سے بھر گئے۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ میرا وہی خچر جو تیز چل نہیں سکتا تھا اس قدر تیز چلنے لگا کے اہل قافلہ حیران وششدر رہ گئے۔ میرے گھر میں قدم رکھتے ہی میری بکریوں کے تھن دودھ سے بھر گئے ۔ الغرض اسی طرح ہردم ہر قدم پر ہم آپ کی برکتوں کا مشاہدہ کرتے رہے یہاں تک کی دوسال پورے ہوگئے اور میں نے آپ کا دودھ چھڑا دیا۔ دوسال میں آپ خوب تندرست اور بڑے معلوم ہونے لگے۔ دستور کے مطابق ہم رحمت عالم ﷺ کو ان کی والدہ کے پاس لائے اور انہوں نے حسب توفیق انعام واکرام سے نوازا۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ برکات نبوت کی وجہ سے ایک لحہ کے لئے بھی ہم کو آپ کی جدائی گوارا نہیں تھی اتفاقاً اس سال مکہ معظّمہ میں وبائی بیماری پھیلی ہوئی تھی چنانچہ ہم نے اس وبائی بیماری کا بہانہ کرکے حضرت بی بی آمنہ کو رضامند کرلیا۔ پھر ہم رحمت عالم ﷺ کو لیکر اپنے گھر واپس لے آئے اور پھر ہم رحمتوں وبرکتوں سے مالا مال ہونے لگے۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

بچپن کی ادائیں

حضرت حلیمہ کا بیان ہے کہ آپ کا گہوارہ یعنی جھولا فرشتوں کے ہلانے سے ہلتا تھا اور آپ بچپن میں چاند کی طرف انگلی اٹھا کر اشارہ فرماتے تو چاند آپ کی انگلی کے اشاروں پر حرکت کرتا تھا۔ اس کی ترجمانی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے یوں فرمائی ہے ؎

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

جب آپ کی زبان کھلی تو سب سے پہلے جو کلام آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا''(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۱)

ایک روز مجھ سے کہنے لگے اماں جان! میرے دوسرے بھائی بہن دن بھر نظر نہیں آتے آخر یہ لوگ کہاں چلے جاتے ہیں؟ میں نے کہا کہ یہ لوگ بکریاں چرانے چلے جاتے ہیں، یہ سن کر آپ نے فرمایا مادر مہربان مجھے بھی میرے بھائی بہنوں کے ساتھ بھیجا کیجئے چنانچہ آپ کے اصرار سے مجبور ہوکر حضرت حلیمہ نے اپنے بچوں کے ساتھ چراگاہ جانے کی اجازت دے دی ، بکریوں کو چراگاہوں میں لے جاکر ان کی دیکھ بھال کرنا جو تمام انبیا ورسل کی سنت ہے آپ نے اپنے عمل سے بچپن ہی میں ایک خصلت نبوت کا اظہار فرمایا۔

شق صدر

مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۱/ پر ہے کہ ایک دن آپ چراگاہ میں تھے کہ ایک دم حضرت حلیمہ کے ایک فرزند ''ضمرہ'' دوڑتے ہانپتے کانپتے ہوئے اپنے گھر آئے اور اپنی ماں حضرت حلیمہ سے کہا کہ اماں جان! بڑا غضب ہوگیا۔ محمد (ﷺ) کو تین آدمیوں نے جو بہت ہی سفید لباس پہنے ہوئے تھے چت لٹا کر ان کا شکم پھاڑ ڈالا اور میں اسی حال میں ان کو چھوڑ کر بھاگا ہوا آیا ہوں یہ سن کر حضرت حلیمہ اور ان کے شوہر دونوں بدحواس ہوکر گھبرائے ہوئے دوڑ کر جنگل میں پہونچے تو یہ دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ مگر خوف وہراس سے چہرہ زرد اور اداس ہے حضرت

حلیمہ نے انتہائی مشفقانہ لہجے میں پیار سے چمکار کر پوچھا کہ بیٹا! کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تین شخص جن کے کپڑے بہت ہی سفید اور صاف ستھرے تھے میرے پاس آئے اور مجھ کو چت لٹا کر میرا شکم چاک کر کے اس میں سے کوئی چیز نکال کر باہر پھینک دی اور پھر کوئی چیز میرے شکم میں ڈال کر شگاف کو سی دیا۔ لیکن مجھے ذرہ برابر تکلیف نہیں ہوئی۔

اس واقعے سے حضرت حلیمہ اور ان کے شوہر کو یہ خوف پیدا ہو گیا کہ شاید اب ہم کماحقہٗ ، ان کی حفاظت نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ حضرت حلیمہ نے جب مکہ پہونچ کر آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے سپرد کیا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ حلیمہ؟ تم تو بڑی خواہش اور چاہت کے ساتھ میرے بچے کو اپنے گھر لے گئیں تھیں پھر اس قدر جلد واپس آنے کی وجہ کیا ہے؟ حضرت حلیمہ نے جب شکم چاک کرنے کا واقعہ بیان کیا اور آسیب کا شبہ ظاہر کیا تو حضرت بی بی آمنہ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں خدا کی قسم میرے نور نظر پر کبھی بھی جن یا شیطان کا عمل دخل نہیں ہوسکتا۔ میرے بیٹے کی بڑی شان ہے پھر ایام حمل اور وقت ولادت کے حیرت انگیز واقعات سنا کر حضرت حلیمہ کو مطمئن کر دیا۔ حضرت حلیمہ اپنے گھر واپس چلی آئیں اور آپ اپنی والدہ حضرت آمنہ کی آغوش تربیت میں پرورش پانے لگے۔

شق صدر متعدد بار

محدث دہلوی حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے ''سورۂ الم نشرح'' کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ چار بار آپ کا مقدس سینہ چاک کیا گیا، اس میں نور وحکمت کا خزینہ بھرا گیا جیسا کہ ارشاد ہوا'' اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ''(پارہ ۳۰/سورۂ الم نشرح)

ترجمہ:۔ کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا؟ یعنی ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ اور وسیع کیا ، ہدایت ومعرفت، موعظت ونبوت اور علم وحکمت کے لیے یہاں تک کہ عالم غیب وشہادت اس کی وسعت میں سماگیے۔ ظاہری شرح صدر بار بار ہوا۔ ابتدائے عمر شریف میں اور ابتدائے نزول وحی کے وقت اور شب معراج جیسا کہ احادیث میں آیا ہے، اس کی شکل یہ تھی کہ حضرت

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

جبرئیل علیہ السلام نے سینۂ پاک کو چاک کر کے قلب مبارک نکالا اور زرّیں طشت میں آب زمزم سے غسل دیا اور نور وحکمت سے بھر کر اس کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

(۱) پہلی مرتبہ جب آپ حضرت حلیمہ کے گھر تھے، اس کی حکمت یہ تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ ان وسوسوں اور خیالات سے محفوظ رہیں جن میں بچے مبتلا ہو کر کھیل کود اور شرارتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

(۲) دوسری بار دس برس کی عمر شریف میں ہوا تا کہ جوانی کی پر اشوب شہوتوں کے خطرات سے آپ بے خوف ہو جائیں۔

(۳) تیسری بار غار حرا میں شق صدر ہوا اور آپ کے قلب میں نور سکینہ بھر دیا گیا تا کہ آپ وحی الٰہی کے عظیم اور گراں بار بوجھ کو برداشت کر سکیں۔

(۴) چوتھی بار شب معراج میں آپ کا مبارک سینہ چاک کر کے نور وحکمت کے خزانوں سے معمور کیا گیا تا کہ آپ کے قلب مبارک میں اتنی وسعت اور صلاحیت پیدا ہو جائے کہ آپ دیدار الٰہی کی تجلیوں اور کلام ربانی کی ہیبتوں اور عظمتوں کے متحمل ہوسکیں۔ (سیرۃ المصطفیٰ ص۲۵)

حضرت آمنہ کی وفات

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر شریف جب چھ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ آپ کے دادا کے ننیہال بنوعدی بن نجار میں رشتہ داروں کی ملاقات یا اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لیے تشریف لے گئیں، حضور نبی کریم ﷺ کے والد ماجد کی باندی ام ایمن بھی اس سفر میں آپ کے ساتھ تھیں، وہاں سے واپسی پر ''ابواء'' نامی گاؤں میں حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوگئی (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) اور وہیں مدفون ہوئیں، والد ماجد کا سایہ تو ولادت سے پہلے ہی اٹھ چکا تھا اب والدہ ماجدہ کی آغوش شفقت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

ام ایمن

حضرت بی بی آمنہ کی وفات کے بعد حضرت ام ایمن آپ کو مکہ مکرمہ لائیں اور آپ کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کیا اور دادا نے آپ کو اپنے آغوش تربیت میں انتہائی شفقت و پیار کے ساتھ پرورش کیا اور حضرت ام ایمن آپ کی خدمت کرتی رہیں، جب آپ کی عمر شریف آٹھ برس کی ہوگئی تو آپ کے دادا عبدالمطلب کا بھی انتقال ہوگیا۔

ابوطالب کی خدمات

عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کو اپنی آغوش تربیت میں لے لیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی نیک خصلتوں اور دل لبھا دینے والی بچپن کی پیاری پیاری اداؤں نے ابوطالب کو آپ کا ایسا گرویدہ بنا دیا کہ مکان کے اندر اور باہر ہر وقت آپ کو اپنے ساتھ ہی رکھتے، اپنے ساتھ کھلاتے اور پلاتے، اپنے پاس ہی آپ کا بستر بچھاتے اور ایک لمحہ کے لیے بھی کبھی اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے تھے۔ ابوطالب کا بیان ہے کہ میں نے کبھی بھی نہیں دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کسی وقت بھی کوئی جھوٹ بولتے ہوں یا کبھی کسی کو دھوکہ دیا ہو یا کبھی کسی کو ایذا پہونچائی ہو یا بے ہودہ لڑکوں کے پاس کھیلنے کے لیے گیے ہوں یا کبھی کوئی خلاف تہذیب بات کی ہو ہمیشہ انتہائی خوش اخلاق، نیک اطوار، نرم گفتار، بلند کردار اور اعلیٰ درجہ کے پارسا اور پرہیزگار رہے۔

امی لقب

رب کریم نے ارشاد فرمایا " اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ "(پارہ ۹/سورۂ اعراف ع ۱۹)

ترجمہ:۔ وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبر دینے والے کی۔

امی کا ترجمہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (بے پڑھے) فرمایا یہ ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشاد کے بالکل مطابق ہے اور یقیناً امی ہونا آپ کے معجزات میں

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

سے ایک معجزہ ہے کہ دنیا میں کسی سے پڑھا نہیں اور کتاب وہ لائے جس میں اولین و آخرین اور غیبوں کے علوم ہیں۔ (تفسیر خازن)

خاکی و بر اوج عرش منزل امی و کتاب خانہ دروں
دیگر امی و دقیقہ دان عالم بے سایہ و سائبان عالم

حضور نبی کریم ﷺ کا لقب " امّی "اس لفظ کے دو معنیٰ ہیں یا تو یہ " امّ القریٰ" کی طرف منسوب ہے "ام القریٰ" مکہ مکرمہ کا لقب ہے لہٰذا "امی" کے معنیٰ مکہ مکرمہ کے رہنے والے یا "امی" کے یہ معنیٰ ہیں کہ آپ نے دنیا میں کسی انسان سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا۔

یہ نبی کریم ﷺ کا عظیم الشان معجزہ ہے کہ دنیا میں کسی نے بھی آپ کو نہیں پڑھایا لکھایا مگر اللہ نے آپ کو اس قدر علم عطا فرمایا کہ آپ کا سینہ اولین و آخرین کے علوم و معارف کا خزینہ بن گیا۔

ایسا امی کس لیے منت کش استاد ہو کیا کفایت اس کو اقرأ ربک الاکرم نہیں

توضیح:۔ امّی حضور امام النبین کا لقب، منت کش استاد، استاد کا احسان اٹھانے والا کفایت کافی ہونا۔

خلاصہ:۔ رحمت عالم ﷺ جیسا نبی امی کیوں کسی ظاہری استاد کا احسان اٹھائے جب کہ ان کے رب نے خود ہی انھیں سکھا پڑھا کر بھیجا کہ فرماتا ہے "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ" (پارہ ۳۰/سورۂ اقرأ ع ۱/آیت ۲/۳)

پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ محبّ پڑھا رہا ہے محبوب پڑھ رہے ہیں۔

علوم نبوت

چنانچہ علوم نبوی سے متعلق رب کریم نے ارشاد فرمایا " وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ "(پارہ۵/سورۂ نساء ع ۱۷)

ترجمہ:۔ اور اللہ نے تم پر کتاب (قرآن) اور حکمت اتاری اور تمھیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب پاک ﷺ کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے، امور دین واحکام شرع وعلوم غیوب اور کتاب وحکمت کے اسرار وحقائق پر مطلع کیا۔

نوٹ:۔ تفصیل کے لیے راقم الحروف کی کتاب ''تاجدار انبیا قرآن میں'' میں ملاحظہ فرمائیں

سفر شام اور بحیرہ

جب رحمت عالم ﷺ کی عمر شریف بارہ برس کی ہوئی تو اس وقت ابوطالب نے تجارت کی غرض سے ملک شام کا سفر کیا، ابوطالب کو چوں کہ رحمت عالم ﷺ سے بہت ہی والہانہ محبت تھی اس لیے وہ آپ کو بھی اس سفر میں اپنے ہمراہ لے گئے، نبی رحمت ﷺ نے اعلان نبوت سے قبل تین بار تجارتی سفر فرمایا، دومرتبہ ملک شام گئے اور ایک بار یمن تشریف لے گئے، یہ ملک شام کا پہلا سفر تھا، اس سفر کے دوران ''بصریٰ'' میں ''بحیرہ'' راہب (عیسائی سادھو) کے پاس آپ کا قیام ہوا، اس نے تورات وانجیل میں بیان کی ہوئی نبی آخر الزماں کی نشانیوں سے آپ کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور بہت عقیدت واحترام کے ساتھ اس نے آپ کے قافلے والوں کی دعوت کی اور ابوطالب سے کہا کہ یہ سارے جہاں کے سردار اور رب العالمین کے رسول ہیں، جن کو خدا نے رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا ہے، میں نے دیکھا ہے کہ شجر وحجر ان کو سجدہ کرتے ہیں اور ابران پر سایہ کرتا ہے اور ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے، اس لیے تمہارے اور ان کے حق میں یہی بہتر ہے کہ اب تم ان کو لے کر آگے نہ جاؤ اور اپنا مال تجارت یہیں فروخت کر کے بہت جلد مکہ چلے جاؤ کیوں کہ ملک شام میں یہودی ان کے بہت بڑے دشمن ہیں وہ لوگ دیکھتے ہی ان کو شہید کر ڈالیں گے، بحیرہ راہب کے کہنے سے ابوطالب نے وہیں اپنے تجارت کا مال فروخت کر دیا اور بہت جلد حضور ﷺ کو اپنے ساتھ لے کر مکہ مکرمہ واپس آ گئے، بحیرہ راہب نے چلتے وقت عقیدت کے ساتھ آپ کو سفر کا کچھ توشہ بھی پیش کیا۔ (ترمذی شریف جلد دوم باب ماجاء فی بدء نبوۃ النبی ﷺ وسیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۶۹)

☆☆☆

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

تیسرا باب
اعلان نبوت سے پہلے کے کارنامے

جنگ فجار

اسلام سے پہلے عربوں میں لڑائیوں کا ایک طویل سلسلہ جاری تھا۔ ان ہی لڑائیوں میں ایک مشہور لڑائی ''جنگ فجار'' کے نام سے مشہور ہے۔ اہل عرب ذوالقعدہ، ذی الحجہ، محرم، اور رجب ان چار مہینوں کا بیحد احترام کرتے تھے اور ان مہینوں میں لڑائی کرنے کو گناہ جانتے تھے۔ یہاں تک کہ عام طور پر ان مہینوں میں آلات حرب بحفاظت رکھ دیا کرتے تھے۔ مگر اس کے باوجود کبھی کبھی ایسے ہنگامی حالات درپیش ہو گئے کہ مجبوراً ان مہینوں میں لڑائیاں کرنی پڑیں۔ تو ان لڑائیوں کو اہل عرب ''حروب فجار'' (گناہ کی لڑائیاں) کہتے تھے۔ سب سے آخری جنگ فجار جو قریش اور ''قیس'' کے قبیلوں کے درمیان ہوئی اس وقت حضور ﷺ کی عمر شریف بیس برس کی تھی۔ چونکہ قریش اس جنگ میں حق پر تھے اس لئے اپنے چچاؤں ابوطالب وغیرہ کے ساتھ آپ نے بھی اس جنگ میں شرکت فرمائی۔ اس لڑائی میں پہلے ''قیس'' پھر قریش غالب آئے۔ اور آخر کار صلح پر اس لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۸۶ بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ)

حلف الفضول

آئے دن کی لڑائیوں سے عرب کے سیکڑوں گھرانے برباد ہو گئے تھے۔ ہر طرف بدامنی، غارت، گری اور لوٹ مار سے ملک کا امن وامان غارت ہو چکا تھا۔ نہ دن کو چین نہ رات کو آرام اس وحشت ناک صورت حال سے تنگ آ کر کچھ صلح پسند لوگوں نے جنگ فجار کے خاتمہ کے بعد ایک اصلاحی تحریک چلائی۔ چنانچہ بنو ہاشم، بنوزہرہ، بنو اسد وغیرہ قبائل قریش کے بڑے بڑے سردار عبداللہ بن جدعان کے مکان پہ جمع ہوئے اور حضور ﷺ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے یہ تجویز پیش کی کہ موجودہ حالات کو سدھارنے کے لئے کوئی معاہدہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ خاندان

قریش کے سرداروں نے ''بقائے باہم'' کے اصول پر ''جیو اور جینے دو'' کے قسم کا ایک معاہدہ کیا اور حلف اٹھا کر عہد کیا کہ ہم لوگ!

(۱) ملک سے بے امنی دور کریں گے۔
(۲) مسافروں کی حفاظت کریں گے۔
(۳) غریبوں کی امداد کریں گے۔
(۴) مظلوموں کی حمایت کریں گے۔
(۵) کسی ظالم یا غاصب کو مکہ میں نہیں رہنے دیں گے۔

اس معاہدے میں حضور اکرم ﷺ بھی شریک ہوئے اور آپ کو یہ معاہدہ اس قدر عزیز تھا کہ اعلان نبوت کے بعد آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس معاہدہ سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر اس معاہدہ کے بدلے میں کوئی مجھے سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیتا تو مجھے اتنی خوشی نہیں ہوتی اور آج اسلام میں بھی اگر کوئی مظلوم یا آل حلف الفضول'' کہہ کر مجھے مدد کے لئے پکارے تو میں اس کی مدد کے لئے تیار ہوں۔

حلف الفضول کی وجہ تسمیہ

اس تاریخی معاہدہ کو ''حلف الفضول'' اس لئے کہتے ہیں کہ قریش کے اس معاہدہ سے بہت پہلے مکہ میں قبیلۂ ''جرہم'' کے سرداروں کے درمیان بھی بالکل ایسا ہی ایک معاہدہ ہوا تھا اور چوں کہ قبیلۂ جرہم کے وہ لوگ جو اس معاہدہ کے محرک تھے ان سب لوگوں کا نام ''فضل'' تھا یعنی فضل بن حارث اور فضل بن وداعہ اور فضل بن فضالہ، اس لئے اس معاہدہ کا نام ''حلف الفضول'' رکھ دیا گیا یعنی ان چند آدمیوں کا معاہدہ جن کے نام ''فضل'' تھے۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۳۴ بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۷۲)

ملک شام کا دوسرا سفر

جب آپ کی عمر شریف تقریباً پچیس سال کی ہوئی تو امانت و صداقت کا چرچا دور دور تک

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

پہونچ چکا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ کی ایک بہت ہی مالدار خاتون تھیں۔ ان کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا ان کو ضرورت تھی کہ کوئی امانت دار آدمی مل جائے تو اس کے ساتھ اپنے تجارت کا مال و سامان ملک شام بھیجیں چنانچہ ان کی نظر انتخاب نے اس کام کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کو منتخب کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ میرا مال تجارت لیکر ملک شام جائیں جو معاوضہ میں دوسروں کو دیتی ہوں آپ کی امانت و دیانت داری کی بنا پر میں آپ کو اس کا دوگنا دوں گی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی درخواست منظور فرمالی اور تجارت کا مال و سامان لے کر ملک شام کو روانہ ہو گئے۔

اس سفر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ایک معتمد غلام ''میسرہ'' کو بھی آپ کے ساتھ روانہ کر دیا تا کہ وہ آپ کی خدمت کرتا رہے۔ جب آپ ملک شام کے مشہور شہر ''بصریٰ'' کے بازار میں پہونچے تو وہاں ''نسطورا'' راہب کی خانقاہ کے قریب ٹھہرے ''نسطورا'' میسرہ کو بہت پہلے سے جانتا تھا۔ حضور ﷺ کی صورت کو دیکھتے ہی ''نسطورا'' میسرہ کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ اے میسرہ! یہ کون شخص ہیں جو اس درخت کے نیچے اتر پڑے ہیں؟ میسرہ نے جواب دیا کہ یہ مکہ کے رہنے والے ہیں اور خاندان بنو ہاشم کے چشم و چراغ ہیں، ان کا نام نامی ''محمد'' اور لقب ''امین'' ہے۔

نسطورا نے کہا کہ سوائے نبی کے اس درخت کے نیچے آج تک کبھی کوئی نہیں اترا۔ اس لئے مجھے یقین کامل ہے کہ ''نبی آخر الزماں'' یہی ہیں۔ کیوں کہ آخری نبی کی تمام نشانیاں جو میں نے توریت و انجیل میں پڑھی ہیں وہ سب میں ان میں دیکھ رہا ہوں کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب یہ اپنی نبوت کا اعلان کریں گے تو میں انکی بھرپور مدد کرتا اور پوری جانثاری کے ساتھ ان کی خدمت گزاری میں اپنی تمام عمر گزار دیتا۔ اے میسرہ! میں تم کو نصیحت اور وصیت کرتا ہوں کہ خبردار! ایک لمحہ کے لئے بھی تم ان سے جدا نہ ہونا اور انتہائی خلوص و عقیدت کے ساتھ ان کی خدمت کرتے رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ''خاتم النبیین'' ہونے کا شرف عطا کیا ہے۔

حضور اقدس ﷺ بصریٰ کے بازار میں بہت جلد تجارت کا مال فروخت کر کے مکہ واپس آگئے واپسی میں جب آپ کا قافلہ شہر مکہ میں داخل ہونے لگا تو حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا ایک بالا خانہ پر بیٹھی ہوئی قافلہ کی آمد کا منظر دیکھ رہی تھیں جب ان کی نظر حضور نبی کریم ﷺ پر پڑی تو انہیں ایسا نظر آیا کہ دو فرشتے آپ کے سر پر دھوپ سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قلب پر اس نورانی منظر کا ایک خاص اثر ہوا اور وہ فرط عقیدت سے انتہائی والہانہ محبت کے ساتھ یہ حسین جلوہ دیکھتی رہیں پھر اپنے غلام میسرہ سے انہوں نے کئی دن کے بعد اس کا ذکر کیا تو میسرہ نے بتایا کہ میں تو پورے سفر میں یہی منظر دیکھتا رہا ہوں اور اس کے علاوہ میں نے بہت سی عجیب وغریب بات کا مشاہدہ کیا ہے۔ پھر میسرہ نے نسطورا راہب کی گفتگو اور اس کی عقیدت ومحبت کا تذکرہ بھی کیا۔ یہ سن کر حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ سے بے پناہ قلبی تعلق اور بیحد عقیدت ومحبت ہوگئی اور یہاں تک ان کا دل جھک گیا کہ انہیں آپ سے نکاح کی رغبت ہوگئی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۷ بحوالہ سیرت مصطفیٰ صفحہ ۷۴/۷۳)

نکاح

حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مال ودولت کے ساتھ انتہائی شریف اور عفت مآب خاتون تھیں، اہل مکہ ان کی پاک دامنی اور پارسائی کی وجہ سے ان کو طاہرہ (پاکباز) کہا کرتے تھے۔ ان کی عمر چالیس (۴۰) سال کی ہو چکی تھی پہلے ان کا نکاح ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوا تھا اور ان سے دولڑکے ''ہند بن ابو ہالہ اور ہالہ بن ابو ہالہ'' پیدا ہو چکے تھے، پھر ابو ہالہ کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوسرا نکاح ''عتیق بن عابد مخزومی'' سے کیا ان سے بھی دو اولاد ہوئی۔ ایک لڑکا ''عبداللہ بن عتیق'' اور ایک لڑکی'' ہند بنت عتیق'' حضرت خدیجہ کے دوسرے شوہر ''عتیق'' کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔ بڑے بڑے سرداران قریش ان کے ساتھ عقد نکاح کے خواہش مند تھے۔

لیکن انھوں نے سب کے پیغاموں کو ٹھکرا دیا۔ مگر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبرانہ اخلاق وعادات کو دیکھ کر اور آپ کے حیرت انگیز حالات کو سن کر ان کا دل آپ کی طرف مائل ہو گیا کہ خود بخود ان کے قلب میں آپ سے نکاح کی رغبت پیدا ہوگئی۔ کہاں تو بڑے بڑے مالداروں اور شہر مکہ کے سرداروں کے پیغاموں کو رد کر چکی تھیں اور یہ طے کر چکی تھیں کہ اب

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

چالیس برس کی عمر میں دوسرا نکاح نہیں کروں گی اور کہاں خود ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ کو بلایا۔ جو ان کے بھائی عوّام بن خویلد کی بیوی تھیں۔ ان سے حضور ﷺ کے کچھ ذاتی حالات کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیں۔ پھر نفیسہ بنت امیہ کے ذریعہ ہی حضور ﷺ کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔ مشہور امام سیرت محمد بن اسحٰق نے لکھا ہے کہ اس رشتہ کو پسند کرنے کی جو وجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود حضور ﷺ سے بیان کی ہے وہ خود ان کے الفاظ یہ ہیں'' اِنِّي قَدْ رَغِبْتُ فِيْكَ لِحُسْنِ خُلُقِكَ وَ صِدْقِ حَدِيْثِكَ'' یعنی میں نے آپ کے اچھے اخلاق اور آپ کی سچائی کی وجہ سے آپ کو پسند کیا۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۲۰۰ بحوالۂ سیرت المصطفیٰ صفحہ ۷۴) اور حقیقت یہی ہے

حسن صورت چند روزہ حسن سیرت مستقل اُس سے خوش ہوتی ہیں نظریں اِس سے خوش ہوتا ہے دل

چنانچہ حضور رحمت عالم ﷺ نے اس رشتہ کو اپنے چچا ابو طالب اور خاندان کے دوسرے بڑے بوڑھوں کے سامنے پیش فرمایا۔ تمام اہل خاندان نے اس رشتہ کو منظور کیا اور نکاح کی تاریخ مقرر ہوئی۔ حضور ﷺ اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو طالب ودیگر اہل خاندان کو اپنی برات میں لیکر حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے۔ آپ کے چچا ابو طالب نے نہایت ہی فصیح وبلیغ خطبہ پڑھا اور آپ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہو گیا اور حضور محبوب خدا ﷺ کا خانۂ معیشت ازدواجی زندگی کے ساتھ آباد ہو گیا۔ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تقریباً ۲۵ برس تک حضور کی خدمت میں رہیں اور ان کی زندگی میں حضور ﷺ نے کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔

حضور ﷺ کے ایک فرزند حضرت ابراہیم کے سوا باقی آپ کی تمام اولادیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں، حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے جان ومال کو حضور کے قدموں میں قربان کرتے ہوئے اپنی تمام عمر حضور نبی کریم ﷺ کی غمگساری اور خدمت گزاری میں نثار کر دی۔

تعمیر کعبہ

جب آپ کی عمر پاک ۳۵/ برس کی ہوئی شدت باراں سے حرم کعبہ میں سیلاب آ گیا۔ حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام کا تعمیر کردہ کعبہ منہدم ہو گیا، عمالقہ، قبیلۂ جرہم اور قصیٰ وغیرہ اپنے اپنے وقتوں میں کعبہ کی تعمیر ومرمت کرتے رہے، چنانچہ قریش نے مل جل کر تعمیر کا کام شروع کر دیا، اس تعمیر میں حضور نبی کریم ﷺ بھی شریک رہے اور سرداران قریش کے دوش بدوش پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے رہے، جب عمارت ''حجر اسود'' تک پہونچ گئی تو قبائل میں سخت جھگڑا کھڑا ہو گیا، ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا ہم ہی ''حجر اسود'' کو اٹھا کر دیوار کعبہ میں نصب کریں تا کہ ہمارے قبیلے کے لئے باعث فخر واعزاز ہو، اسی کشمکش میں چار دن گزر گیے، یہاں تک کہ تلواریں نکل آئیں، پانچویں دن حرم کعبہ میں تمام قبائل عرب جمع ہوئے، اس جھگڑے کے ختم کرنے کے لیے ایک بڑے بوڑھے شخص نے یہ تجویز پیش کی کہ کل صبح سویرے جو شخص سب سے پہلے حرم کعبہ میں داخل ہو اس کو پنچ مان لیا جائے وہ جو فیصلہ کر دے سب اس کو مان لیں، خدا کی شان کہ صبح کو جو حرم کعبہ میں داخل ہوئے وہ حضور رحمت عالم ﷺ ہی تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی حاضرین پکار اٹھے کہ واللہ یہ ''امین'' ہیں ان کے فیصلے پر ہم سب راضی ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جن قبائل کے لوگ حجر اسود کو نصب کرنے کے مدعی ہیں وہ اپنا ایک ایک نمائندہ منتخب کر لیں چنانچہ ہر قبیلہ والوں نے اپنا اپنا سردار چن لیا۔ پھر رحمت عالم نے اپنی ردائے مبارک بچھا کر حجر اسود کو اس پر رکھا اور سرداروں کو حکم دیا کہ سب لوگ اس چادر کو تھام کر مقدس پتھر کو اٹھائیں، چنانچہ سبھی سرداروں نے چادر کو اٹھایا جب حجر اسود نصب کئے جانے کے مقام تک پہونچ گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے بابرکت ہاتھوں سے اس مقدس پتھر کو دیوار کعبہ میں نصب فرما دیا جس سے ایک خوں ریز لڑائی ٹل گئی۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ ۱۹۷/۱۹۶ بحوالۂ سیرت المصطفیٰ صفحہ ۷۸/۷۷)

فائدہ:۔ تعمیر کعبہ میں جمع شدہ سامان کم پڑ جانے کی وجہ سے ایک طرف کا کچھ حصہ تعمیر نہ ہو سکا یہی حصّہ جس کو قریش نے عمارت سے باہر چھوڑ دیا ''حطیم'' کہلاتا ہے۔ جس میں کعبہ کی

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

چھت کا پرنالہ گرتا ہے۔

کاروباری مشاغل

حضور نبی کریم ﷺ کا اصل خاندانی پیشہ تجارت تھا اور چونکہ آپ بچپن میں ہی ابو طالب کے ساتھ کئی بار تجارتی سفر فرما چکے تھے جس سے آپ کو تجارتی لین دین کا کافی تجربہ بھی حاصل ہو چکا تھا۔ اس لیے ذریعۂ معاش کے لیے آپ نے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا اور تجارت کی غرض سے شام وبصریٰ اور یمن کا سفر فرمایا اور ایسی راست بازی اور امانت ودیانت کے ساتھ آپ نے تجارتی کاروبار کیا کہ آپ کے شرکاء کار اور تمام اہل بازار آپ کو ''امین'' کے لقب سے پکارنے لگے۔ ایک کامیاب تاجر کے لیے امانت، سچائی، وعدہ کی پابندی، خوش اخلاقی تجارت کی جان ہیں۔ ان خصوصیات میں مکہ کے تاجر امین نے جو تاریخی شاہکار پیش کیا ہے اس کی مثال تاریخ عالم میں نادر روزگار ہے۔ (سنن ابوداود جلد دوم صفحہ ۳۳۴)

اسی طرح ایک صحابی حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسلمان ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور لوگوں نے ان سے حضور ﷺ کے ''خلق عظیم'' کا تذکرہ کرنا شروع کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں حضور ﷺ کو تم لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ اعلان نبوت سے پہلے آپ میرے شریک تجارت تھے لیکن حضور ﷺ نے ہمیشہ معاملہ اتنا صاف اور ستھرا رکھا کہ کبھی بھی کوئی تکرار یا تو تو میں میں کی نوبت ہی نہیں آئی (سنن ابوداود جلد دوم صفحہ ۳۱۷ بحوالۂ سیرت المصطفیٰ صفحہ ۸۳)

ایفائے عہد

حضرت عبد اللہ بن ابی الحسماء صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نزول وحی اور اعلان نبوت سے پہلے میں نے آپ سے کچھ خرید وفروخت کا معاملہ کیا کچھ رقم میں نے ادا کر دی، کچھ باقی رہ گئی تھی میں نے وعدہ کیا کہ میں ابھی ابھی آ کر باقی رقم ادا کروں گا اتفاق سے تین دن تک مجھے اپنا وعدہ یاد ہی نہیں آیا۔ تیسرے دن جب میں اس جگہ پہونچا جہاں میں نے آنے کا وعدہ کیا تھا تو حضور ﷺ کو اسی جگہ منتظر پایا۔ مگر میری اس وعدہ خلافی سے حضور ﷺ

کے ماتھے پر اک ذرا بل نہیں آیا بس صرف اتنا ہی فرمایا کہ تم کہاں تھے؟ میں تین دن سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ (سنن ابوداود جلد دوم صفحہ ۳۳۴ بحوالۂ سیرت المصطفیٰ صفحہ ۸۳)

اعلان نبوت اور نزول وحی سے قبل بھی آپ کی پوری زندگی بہترین اخلاق وعادات کا خزانہ تھی۔ سچائی، دیانت داری، قوم کی خدمت، دوستوں سے ہمدردی، عزیزوں کی غمخواری، غریبوں اور مفلسوں کی خبر گیری، دشمنوں کے ساتھ نیک برتاؤ، مخلوق خدا کی خیر خواہی، فضول باتوں سے نفرت، خندہ پیشانی اور خوش روئی، ہر معاملہ میں سادگی اور صفائی، حرص، طمع، دغا، فریب، جھوٹ، شراب خوری، بدکاری، ناچ گانا، لوٹ مار چوری، فحش گوئی، عشق بازی یہ تمام بری عادتیں اور مذموم خصلتیں جو زمانۂ جاہلیت کے انسانوں کی خمیر تھیں آپ کی ذات گرامی ان تمام عیوب ونقائص سے پاک رہی۔ آپ کی راستبازی امانت ودیانت، وعدہ کی پابندی کا پورے عرب میں شہرہ تھا گویا کہ اعلان نبوت ونزول وحی سے پہلے ہی پیارے نبی کی پیاری زندگی ارشادات الٰہی کی عملی تفسیر تھی جس نے باشندگان عالم کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ یعنی جو احکامات قرآن پاک میں بعد میں نازل ہوئے نزول قرآن پاک سے پہلے ہی آپ اس پر عمل پیرا رہے۔ چنانچہ ایفائے عہد کا مذکورہ بالا صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء سے متعلق صحاح ستہ کی مشہور کتاب سنن ابوداؤد کی روایت پڑھیں اور نزول وحی کا مشاہدہ کریں ارشاد ہوا

" یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ "(پارہ ۶ سورۂ مائدہ ع ۱/ آیت ۱)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو! بحمدہ تعالیٰ اس ارشاد الٰہی سے واضح ہوگیا کہ ہمارے آقائے کریم ﷺ نزول وحی اور اعلان نبوت سے پہلے ہی ارشاد خداوندی کے عملی نمونہ رہے جیسا کہ رب کریم نے اپنے حبیب پاک ﷺ سے اس حقیقت کا یوں اظہار کرایا "فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ" (پارہ ۱۱ سورۂ یونس ع ۲ آیت ۱۶)

ترجمہ:۔ تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں؟ اس لیے

سنور جائیں گے جو الجھے ہوئے ہیں گیسوئے عالم نبی کا آئینہ ہم کو دکھانے کی ضرورت ہے

☆☆☆

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

چوتھا باب

اعلان نبوت سے بیعت عقبہ تک

نیا انقلاب

حضور نبی کریم ﷺ کی مقدس زندگی کا جب چالیسواں سال شروع ہوا تو ناگہاں آپ کی ذات اقدس میں ایک نیا انقلاب رونما ہوگیا کہ ایک دم آپ خلوت پسند ہوگئے۔ تنہائی میں بیٹھ کر خدائے پاک کی عبادت کرنے کا ذوق وشوق پیدا ہوگیا۔ آپ اکثر اوقات غور وفکر میں پائے جاتے تھے۔ دن رات خالق کائنات کی ذات وصفات کے تصور میں مستغرق اور اپنی قوم کے بگڑے ہوئے حالات کے سدھار اور اس کی تدبیروں میں مصروف رہنے لگے۔ ان دنوں ایک نیا انقلاب یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ کو اچھے اچھے خواب نظر آنے لگے۔ خواب میں جو کچھ دیکھتے اس کی تعبیر صبح صادق کی طرح روشن ہوکر ظاہر ہوجایا کرتی تھی (بخاری کتاب الوحی جلد اول صفحہ ۲)

غار حرا

کیوں نہ اس کے فیض سے روشن ہو ساری کائنات جس کا اک تارِ نفس گنج حرا روشن کرے

مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل کی دوری پر "جبل حرا" نامی پہاڑ کے اوپر ایک غار (کھوہ) ہے جس کو "غار حراء" کہتے ہیں۔ آپ اکثر کئی کئی دنوں کا کھانا پانی ساتھ لیکر اس پرسکون غار میں محو عبادت وریاضت رہا کرتے تھے۔ توشہ ختم ہونے پر کبھی خود گھر آکر لے جاتے اور کبھی حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھانا پانی غار حراء میں پہونچا دیا کرتی تھیں، آج بھی یہ نورانی غار زیارت گاہ خلائق ہے۔

اللہ نے سلام بھیجا

حضور رحمت عالم ﷺ کا کھانا لے کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ سے چلیں ادھر حضرت جبریل علیہ السلام نے رب کریم کا سلام لے کر بارگاہ نبی کریم ﷺ میں عرض کیا "هٰذِهٖ

خَـدِیْـجَۃُ قَدْاَتَتْ مَعَهَا اِنَاءٌ فِیْهِ اِدَامٌ اَوْطَعَامٌ اَوْشَرَابٌ فَاِذَا هِیَ اَتَتْکَ فَاقْرَأْ عَلَیْهَا السَّلَامُ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّیْ وَبَشِّرْهَا بِبَیْتٍ فِی الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَاصَخَبَ فِیْهِ وَلَا نَصَبَ" (بخاری شریف جلداول پارہ ۱۵ / صفحہ ۵۳۹)

یعنی حضور یہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی خدمت میں کھانا وپانی لے کر آ رہی ہیں، جب وہ آپ کی خدمت میں آجائیں تو ان کو ان کے رب کا اور میرا سلام پہونچادیں اور انھیں جنت میں ایسے محل کی خوشخبری دیں جو موتیوں کا ہے، اس میں نہ شور ہوگا اور نہ ہی کسی قسم کی تکلیف۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث پاک کی یوں ترجمانی فرماتے ہیں ۔

عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی اس عطا کی سعادت پہ لاکھوں سلام

پہلی وحی

حسب دستور آپ "غار حراء" میں محو عبادت تھے کہ اچانک ایک فرشتہ ظاہر ہوا۔ (یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جو ہمیشہ خدا کا پیغام اس کے رسولوں تک پہونچاتے رہے)

بخاری شریف کے الفاظ یہ ہیں:

حَتّٰی جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِیْ غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَکُ فَقَالَ اِقْرَأْ فَقَالَ قُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِیْ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجُهْدُ" الخ (باب کیف کان بدؤ الوحی الیٰ رسول اللہ ﷺ پارہ ۱ / جلداول صفحہ ۲)

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ آپ پر وحی آئی جب کہ آپ غار حرا ہی میں تھے، اس طرح کہ فرشتہ حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا پڑھیے، آپ نے فرمایا میں نہیں پڑھتا، حضور نے بتایا پھر فرشتے نے مجھے پکڑ کر طاقت بھر دبوچا۔

توضیحات

حدیث شریف میں لفظ "حق" ہے اس سے بالاتفاق وحی مراد ہے، یہ واقعہ بروز دوشنبہ مبارکہ ۱۷/ رمضان المبارک میں ہوا جب کہ آپ کی عمر پاک چالیس تھی۔ (فتح الباری بحوالہ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ابن سعد) اور یہاں فرشتہ سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں، اس لیے کہ پورا قرآن یہی لے کر آئے، ان کے علاوہ کوئی دوسرا ایک کلمہ نہیں لایا ہے، قرآن مجید میں ہے " **نَـزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ" (پارہ ۱۹ سورۂ شعرا ع ۱۱ / آیت ۱۹۳)**

ترجمہ:۔ اسے روح امین لے کر اترا (روح الامین سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں جو وحی کے امین ہیں۔ کنزالایمان)

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام بارگاہ انبیا میں

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی خدمت میں بارہ مرتبہ، حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام کی خدمت میں چار مرتبہ، حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی خدمت میں پچاس مرتبہ، حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بیالیس مرتبہ، حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں چار مرتبہ، حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کی خدمت میں تین بار، حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں دس مرتبہ، تین بار بچپنے میں اور سات بار بڑے ہونے کے بعد اور حضور امام النبیین ﷺ کی خدمت میں چوبیس ہزار مرتبہ باریابی سے مشرف ہوئے۔ (زرقانی جلداول صفحہ ۲۳۴ بحوالہ نزہۃ القاری شرح بخاری جلداول صفحہ ۱۹۲/۱۹۱ باب بدء الوحی)

تفصیلی کیفیت

حضور سید عالم ﷺ غار حرا سے آتے جاتے راستے میں سنتے کوئی کہتا ہے "**اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ**" اِدھر اُدھر دیکھتے کون ہے؟ مگر سوائے شجر و حجر کے کوئی نظر نہ آتا، غار حرا میں خلوت اور آنا جانا اسی طرح جاری رہا کہ ایک بار کوہ حرا پر تشریف فرما تھے کہ ایک باعظمت شخص ظاہر ہوئے اور عرض کیا اے محمد ﷺ! آپ کو بشارت ہو، میں جبرئیل ہوں، آپ کے پاس اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ خدا کا پیغام آپ تک پہونچا دوں اور آپ کو بتادوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (شرح سفر السعادت و نزہۃ القاری شرح بخاری جلداول صفحہ ۱۹۲)

مَااَنَابِقَارِیٔ کا معنیٰ

مَااَنَابِقَارِی کا معنیٰ عام طور پر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ میں پڑھا ہوا نہیں، لیکن ہمارے مشائخ نے یہ ترجمہ کرایا ''میں نہیں پڑھتا'' یہ ترجمہ زیادہ انسب وارجح ہے، اس لیے کہ ''غارحرا'' میں حضور سید عالم ﷺ مشاہدۂ ذات وصفات الٰہی میں اتنے مستغرق تھے کہ وہاں کسی کی گنجائش ہی نہیں تھی جیسا کہ ایک حدیث شریف میں فرمایا ''لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لاَ یَسَعُغُیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَ لاَ نَبِیٌّ مُرْسَلٌ'' اللہ کے ساتھ میرا ایک وقت ہوتا ہے کہ اس میں ملک مقرب اور نبی مرسل کی بھی گنجائش نہیں ہوتی۔ سلطان الہند حضرت سیدنا خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان نے جس کی یوں ترجمانی فرمائی ہے ؎

در مقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ از کمال اتصال از خدا نبود جدا ہمچوں شعاع از آفتاب

(دیوان خواجہ پاک صفحہ۶)

یعنی ''لِیْ مَعَ اللّٰہِ'' کے مقام قرب میں کمال اتصال کے سبب خدائے تعالیٰ سے آپ جدا نہیں ہوتے، اس کی ادنیٰ مثال یہ سمجھو جیسے آفتاب کہ اس سے اس کی کرن علیحدہ نہیں ہوتی۔

استغراق تام

مشاہدۂ ذات وصفات میں استغراق تام کی وجہ سے قرأت کی استدعا کا جواب یہی بنتا ہے'' میں نہیں پڑھتا'' نیز یہ ترجمہ محاورۂ عرب کے مطابق بھی ہے کہ یہ ترکیب حال یا استقبال کے لیے استعمال کرتے ہیں جیسا کہ قبل فتح مکہ حضرت ابوسفیان تجدید صلح کے لیے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہونچ کر ان سے درخواست کی کہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں سفارش کردیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''مَااَنَا بِفَاعِلٍ'' میں نہیں کروں گا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

خود قرآن کریم میں برادران یوسف علیہ السلام کا قول مذکور ہے ''وَمَااَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا'' آپ ہمارا یقین نہیں کریں گے۔

بار بار سینے سے لگا کر دبانے سے اس استغراق میں کمی ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا ''اِقْرَاءْ بِاسْمِ رَبِّکَ'' اپنے رب کے نام سے پڑھیے۔

حضور رحمت عالم ﷺ نے جب یہ سنا کہ میں جس عالم تھا اسی کی بات یہ بھی کررہے ہیں جس کے شہود میں مستغرق تھا اسی کا ذکر کرانا چاہتے ہیں تو بلاتامل پڑھا۔ کسی کے استغراق کو ختم کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ اسے جھنجھوڑا جائے، ایک بار میں استغراق ختم نہ ہو تو بار بار جھنجھوڑا جائے، یہاں جھنجھوڑنا منافی ادب تھا، اس لیے سینے سے لگا کر تین بار قوت بھر دبایا یہاں تک کہ وہ کیفیت خاص فرو ہوئی اور آپ نے بلاتکلف پڑھا '' اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ، الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ، (پارہ ۳۰ سورۂ اقراء (علق) ع ۱)

ترجمہ:۔ پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ آدمی کو خون کے پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

مجھے کمبل اڑھاؤ

یہ سب سے پہلی ''وحی'' تھی جو آپ پر نازل ہوئی۔ ان آیتوں کو یاد کر کے حضور نبی کرم ﷺ کاشانۂ اقدس پر تشریف لائے۔ مگر وحی الٰہی سے آپ کے قلب مبارک پر لرزہ طاری تھا۔ آپ نے اہل خانہ سے فرمایا ''زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ'' مجھے کمبل اڑھاؤ، مجھے کمبل اڑھاؤ۔ سکون ہونے پر آپ نے غار میں پیش آنے والا واقعہ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، کہیں بار نبوت نہ برداشت کرسکوں؟ (بخاری باب کیف کان بدءالوحی) یہ سن کر حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ کو رسوا نہیں کرے گا آپ تو رشتہ داروں کے ساتھ بہترین سلوک کرتے ہیں، دوسروں کا بار خود اٹھاتے ہیں مفلسوں محتاجوں اور مسافروں کو نوازتے رہتے ہیں اور حق وانصاف کی خاطر سب کی مصیبتوں اور مشکلات میں کام آتے ہیں۔ (بخاری جلد اول پارہ ۱/ صفحہ ۳/ باب الوحی)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ورقہ بن نوفل

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو اپنے چچازاد بھائی ''ورقہ بن نوفل'' کے پاس لے گئیں۔ ورقہ ان لوگوں میں سے تھے جو ''موحد'' تھے۔ اور اہل مکہ کے شرک و بت پرستی سے بیزار ہو کر ''نصرانی'' ہو گئے تھے اور انجیل کا عبرانی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا کرتے تھے۔ بہت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے۔ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا کہ بھائی جان! آپ اپنے بھتیجے کی بات سنئے؟ ورقہ بن نوفل نے کہا بتایئے؟ آپ نے کیا دیکھا ہے؟ حضور ﷺ نے غار حرا کا پورا واقعہ بیان فرمایا۔ یہ سن کر ورقہ بن نوفل نے کہا کہ یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا تھا۔ پھر ورقہ بن نوفل کہنے لگے کہ کاش! میں آپ کے اعلان نبوت کے زمانے میں تندرست جوان ہوتا۔ کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے باہر نکالے گی۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَوَ مُخْرِجِیَّ ھُمْ'' یہ سن کر حضور رحمت عالم ﷺ نے (تعجب) سے فرمایا۔ کیا اہل مکہ مجھے مکہ سے نکال دیں گے؟ تو ورقہ بن نوفل نے کہا جی ہاں جو شخص بھی آپ کی طرح نبوت لے کر آیا۔ لوگ اس کے ساتھ دشمنی پر کمربستہ ہو گئے۔ (بخاری پارہ ۱/ جلد اول صفحہ ۳)

نزول وحی میں قدرے وقفہ

اس کے بعد کچھ دنوں تک وحی اترنے کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اور حضور ﷺ انتظار وحی میں قدرے مضطرب رہنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک دن حضور ﷺ کاشانۂ نبوت سے کہیں باہر تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی نے ''یا محمد'' کہہ کر آپ کو پکارا۔ آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو یہ نظر آیا کہ وہی فرشتہ (حضرت جبرائیل علیہ السلام) جو غار حراء میں آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر آپ کے قلب مبارک میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی گھر والوں سے فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھاؤ، مجھے کمبل اڑھاؤ۔ آپ کمبل اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے کہ ناگہاں آپ پر سورۂ ''مدثّر'' کی ابتدائی آیات

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

نازل ہوئیں اور رب تعالیٰ کا فرمان اتر پڑا'' یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ، قُمْ فَاَنْذِرْ ، وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْ ، وَ ثِیَابَکَ فَطَھِّرْ ، وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ ، (پارہ ۲۹ سورۂ المدثر ع ۱)

یعنی اے بالاپوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ! پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دور رہو۔ (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳)

رب کریم نے ان آیات کے نزول کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت اسلام کے منصب پر مامور فرما دیا اور آپ رب کریم کے حکم کے مطابق دعوت حق اور تبلیغ اسلام کے لئے کمربستہ ہو گئے

دعوت اسلام کے لئے تین دور

پہلا دور

تین سال تک نبی کریم ﷺ انتہائی پوشیدہ و رازداری کے ساتھ تبلیغ اسلام کا فرض ادا فرماتے رہے، اس اثنا میں عورتوں میں سب سے پہلے حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غلاموں میں سب سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت تبلیغ سے حضرت عثمان، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دامن اسلام میں آ گئے۔

کچھ ہی دنوں کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد، حضرت ارقم بن ارقم، حضرت عثمان بن مظعون اور ان کے دونوں بھائی حضرت قدامہ و حضرت عبداللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اسلام میں داخل ہو گئے، پھر کچھ ہی دنوں کے بعد حضرت ابوذر غفاری، حضرت صہیب رومی، حضرت عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب، حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور ان کی بیوی حضرت فاطمہ بنت الخطاب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کر لیا اور حضور کی چچی حضرت ام الفضل حضرت عباس بن عبد

المطلب کی بیوی، حضرت اسما بنت حضرت ابوبکر ان کے علاوہ بہت سے دوسرے مردوں و عورتوں نے بھی اسلام لانے کا شرف حاصل کیا۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۲۴۶ بحوالۂ سیرت المصطفیٰ صفحہ ۸۹/۸۸)

دوسرا دور

تین برس کے اس خفیہ دعوت اسلام میں مسلمانوں کی ایک جماعت تیار ہوگئی اس کے بعد رب کریم نے اپنے حبیب پاک ﷺ پر سورۂ ''شعراء'' کی آیت نازل فرمائی '' وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ''(پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء ع ۱۱)

ترجمہ:۔اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔

چنانچہ رب کریم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایک روز نبی کریم ﷺ کوہ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر '' یا معشر قریش '' کہہ کر قبیلۂ قریش کو پکارا سب جمع ہوگئے، آپ نے فرمایا اے میری قوم! اگر میں تم سے یہ کہہ دوں کہ پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر چھپا ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کروگے؟ تو سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ہم آپ کی بات کا ضرور یقین کریں گے کیوں کہ آپ صادق وامین ہونے کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی سے اس طرف کا بھی مشاہدہ فرمارہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا رہا ہوں اگر تم ایمان نہ لاؤگے تو تم پر عذاب الٰہی اتر پڑے گا یہ سن کر اہل قریش جن میں ابولہب بھی تھا سخت ناراض ہوئے اور آپ کی شان میں اول فول بکتے ہوئے چلے گئے۔ (بخاری جلد دوم صفحہ ۷۰۲)

تیسرا دور

اب وہ وقت آ گیا کہ اعلان نبوت کے چوتھے سال سورۂ حجر کی آیت نازل ہوگئی '' فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ '' (پارہ ۱۴ سورۃ الحجر ع ۶)

ترجمہ:۔تو اعلانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے۔اور مشرکوں سے منہ پھیرلو۔

رب کریم نے حکم دیا کہ اے محبوب آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اسے علی الاعلان بیان فرمائیے اور

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

اپنا دین ظاہر کرنے پر مشرکوں کے ملامت کرنے کی پرواہ نہ کریں اور نہ ان کی طرف ملتفت ہوں اور ان کے تمسخر اور استہزا کا غم نہ کریں، اس حکم کے بعد آپ اعلانیہ طور پر دین اسلام کی تبلیغ فرمانے لگے، شرک وبت پرستی کی کھل کر برائی بیان فرمانے لگے جس کی وجہ سے پورا عرب آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہوگیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ومسلمانوں کے لئے طرح طرح کی اذیتیں وتکالیف برداشت کرنے اور صبر وشکر کے ساتھ معاندین اسلام کا مقابلہ کرنے کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوگیا

وفد کفار بارگاہ رسالت میں

رب کائنات کے اعلانیہ تبلیغ اسلام کے حکم کو پاکر حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے جانثار صحابہ بے شمار تکالیف اور طرح طرح کی اذیتوں کو برداشت کرتے ہوئے دین حق کی تبلیغ میں پورے طور سے لگ گئے حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے جانثار صحابہ پر کفاران مکہ کے پیہم حملے ہوتے رہتے مگر آقائے کریم ﷺ اور آپ کے جاں نثار صحابہ چوٹوں پہ چوٹ کھاتے ہوئے اعلائے کلمۃ الحق وتبلیغ اسلام میں سرگرم عمل رہتے۔ جس کو دیکھ کر سرداران قریش سوچنے پر مجبور ہوگئے۔ حرم کعبہ میں بیٹھے ہوئے یہ سوچنے لگے کہ آخر اتنی تکالیف اور سختیاں برداشت کرنے کے باوجود محمد (ﷺ) اپنی تبلیغ کیوں بند نہیں کرتے؟ آخر ان کا مقصد کیا ہے؟ ممکن ہے عزت وجاہ یا سرمایہ داری ودولت کے خواہاں ہوں؟ چنانچہ سرداران قریش نے عتبہ بن ربیعہ کو اپنا نمائندہ بنا کر حضور ﷺ کے پاس بھیجا۔ عتبہ تنہائی میں آپ سے ملا اور کہنے لگا اے محمد (ﷺ) آخر اس دعوت اسلام سے آپ کا کیا مقصد ہے؟ کیا آپ مکہ کی سرداری چاہتے ہیں؟ یا عزت ودولت کے خواہاں ہیں؟ یا کسی بڑے گھرانے میں شادی کے خواہش مند ہیں؟ آپ کھلے دل سے کہہ دیجئے میں ضمانت لیتا ہوں اگر آپ دعوت اسلام سے باز آجائیں تو آپ کی ہر خواہش وتمنا پوری کردی جائے گی۔

ساحرانہ تقریر

عتبہ کی یہ ساحرانہ تقریر سن کر حضور رحمت عالم ﷺ نے جواب میں قرآن مجید کی چند آیتیں

تلاوت فرمائیں۔جن کو سن کر عتبہ اس قدر متاثر ہوا کہ اس کے جسم کا رونگٹا اور بدن کا بال بال خوف رب ذوالجلال سے لرزنے اور کانپنے لگا اور اس کے بعد سرکار دوعالم ﷺ کے دہن مبارک پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں آپ کو رشتہ داری کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ بس کیجیے۔میرا دل اس کلام کی عظمت سے پھٹا جاتا ہے۔عتبہ بارگاہ رسالت سے واپس ہوا مگر اس کے دل کی دنیا میں ایک عظیم انقلاب رونما ہو چکا تھا۔عتبہ بڑا ہی ساحر البیان خطیب اور انتہائی فصیح وبلیغ آدمی تھا۔اس نے سرداران قریش سے واضح انداز میں کہہ دیا کہ محمد (ﷺ) جو کلام پیش کرتے ہیں وہ نہ جادو ہے نہ کہانت، نہ شاعری بلکہ وہ کوئی اور ہی چیز ہے۔لہٰذا میری رائے ہے کہ تم لوگ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔اگر وہ کامیاب ہو کر سارے عرب پر غالب ہو گیے تو اس میں ہم قریشیوں کی ہی عزت بڑھے گی ورنہ سارا عرب ان کو خود ہی فنا کر دے گا۔قریش کے سرکش کافروں نے عتبہ کا یہ مخلصانہ اور مدبّرانہ مشورہ نہیں مانا۔بلکہ اپنی مخالفت اور ایذا رسانیوں میں اور زیادہ اضافہ کر دیا ۔(زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۲۵۸ و سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ ۲۹۴)

وفد قریش ابوطالب کے پاس

چند معزز روسا حضور کے چچا ابوطالب کے پاس آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت اسلام اور بت پرستی کے خلاف تقریروں کی شکایت کی، ابوطالب نے نہایت نرمی کے ساتھ انہیں سمجھا بجھا کر رخصت کر دیا اور حضور رحمت عالم ﷺ بدستور سابق خدا کے فرمان ''فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ'' کی تعمیل کرتے ہوئے علی الاعلان شرک و بت پرستی کی مذمت اور دعوت توحید کا وعظ فرماتے ہی رہے، جس کی وجہ سے قریش کا غصہ پھر بھڑک اٹھا، چنانچہ تمام سرداران قریش باہم مل کر ابوطالب کے پاس آئے اور یہ کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرنا بند نہیں کر رہا ہے اس لیے یا تو آپ درمیان سے ہٹ جائیں اور اپنے بھتیجے کو ہمارے سپرد کر دیں یا پھر آپ بھی کھل کر ان کے ساتھ میدان میں نکل پڑیں تاکہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے؟

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

قریش کے تیور

ابوطالب نے قریش کا تیور دیکھ کر سمجھ لیا کہ اب بہت ہی خطرناک اور نازک گھڑی آپڑی ہے اس لئے ابوطالب نے حضور اقدس ﷺ کو انتہائی مخلصانہ و مشفقانہ لہجے میں سمجھایا کہ: میرے بھتیجے اپنے بوڑھے چچا پر رحم کرو اور بڑھاپے میں مجھ پر اتنا بوجھ مت ڈالو کہ میں اٹھا نہ سکوں۔میری رائے یہ ہے کہ تم کچھ دنوں کے لئے دعوت اسلام موقوف کر دو؟

ارشاد رحمت عالم

چچا کی گفتگو سن کر رحمت عالم ﷺ نے فرمایا چچا جان! خدا کی قسم اگر قریش میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند لا کر رکھ دیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہ آؤں گا یا تو خدا اس کام کو پورا فرمادے گا یا تو خود دین اسلام پر نثار ہو جاؤں گا۔حضور رحمت عالم ﷺ کی یہ ایمانی تقریر سن کر ابوطالب کا دل پسیج گیا اور وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کے ہاشمی رگوں کے خون کا قطرہ قطرہ بھتیجے کی محبت میں گرم ہو کر کھولنے لگا اور انتہائی جوش سے کہا کہ جان عم! جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں جب تک میں زندہ ہوں کوئی تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتا۔(سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ ۲۶۶)

ہجرت حبشہ ۵ نبوی

کفار مکہ نے جب اپنے ظلم وستم سے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو حضور رحمت عالم ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ جا کر پناہ لینے کا حکم دے دیا۔

نجاشی

حبشہ کا بادشاہ جس کا نام ''اصحمہ'' اور لقب ''نجاشی'' تھا عیسائی دین کا پابند تھا مگر بہت ہی انصاف پسند اور رحم دل اور توراۃ وانجیل وغیرہ آسمانی کتابوں کا بہت ہی ماہر عالم تھا۔اعلان نبوت کے پانچویں سال رجب کے مہینے میں گیارہ (۱۱) مرد اور چار (۴) عورتوں نے حبشہ کی جانب

ہجرت کی۔(زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۲۷۰)

شاہ حبشہ وعلمائے انجیل کا دامن اسلام میں آنا

ان مہاجرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے قدموں کی برکتوں سے شاہ حبشہ وعلماء انجیل کا دامن اسلام میں آنا اور شاہ نجاسی کی کفش برداری کی روایت، نیز شاہ حبشہ کی نماز جنازہ حضور نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اداء کرنا اور نبی کریم ﷺ کا بارگاہ یزدی میں شاہ حبشہ کے لیے دعائے مغفرت کرنا اور شاہ حبشہ کی قبر سے انوار و تجلیات کا ظاہر ہونا فقیر راقم الحروف نے اپنی کتاب ''اوصاف المحبّین''میں قرآن واحادیث کے حوالوں کے ساتھ تفصیلاً تحریر کیا ہے۔شائقین اس کا مطالعہ فرمائیں؟

شعب ابی طالب میں محصوری (شوشل بائکاٹ)

واقعہ یاد کرو شعب ابوطالب کا آپ سے کوئی بھی برگشتہ مسلماں نہ ہوا

اعلان نبوت کے ساتویں سال ۷ھ نبوی میں کفار مکہ نے جب دیکھا کہ روز بروز مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے اور حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے بہادران قریش بھی دامن اسلام میں آگئے۔تو غیظ وغضب میں یہ لوگ آپے سے باہر ہوگئے اور تمام سرداران قریش اور مکہ کے دوسرے کفار نے یہ اسکیم بنائی کہ :حضور اقدس ﷺ اور آپ کے خاندان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے اور ان لوگوں کو کسی تنگ وتاریک جگہ میں محصور کر کے ان کا دانہ پانی بند کر دیا جائے۔تاکہ یہ لوگ مکمل طور پر تباہ وبرباد ہو جائیں۔چنانچہ اسی خوفناک تجویز کے مطابق قبائل قریش نے آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ جب تک بنی ہاشم محمد(ﷺ) کو قتل کے لئے ہمارے حوالے نہ کردیں اس وقت تک مقاطعہ جاری رکھا جائے جو معاہدہ لکھا گیا وہ اس طرح ہے۔

(۱) کوئی شخص بنو ہاشم کے خاندان میں شادی بیاہ نہ کرے۔

(۲) کوئی شخص ان لوگوں کے ہاتھ کسی قسم کے سامان کی خرید وفروخت نہ کرے۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

(۳) کوئی شخص ان لوگوں سے میل جول،سلام کلام اور ملاقات وبات چیت نہ کرے۔

(۴) کوئی شخص ان لوگوں کے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان نہ جانے دے۔

منصور بن عکرمہ نے اس معاہدہ کو لکھا اور تمام سرداران قریش نے اس پر دستخط کر کے ان تجاویز کو کعبہ کے اندر آویزاں کر دیا۔

حضور ﷺ اور دوسرے تمام خاندان والوں کو ساتھ لے کر ابو طالب مجبوراً پہاڑ کی اس گھاٹی میں جس کا نام ''شعب ابی طالب'' ہے پناہ گزیں ہوئے اور قیدیوں کی زندگی بسر کرنے لگے۔یہ تین برس کا زمانہ اتنا سخت اور کٹھن گزرا کہ بنو ہاشم درختوں کے پتے اور سوکھے چمڑے چبا چبا کر کھاتے تھے اور ان کے بچے بھوک پیاس کی شدت سے تڑپ تڑپ کر دن رات رویا کرتے تھے

دانہ پانی بند:۔سنگ دل اور ظالم کافروں نے ہر طرف پہرہ بٹھا دیا تھا کہ کہیں سے بھی گھاٹی کے اندر دانہ پانی نہ جانے پائے۔(زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۲۷۸)

بائیکاٹ کا خاتمہ

مسلسل تین سال تک حضور رحمت عالم ﷺ اور خاندان بنو ہاشم ان ہوش ربا مصائب کو جھیلتے رہے یہاں تک کہ خود قریش کے کچھ رحم دل لوگوں کو بنو ہاشم کی ان مصیبتوں پر رحم آگیا اور ان لوگوں نے اس ظالمانہ معاہدہ کو توڑنے کی تحریک اٹھائی آخر کار وہ تحریک کامیاب ثابت ہوئی رحمت عالم ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق''اس معاہدہ کو دیمک نے چاٹ لیا ہے صرف اسم ذات''اللہ''باقی ہے۔

اس کے بعد جب دستاویز کو کعبہ کے اندر سے نکالا گیا تو واقعی ایسا ہی نکلا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے نام کے پورے دستاویز کے حروف کو کیڑوں نے کھا لیا تھا۔مطعم بن عدی نے سب کے سامنے اس دستاویز کو پھاڑ کر پھینک دیا اور پھر قریش کے چند بہادر باوجودیکہ یہ سب کے سب اس وقت کفر کی حالت میں تھے۔ہتھیار لیکر گھاٹی میں پہونچے اور خاندان بنو ہاشم کے ایک ایک آدمی کو وہاں سے نکال لائے۔یہ واقعہ ۱۰ھ نبوی کا ہے اور منصور بن عکرمہ جس نے ان تجاویز کو لکھا تھا اس پر یہ قہر الٰہی ٹوٹ پڑا کہ اس کا ہاتھ شل ہو کر سوکھ گیا۔(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۶)

عام الحزن (غم کا سال) ۱۰ھ نبوی

وصال حضرت خدیجۃ الکبریٰ

حضور اقدس ﷺ ''شعب ابی طالب'' سے نکل کر کاشانۂ نبوت میں تشریف فرما ہوئے ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ آپ کے مشفق ومہربان چچا ابو طالب کا ۱۰ نبوی میں انتقال ہوگیا جس کا اثر نبی کریم ﷺ کے دل پر ابھی تازہ ہی تھا کہ ٹھیک تین دن کے بعد آپ کی رفیق حیات ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی وصال ہوگیا ''اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ'' مکہ میں آپ کے چچا ابو طالب کے بعد سب سے زیادہ جس ہستی نے رحمت عالم ﷺ کی نصرت وحمایت میں اپنا تن من دھن سب قربان کیا وہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات گرامی وقار تھی، جس وقت دنیا میں کوئی آپ کا مخلص مشیر اور غم خوار نہیں تھا اس وقت حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ ہی غم گسار تھیں کہ ہر پریشانی کے موقع پر پوری جاں نثاری کے ساتھ آپ کی غم گساری اور دل داری کرتی رہتی تھیں۔ اس لئے ابو طالب اور حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں ہمدردوں کی وفات سے آپ کے قلب مبارک پر اتنا عظیم صدمہ گزرا کہ آپ نے اس سال کا نام ہی ''عام الحزن'' (غم کا سال) رکھ دیا حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رمضان المبارک ۱۰ نبوی میں وفات پائی بوقت وفات ۶۵ برس کی عمر پاک تھی۔ مقام حجون ''قبرستان جنت المعلی'' میں مدفون ہوئیں۔ حضور رحمت عالم ﷺ خود بنفس نفیس ان کی قبر مبارک میں اترے اور اپنے بابرکت ہاتھوں سے ان کی لاش مبارکہ کو زمین کے سپرد فرمایا۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۲۹۶)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

پانچواں باب

مدینہ میں آفتاب رسالت کی ضیا باریاں

مدینہ میں اسلام کیسے پھیلا

انصار اگرچہ بت پرست تھے مگر یہودیوں کے میل جول سے اتنا جانتے تھے کہ نبی آخر الزماں کا ظہور ہونے والا ہے اور مدینہ کے یہودی اکثر انصار کے دونوں قبیلوں (۱) اوس (۲) خزرج'' کو دھمکیاں بھی دیا کرتے تھے کہ نبی آخر الزماں کے ظہور کے وقت ہم ان کے لشکر میں شامل ہوکر بت پرستوں کو دنیا سے نیست ونابود کر ڈالیں گے۔ اس لئے نبی آخر الزماں کی تشریف آوری کا یہود اور انصار دونوں کو انتظار تھا۔

۱۱ھ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ معمول کے مطابق حج میں آنے والے قبائل کو دعوت اسلام دینے کیلئے ''منیٰ'' کے میدان میں تشریف لے گئے۔ اور قرآن مجید کی آیتیں سنا سنا کر لوگوں کے سامنے اسلام پیش فرمانے لگے۔ حضور نبی کریم ﷺ مقام منی میں ''عقبیٰ'' (گھاٹی) کے پاس جہاں آج ''مسجد العقبیٰ'' ہے تشریف فرما تھے کہ مدینہ سے قبیلۂ خزرج کے چھ لوگ آپ کے پاس آگئے۔ آپ نے ان لوگوں سے ان کا نام ونسب پوچھا؟ پھر قرآن پاک کی چند آیتیں سنا کر ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ جس سے یہ لوگ بے حد متاثر ہو گئے اور ایک دوسرے کا منھ دیکھ کر کہنے لگے کہ یہودی جس نبی آخر الزماں کی خوش خبری دیتے رہے ہیں یقیناً وہ نبی یہی ہیں۔ لہٰذا ایسا نہ ہو کہ یہودی ہم سے پہلے اسلام کی دعوت قبول کر لیں۔ یہ کہتے ہوئے سب ایک ساتھ مسلمان ہو گئے اور مدینہ جا کر اپنے اہل خاندان اور رشتہ داروں کو بھی اسلام کی دعوت دی۔

مدینہ کے چھ خوش نصیب دامن اسلام میں

جن چھ خوش نصیبوں نے پہلے اسلام قبول کیا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابوالہیثم بن تیہان (۲) حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ (۳) حضرت عوف بن حارث (۴) حضرت رافع بن مالک (۵) حضرت قطبہ بن عامر بن حدید (۶) حضرت جابر بن عبداللہ بن رباب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ صفحہ ۵۱ و زرقانی ج ۱ صفحہ ۳۱۰)

بیعت عقبہ اولیٰ

دوسرے سال ۱۲ھ نبوی میں بوقت حج مدینہ کے بارہ لوگ منی کی اس گھاٹی میں چھپ کر حضور رحمت عالم ﷺ سے بیعت کی اور مشرف با اسلام ہوئے۔ تاریخ اسلام میں اسی بیعت کو بیعت عقبہ اولی کہتے ہیں۔

مخلصانہ درخواست

دامن اسلام میں آنے والے مخلصین نے حضور رحمت عالم ﷺ سے یہ مخلصانہ درخواست بھی پیش کی کہ احکام اسلام کی تعلیم کے لئے کوئی معلم بھی ہمیں عنایت فرمایا جائے؟ چنانچہ معلم کائنات ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان لوگوں کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا۔ وہ مدینہ منورہ میں حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر ٹھہرے اور انصار کے ایک ایک گھر میں جا جا کر اسلام کی تبلیغ کرنے لگے اور روز آنہ ایک دو نئے آدمی آغوش اسلام میں آنے لگے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ مدینہ سے ''قبا'' تک گھر گھر اسلام پھیل گیا۔

سردار اوس دامن اسلام میں

قبیلۂ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بہت ہی بہادر اور بااثر شخص تھے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے جب ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی تو انہوں نے پہلے اسلام سے نفرت و بیزاری ظاہر کی۔ مگر جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

تعالیٰ عنہٗ نے ان کو قرآن مجید پڑھکر سنایا تو ایک دم ان کا دل نرم پڑ گیا اور اس قدر متاثر ہوئے کہ سعادت ایمان سے سرفراز ہو گئے۔ ان کے مسلمان ہوتے ہی ان کا پورا قبیلہ دامن اسلام میں آ گیا۔ **فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک**

معراج جسمانی

بقول مشہور اسی سال ماہ رجب المرجب کی ستائیسویں رات کو حضور رحمت عالم ﷺ کو بحالت بیداری ''معراج جسمانی'' ہوئی اور اسی سفر معراج میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ (زرقانی جلد اول صفحہ ۳۱۶)

تحفہ میں دیں نمازیں محبوب کو محبّ نے تحفے ہے کتنا پیارا معراج مصطفیٰ کا

(نوٹ) سفر معراج کو تفصیلاً جاننے کے لئے شائقین فقیر راقم الحروف کی کتاب ''حیاۃ الانبیاء واولیاء دلائل وواقعات کے آئینے میں'' مطالعہ فرمائیں۔

بیعت عقبہ ثانیہ

۱۳ھ نبوی میں حج کے موقع پر مدینہ کے تقریباً ۷۲ لوگوں نے منیٰ کی اسی گھاٹی میں اپنے بت پرست ساتھیوں سے چھپ کر حضور ﷺ کے دست حق پر بیعت کی اور یہ عہد کیا کہ ہم لوگ آپ کی اور اسلام کی حفاظت کے لئے اپنی جان قربان کر دیں گے، اس موقع پر حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی موجود تھے جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، انہوں نے مدینہ والوں سے کہا کہ دیکھو محمد ﷺ اپنے خاندان بنی ہاشم میں ہر طرح محترم اور باعزت ہیں، ہم لوگوں نے دشمنوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر ہمیشہ ان کی حفاظت کی ہے اب تم لوگ ان کو اپنے وطن میں لے جانے کے خواہشمند ہو تو سن لو! اگر مرتے دم تک تم لوگ ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر ہے ورنہ ابھی سے کنارہ کش ہو جاؤ، یہ سن کر براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ طیش میں آ کر کہنے لگے کہ ''ہم لوگ تلواروں کی گود میں پلے ہیں'' حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ حضرت ابوالہیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بات کاٹتے

ہوئے کہا کہ ''یارسول اللہ! ہم لوگوں کے یہودیوں سے پرانے تعلقات ہیں اب ظاہر ہے کہ ہمارے مسلمان ہوجانے کے بعد یہ تعلقات ٹوٹ جائیں گے، کہیں ایسا نہ ہو کہ جب اللہ تعالیٰ آپ کو غلبہ عطا فرمائے تو آپ ہم لوگوں کو چھوڑ کر اپنے وطن مکہ چلے جائیں؟ یہ سن کر حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ تم لوگ اطمینان رکھو'' تمہارا خون میرا خون ہے'' اور یقین کرو کہ ''میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے'' میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو، تمہارا دشمن میرا دشمن اور تمہارا دوست میرا دوست ہے۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۳۱۷ وسیرت ابن ہشام جلد چہارم صفحہ ۴۴۱ تا ۴۴۲)

بارہ نقبا

جب انصار یہ بیعت کررہے تھے تو حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے یا حضرت عباس بن نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کہا کہ میرے بھائیو! تمہیں یہ بھی خبر ہے؟ کہ تم لوگ کس چیز پر بیعت کررہے ہو؟ خوب سمجھ لو کہ یہ عرب وعجم کے ساتھ اعلان جنگ ہے انصار نے طیش میں آکر نہایت ہی پرجوش لہجے میں کہا کہ ہاں ہم لوگ اسی پر بیعت کررہے ہیں، بیعت ہو جانے کے بعد آپ نے اس جماعت میں سے بارہ آدمیوں کو نقیب (سردار) مقرر فرمایا۔ ان میں نو آدمی قبیلۂ خزرج اور تین اشخاص قبیلۂ اوس کے تھے۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۳۱۷ وسیرۃ مصطفیٰ صفحہ ۱۱۹/۱۲۰)

ہجرت مدینہ

جب اسلام اور مسلمانوں کو مدینہ منورہ میں پناہ مل گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے صحابۂ کرام کو عام اجازت دے دی کہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ چلے جائیں۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ہجرت کی ان کے بعد یکے بعد دیگرے دوسرے لوگ بھی مدینہ روانہ ہونے لگے۔ جب کفار قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے روک ٹوک شروع کردی۔ مگر چھپ چھپا کر لوگوں نے ہجرت کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بہت سے صحابہ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

کرام مدینہ منورہ چلے گئے صرف وہی حضرات مکہ میں رہ گئے جو یا تو کافروں کی قید میں تھے یا اپنی مفلسی کی وجہ سے مجبور تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو چونکہ ابھی تک خدا کی طرف سے ہجرت کا حکم نہیں ملا تھا اس لئے آپ مکہ ہی میں مقیم رہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وحضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو بھی آپ نے روک لیا تھا۔ لہٰذا یہ دونوں شمع نبوت کے پروانے بھی آپ ہی کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

کفار کا اجتماع

کفار مکہ نے جب یہ دیکھ لیا کہ حضور نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کے مددگار مکہ کے باہر مدینہ میں بھی ہوگئے اور مدینہ جانے والے مسلمانوں کو انصار نے اپنی پناہ میں لے لیا ہے تو کفار مکہ کو یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محمد (ﷺ) بھی مدینہ چلے جائیں اور وہاں سے اپنے حامیوں کی فوج لیکر مکہ پر چڑھائی کردیں۔

دارالندوہ

چنانچہ اسی خطرہ کا دروازہ بند کرنے کے لئے کفار مکہ نے اپنے ''دارالندوہ'' (پنچایت گھر) میں ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد کی جس میں کفار مکہ کا ایسا زبردست اجتماع تھا کہ مکہ کا کوئی بھی ایسا دانشور اور بااثر شخص نہ تھا جو اس کانفرنس میں شریک نہ ہوا ہو، شیطان لعین بھی کمبل اوڑھے ایک بزرگ شیخ کی صورت میں آگیا۔ سرداران قریش نے نام ونسب پوچھا تو بولا کہ ''میں شیخ نجد ہوں'' اس لیے اس کانفرنس میں آگیا ہوں کہ میں بھی تمہارے معاملے میں اپنی رائے پیش کروں۔ یہ سن کر سرداران قریش نے ابلیس کو بھی اپنی کانفرنس میں شریک کرلیا اور پھر کانفرنس کی کاروائی شروع ہوگئی۔

حضور نبی کریم ﷺ کا معاملہ جب پیش ہوا تو ''ابوالبختر ی'' نے یہ رائے دی کہ ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر کسی کوٹھری میں بند کردیا جائے اور کسی سوراخ سے ان کو کھانا پانی دیتے

رہیں۔ ابوالاسود ربیعہ بن عمرو عامری نے مشورہ دیا کہ ان کو مکہ سے نکال دیا جائے تاکہ یہ کسی دوسرے شہر میں جا کر رہیں اس طرح ہمیں ان کے تبلیغ سے نجات مل جائے گی۔ شیخ نجدی نے ان تمام مشوروں کو کاٹتے ہوئے کہا کہ یہ تجاویز کسی طرح درست نہیں ہیں۔

قتل کا مشورہ

ابوجہل نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے کا ایک ایک مشہور بہادر تلوار لے کر اٹھ کھڑا ہو اور سب یکبارگی حملہ کر کے محمد (ﷺ) کو قتل کر ڈالیں اس تدبیر سے خون کرنے کا جرم تمام قبائل کے سر رہے گا اور خاندان بنو ہاشم کے پاس تمام قبائل سے اس خون کا بدلہ لینے کے لئے لڑنے کی طاقت نہیں ہے، وہ مجبوراً خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم سب مل کر آسانی سے خون بہا کی رقم ادا کر دیں گے، ابوجہل کی یہ خونی تجویز سن کر شیخ نجدی خوشی سے اچھل پڑا اور کہا بیشک یہ تجویز بالکل درست ہے، اس کے سوا کوئی اور تجویز قابل قبول نہیں ہو سکتی، چنانچہ تمام شرکاء کانفرنس نے اتفاق رائے سے اس تجویز کو پاس کر دیا اور مجلس شوریٰ برخاست ہوگئی۔

رب کریم جل جلالہ نے سورۂ انفال میں اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا" وَاِذْ یَمْکُرُبِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ، وَیَمْکُرُوْنَ وَ یَمْکُرُ اللّٰہُ، وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ " (پارہ ۹ سورۃالانفال ع ۴)

ترجمہ:۔ اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔ (کنزالایمان)

الانتباہ:۔ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر کیا تھی اور کس طرح اس قادر و قیوم نے اپنے حبیب ﷺ کی حفاظت فرمائی ؟ اور کس طرح کافروں کی ساری اسکیموں کو تہس نہس فرما دیا؟ آنے والے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

واقعہ ہجرت

حضور اقدس ﷺ کے قتل پر متفق ہو کر کفار مکہ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوئے، ادھر رب کریم کا حکم لے کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوگئے کہ اے محبوب آج رات کو اپنے بستر پر نہ سوئیں بلکہ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جائیں؟ چنانچہ نبی کریم ﷺ دوپہر کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے فرمایا سب گھر والوں کو ہٹا دو کچھ مشورہ کرنا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہاں آپ کی اہلیہ حضرت عائشہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے (اس وقت حضرت عائشہ سے حضور کی شادی ہو چکی تھی) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو بکر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کی اجازت عطا فرما دی ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے بھی ہم رکابی کا شرف عطا فرمایئے؟ آپ نے منظوری دیدی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے چار ماہ سے دو اونٹنیاں ببول کی پتی کھلا کھلا کر تیار کی تھیں کہ بوقت ہجرت یہ سواری کے کام آئیں گی، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے ایک اونٹنی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، چوں کہ ان دنوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت کم عمر تھیں اس لئے ان کی بڑی بہن حضرت بی بی اسما رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سامان سفر درست کیا، اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ایک کافر جس کا نام عبداللہ بن اریقط تھا جو راستوں کا ماہر تھا راہنمائی کے لیے اسے اجرت پر نوکر رکھا تھا ان دونوں اونٹوں کو اس کے سپرد کر کے فرمایا کہ تین راتوں کے بعد وہ انہیں لے کر غار ثور کے پاس آ جائے، یہ تمام انتظام کر کے نبی کریم ﷺ اپنے مکان پر تشریف لائے ۔ (بخاری جلد اول باب ہجرۃ النبی ﷺ صفحہ ۳۵۳/۳۵۴)

کاشانۂ نبوت کا محاصرہ

کفار مکہ نے اپنے پروگرام کے مطابق کاشانۂ نبوت کو گھیر لیا اور انتظار کرنے لگے کہ حضور

اقدس ﷺ سو جائیں تو ان پر قاتلانہ حملہ کیا جائے۔اس وقت گھر میں حضور نبی کریم ﷺ کے
پاس صرف حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے کفار مکہ اگر چہ رحمت عالم ﷺ کے بدترین
دشمن تھے تاہم حضور نبی کریم ﷺ کی امانت و دیانت پر کفار مکہ کو اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنے قیمتی
مال واسباب کو بطور امانت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رکھا کرتے تھے۔چنانچہ اس وقت
بھی بہت سی امانتیں کاشانۂ نبوت میں تھیں اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم میری سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو اور میرے
چلے جانے کے بعد تم قریش کی تمام امانتیں ان کو سونپ کر مدینہ چلے آنا۔

جان ولایت بستر نبوت پر

حضور رحمت عالم ﷺ نے بستر نبوت پر جان ولایت کو سلا کر ایک مٹھی خاک ہاتھ میں لی اور
سورۂ یٰسین کی ابتدائی آیتوں کی تلاوت فرماتے ہوئے کاشانۂ نبوت سے باہر تشریف لائے اور
محاصرہ کرنے والے کافروں کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے مجمع سے صاف نکل گئے
۔نہ کسی کو نظر آئے نہ کسی کو کچھ خبر ہوئی۔ایک دوسرا شخص جو اس مجمع میں موجود نہ تھا اس نے ان
لوگوں کو خبر دی کہ محمد (ﷺ) تو یہاں سے نکل گئے اور چلتے وقت تمہارے سروں پر خاک ڈال
گئے ہیں۔چنانچہ ان کم بختوں نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرا تو واقعی ان کے سروں پر خاک اور
دھول پڑی ہوئی تھی۔(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۷)

حرم کعبہ کو الوداعیہ

اداس کعبہ و زمزم اداس کوہ حرا یہ کون چھوڑ کے مکہ گیا مدینے میں

رحمت عالم ﷺ اپنے دولت خانہ سے نکل کر ''مقام حزوہ'' کے پاس کھڑے ہو کر بڑی
حسرت سے ''کعبہ'' کو دیکھا اور فرمایا کہ اے شہر مکہ! تو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ پیارا ہے۔اگر
میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت پذیر نہ ہوتا۔ادھر حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ طے شدہ پلان کے تحت اسی جگہ آ گئے اور اس خیال سے کہ کفار مکہ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ہمارے قدموں کے نشان سے ہمارا راستہ پہچان کر ہمارا پیچھا نہ کریں پھر یہ بھی دیکھا کہ رحمت
عالم ﷺ کے پائے نازک زخمی ہو گئے ہیں۔اس لئے صدیق اکبر نے اپنے کندھوں پر سوار کر لیا
اس طرح خاردار جھاڑیوں اور نوک دار پتھروں والی پہاڑیوں کو روندتے ہوئے اسی رات ''غار
ثور'' پہونچے۔(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۸)

یار غار کو مار غار نے کاٹ لیا

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے خود غار ثور میں داخل ہوئے اور اچھی طرح غار
کی صفائی کی اور اپنے بدن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے تمام سوراخوں کو بند کیا۔پھر حضور اکرم
ﷺ غار کے اندر تشریف لے گیے۔اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر
مبارک رکھکر سو گیے۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سوراخ کو اپنی ایڑی سے
بند کر رکھا تھا۔سوراخ کے اندر سے ایک سانپ نے بار بار یار غار کے پاؤں میں کاٹا مگر صدیق
جاں نثار نے اس خیال سے پاؤں نہیں ہٹایا کہ رحمت عالم کے خواب راحت میں خلل نہ پڑ جائے مگر
شدت درد سے یار غار کے آنسوؤں کی دھار کے چند قطرات سرور کائنات کے رخسار پر نثار ہو گئے
جس سے رحمت عالم بیدار ہو گئے اور اپنے یار غار کو روتا دیکھ کر بے قرار ہو گیے۔پوچھا ابو بکر؟ کیا ہوا؟
عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے یہ سنکر رحمت عالم ﷺ نے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا
دیا۔جس سے سارا درد فوراً ہی جاتا رہا۔(زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۳۳۹)

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

ادھر رحمت عالم ﷺ یار غار کے ساتھ ''غار ثور'' میں تشریف فرما ہیں۔ادھر کاشانۂ نبوت کا
محاصرہ کرنے والے کفار جب صبح کو مکان میں داخل ہوئے تو بستر نبوت پر حضرت شیر خدا رضی
اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ظالموں نے تھوڑی دیر آپ سے پوچھ گچھ کر کے آپ کو چھوڑ دیا۔پھر رحمت
عالم کی تلاش و جستجو میں مکہ کا چپہ چپہ چھان مارا یہاں تک کہ تلاش کرتے کرتے ''غار ثور'' تک

پہونچ گئے۔ مگر غار کے منھ پر حفاظت الٰہیہ کا قدرتی پہرہ لگا ہوا تھا یعنی غار کے منھ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا اور کنارے پر کبوتری نے انڈے دے رکھے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر کفار قریش کہنے لگے کہ اگر اس غار میں کوئی انسان موجود ہوتا تو نہ مکڑی جالا تنتی، نہ کبوتری یہاں انڈے دیتی؟ ادھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار کی آہٹ پا کر کچھ گھبرائے اور عرض کیا یا رسول اللہ! دشمن اس قدر قریب آ گئے ہیں اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں گے تو ہم کو دیکھ لیں گے، حضور ﷺ نے فرمایا "لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" (پارہ۱۰ سورۂ توبہ ع۶) ترجمہ:۔ غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ "فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ" (پارہ۱۰ سورۂ توبہ ع۶) ترجمہ:۔ تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا اور قلب کو اطمینان عطا فرمایا۔ جس سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل ہی بے خوف ہو گئے۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۳۴۷)

بہرحال چوتھے دن یکم ربیع الاول پیر کے دن حضور نبی کریم ﷺ اپنے یار غار کے ساتھ "غار ثور" سے باہر تشریف لائے اور طے شدہ پلان کے تحت عبداللہ بن اریقط کی راہنمائی میں ایک اونٹ پر رحمت عالم سوار ہوئے اور دوسرے پر حضرت صدیق اکبر و حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیٹھے اور عبداللہ بن اریقط آگے آگے پیدل چلنے لگے اور ساحل سمندر کے غیر معروف راستوں سے سفر شروع ہوا۔ (سیرت مصطفیٰ صفحہ ۱۲۸)

سو اونٹ کا انعام

ادھر اہل مکہ نے اشتہار دے رکھا تھا کہ جو شخص محمد (ﷺ) کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو سو اونٹ انعام ملے گا۔ اس گراں قدر انعام کے لالچ میں بہت سے لالچی لوگوں نے حضور ﷺ کی تلاش شروع کر دی اور کچھ لوگ تو دور منزلوں تک تعاقب میں گئے۔

ام معبد کی بکری

دوسرے روز مقام "قدید" میں ام معبد عاتکہ بنت خالد خزاعیہ کے مکان پر آپ کا گذر ہوا۔ ام معبد ایک ضعیفہ عورت تھیں جو اپنے خیمے کے صحن میں بیٹھ کر مسافروں کو کھانا پانی دیا کرتی

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

تھیں، نبی کریم ﷺ نے ان سے کچھ کھانا پانی خریدنے کا قصد فرمایا مگر ان کے پاس کوئی چیز موجود نہ تھی، آپ نے ان کی لاغر بکری کو دیکھ کر فرمایا کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ ام معبد نے کہا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر تم اجازت دو تو میں اس سے دودھ دوہ لوں! ان کی اجازت پر آپ نے بسم اللہ پڑھ کر اس کے تھن کو ہاتھ لگایا اس کا تھن دودھ سے بھر گیا اور اتنا دودھ نکلا کہ سب سیراب ہو گئے اور ام معبد کے تمام برتن دودھ سے بھر گئے یہ معجزہ دیکھ کر ام معبد اپنے خاوند کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہو گئیں (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۶۱)

تاریخ شاہد ہے کہ ام معبد کی یہ بکری ۱۸ھ تک زندہ رہی اور برابر دودھ دیتی رہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جب "عام الرمادہ" کا سخت قحط پڑا تمام جانوروں کے تھنوں کا دودھ خشک ہو گیا اس وقت بھی یہ بکری صبح و شام برابر دودھ دیتی رہی۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۳۴۶)

سراقہ کا گھوڑا

نبی کریم ﷺ ادھر ام معبد کے گھر سے روانہ ہوئے ادھر مکہ کا مشہور شہسوار سراقہ بن مالک بن جعشم تیز رفتار گھوڑے سے تعاقب کرتا نظر آیا قریب پہونچ کر حملے کا ارادہ کیا گھوڑے نے ٹھوکر کھائی وہ گھوڑے سے گر پڑا مگر سو اونٹوں کے انعام کے لالچ نے اسے دوبارہ حملے کے لیے آگے بڑھایا۔ نبی کریم ﷺ کی دعا سے پتھریلی زمین میں سراقہ کے گھوڑے کا پاؤں گھٹنوں تک دھنس گیا سراقہ یہ معجزہ دیکھ کر خوف و دہشت سے کانپنے لگا اور امان امان پکارنے لگا، سراقہ کی لاچاری اور گریہ و زاری کو دیکھ کر نبی رحمت ﷺ نے دعا فرما دی زمین نے اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا سراقہ نے عرض کیا مجھ کو امن کا پروانہ لکھ دیجیے؟ چنانچہ نبی کریم ﷺ کے حکم سے حضرت عامر بن فہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کے لئے امن کی تحریر لکھ دی، سراقہ اس تحریر کے ساتھ واپس لوٹے اور راستہ میں ملنے والے سے کہتے جاتے کہ آنحضرت ﷺ اس طرف نہیں ہیں۔ (بخاری باب ہجرۃ النبی جلد اول صفحہ ۵۵۴ و زرقانی جلد اول صفحہ ۳۴۶ و مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۶۲)

سراقہ دامن اسلام میں

حضور رحمت عالم ﷺ جب فتح مکہ اور جنگ طائف وحنین سے فارغ ہوکر مقام ''جعرانہ'' میں تشریف فرما ہوئے تو سراقہ اسی پروانۂ امن کو لے کر بارگاہ نبوت میں اپنے قبیلے کی بڑی جماعت کے ساتھ حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ (دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۱۱۵/مدارج النبوۃ ج ۲ صفحہ ۶۲)

کسریٰ کا کنگن حضرت سراقہ کے ہاتھوں میں

یہ وہی سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں جن کے بارے میں غیب داں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے سراقہ! تیرا کیا حال ہوگا جب تجھ کو ملک فارس کے بادشاہ کسریٰ کے دونوں کنگن پہنائے جائیں گے! ارشاد نبوی کے برسوں بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دور خلافت میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن دربار خلافت میں لائے گئے تو امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے مخبر صادق ﷺ کے فرمان کی تصدیق کرتے ہوئے وہ کنگن حضرت سراقہ کو پہنادئے اور فرمایا اے سراقہ! یہ کہو کہ اللہ ہی کے لئے حمد ہے جس نے ان کنگنوں کو بادشاہ فارس کسریٰ سے چھین کر سراقہ بدوی کو پہنادیا، حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ۲۴ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دور خلافت میں وفات فرمائی۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۲۴۶/۲۴۸)

بریدہ اسلمی کا جھنڈا

حضور نبی کریم ﷺ مدینہ کے قریب پہونچے تو ''بریدہ اسلمی''، قبیلہ بنی سہم کے ستر سواروں کو لے کر سو اونٹوں کے انعام کی لالچ میں آپ کی گرفتاری کے لئے سامنے آیا اور حضور سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ اور خدا کا رسول ہوں۔ اس ارشاد نبوی کا ان کے قلب پر ایسا اثر ہوا کہ فوراً ہی کلمۂ شہادت پڑھ کر دامن اسلام میں آگئے اور کمال عقیدت

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

سے عرض کیا کہ حضور مدینہ میں داخلہ ایک جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہیے یہ کہتے ہوئے سر سے عمامہ اتار کر نیزہ پر باندھ لیا اور حضور ﷺ کے علم بردار بن کر آگے آگے چلنے لگے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۶۲)

شہنشاہ رسالت مدینہ میں

آمد رسول کی ہے منظر بدل رہا ہے ہر سو چراغ ان کی رحمت کا جل رہا ہے

حضور نبی کریم ﷺ کی آمد آمد کی خبر چوں کہ مدینہ میں پہونچ چکی تھی، مسلم شریف میں ہے:

'' فَصَعِدَالرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخِدَمُ فِيْ الطُّرُقِ يُنَادُوْنَ يَامُحَمَّدُ،يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، يَامُحَمَّدُ،يَارَسُوْلَ اللّٰهِ''. مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۴۱۹/باب الهجرة)

یعنی (حضور سید عالم ﷺ کی مدینہ شریف میں آمد کے وقت) مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گیے اور بچے وخدام مدینہ طیبہ کے گلی اور کوچوں میں (بشکل جلوس) یا محمد! یا رسول! کے نعرے لگاتے پھر رہے تھے۔

عورتوں، بچوں تک کی زبانوں پر آپ کی تشریف آوری کا چرچا تھا۔ اس لئے اہل مدینہ آپ کے دیدار کے انتہائی مشتاق و بیقرار تھے۔ روزآنہ شہر کے باہر نکل نکل کر سراپا انتظار بن کر استقبال کے لئے تیار رہتے دھوپ تیز ہوتی تو حسرت وافسوس کے ساتھ واپس ہوتے۔ اپنے معمول کے مطابق ایک دن اہل مدینہ آپ کی راہ دیکھ کر واپس جاچکے تھے کہ اچانک ایک یہودی نے اپنے قلعے سے دیکھا کہ رحمت عالم ﷺ کی سواری مدینہ کے قریب آپہونچی ہے اس نے بلند آواز سے پکارا۔ اے مدینہ والو! لوتم جس ذات گرامی کا روزانہ انتظار کرتے تھے۔ وہ کاروان رحمت آگیا یہ سن کر تمام انصار بدن پر ہتھیار سجا سجا کر وجد وشادمانی سے بےقرار دونوں عالم کے تاجدار کے استقبال کے لئے نکل پڑے اور آپ کو دیکھتے ہی نعرۂ تکبیر اللہ اکبر کی پر تاثیر صداؤں سے تمام شہر گونج اٹھا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۶۳ وغیرہ)

جہاں میں دھوم مچی ہے کہ آج دیوانے رسول پاک کا گلشن نیا سجائیں گے

دونوں عالم کے میزبان حضرت کلثوم کے مہمان

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر جہاں آج ''مسجد قباء'' بنی ہے ۱۲/ربیع الاول کو رحمت عالم ﷺ قبیلۂ عمرو بن عوف کے حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مکان میں تشریف فرما ہوئے ،اہل خاندان نے اس فخر وشرف پر کہ دونوں عالم کے میزبان ان کے مہمان بنے اللہ اکبر کا پر جوش نعرہ مارا، ہر چہار جانب سے انصار جوش مسرت میں آتے بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کرتے رہے اور اکثر صحابۂ کرام جو حضور ﷺ سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے وہ بھی اسی مکان میں تشریف فرما تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی حکم نبوی کے مطابق قریش کی امانتیں واپس لوٹا کر تیسرے دن مکہ سے چل پڑے تھے وہ بھی اسی مکان میں آکر قیام فرما ہوئے ،حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور ان کے اہل خاندان ان مقدس مہمانوں کی مہمان نوازی میں مصروف ہوگئے ۔(بخاری جلد اول صفحہ ۵۶۰ و مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۶۳)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

چھٹا باب
مدنی زندگی

ہجرت کا پہلا سال ۱ھ

مسجد قبا:۔''قباء'' میں سب سے پہلا کام ایک مسجد کی تعمیر تھی۔اس مقصد کے لئے نبی کریم ﷺ نے حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ایک زمین کو پسند فرمایا جہاں خاندان عمرو بن عوف کی کھجوریں سکھائی جاتی تھیں۔اسی جگہ آپ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی یہی وہ مسجد ہے جو آج بھی ''مسجد قباء'' کے نام سے مشہور ہے۔جس کی عظمت شان کا تذکرہ رب کریم نے ''سورۂ توبہ'' میں یوں بیان فرمایا ہے:

'' لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ ،فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ،وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ''(پارہ ۱۱ سورۂ توبہ ع ۱۳)

ترجمہ:۔ بیشک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے۔وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کے پیارے ہیں۔

اس مبارک مسجد کی تعمیر میں حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ خود اپنے دست مبارک سے بڑے بڑے پتھر اٹھاتے جس سے مبارک جسم خم ہو جاتا اور صحابۂ کرام کے ساتھ آواز ملا کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے یہ اشعار پڑھتے جاتے ؎

اَفْلَحَ مَنْ یُّعَالِجُ الْمَسْجِدَا کامیاب ہے وہ جو مسجد تعمیر کرتا ہے
وَیَقْرَءُ الْقُرْآنَ قَائِمًا وَّقَاعِدًا اور اٹھتے بیٹھتے وہ قرآن پڑھتا ہے
وَلَا یَبِیْتُ اللَّیْلَ عَنْهُ رَاقِدًا اور وہ سوتے ہوئے رات نہیں گزارتا

(وفاءالوفاج جلد اول صفحہ ۱۸۰ وسیرۃ مصطفیٰ صفحہ ۱۳۶/۱۳۷)

مسجد الجمعہ

مسجد قباء کی تعمیر فرما کر جمعہ کے دن آپ ''قباء'' سے شہر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں قبیلۂ بنی سالم کی مسجد میں آپ نے پہلا جمعہ ادا فرمایا۔ یہی وہ مسجد ہے جو آج تک ''مسجد الجمعہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ ادھر قبائل مدینہ آپ کی آمد آمد میں جذبات شوق میں استقبال کے لئے دوڑ پڑے۔ آپ راستے میں تمام قبائل کی محبت کا شکریہ ادا کرتے اور سب کو خیر و برکت کی دعائیں دیتے ہوئے چلے جارہے تھے، اہل مدینہ کے جوش وخرش کا یہ عالم تھا کہ پردہ نشین خواتین اپنے اپنے چھتوں سے یہ استقبالیہ اشعار پڑھ رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاع   وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعىٰ لِلّٰهِ دَاع

ترجمہ:۔ ہم پر چاند طلوع ہوگیا ''وداع'' کی گھاٹیوں سے۔ ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک اللہ سے دعا مانگنے والے دعا مانگتے رہیں۔

اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاع   اَنْتَ شَرَّفْتَ الْمَدِيْنَه مَرْحَبًا يَا خَيْرَ دَاع

ترجمہ:۔ اے ذات گرامی جو ہمارے اندر مبعوث کیے گیے۔ آپ وہ دین لایے جو اطاعت کے قابل ہے۔ آپ نے مدینہ کو مسرف فرمادیا تو آپ کے لئے ''خوش آمدید'' ہے اے بہترین دعوت دینے والے۔

ادھر مدینہ کی ننھی ننھی بچیاں جوش مسرت میں دف بجا بجا کر یہ گیت گا رہی تھیں۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِى النَّجَّار   يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَار

ترجمہ:۔ ہم خاندان ''بنونجار'' کی بچیاں ہیں واہ کیا ہی خوب ہوا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے پڑوسی ہوگئے۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۳۵۹/۳۶۰)

حضرت ابوایوب انصاری کا مکان

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت   کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

تمام قبائل انصار جو راستہ میں تھے مسرت کے ساتھ اونٹنی کی مہار تھام کر عرض کرتے یارسول

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

اللہ! آپ ہمارے گھر کو شرف نزول بخشیں، مگر آپ ان محبین سے یہی فرماتے کہ میری اونٹنی کی مہار چھوڑ دو جس جگہ خدا کو منظور ہوگا اسی جگہ میری اونٹنی بیٹھ جائے گی، چنانچہ جس جگہ آج مسجد نبوی شریف ہے اس کے پاس حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان تھا، اسی جگہ حضور ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی اجازت سے آپ کا سامان اٹھا کر اپنے گھر میں لے گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں کے مکان پر قیام فرمایا، سات مہینے تک حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی رحمت ﷺ کی میزبانی کا شرف حاصل کیا، جب مسجد نبوی اور آس پاس کے حجرے تیار ہوگئے تو حضور ﷺ ان حجروں میں اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ قیام پذیر ہوگئے۔ (زرقانی جلد اول صفحہ ۳۵۷)

نوٹ :۔ ہجرت کے پہلے ہی سال مدینہ میں یہودیوں کے سب سے بڑے عالم حضرت عبداللہ بن سلام دامن اسلام میں داخل ہوئے اور اسی سال حضور کے اہل وعیال مکہ سے مدینہ تشریف فرما ہوئے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۶۶/۶۷ و بخاری وغیرہ)

مسجد نبوی کی تعمیر

مدینہ میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں مسلمان با جماعت نماز پڑھ سکیں اس لئے مسجد کی تعمیر نہایت ہی ضروری تھی۔ نبی کریم ﷺ کی قیام گاہ کے قریب ہی ''بنونجار'' کا ایک باغ تھا۔ آپ نے اسے مسجد کے لئے خریدنا چاہا معلوم ہوا کہ یہ زمین دو یتیم بچوں کی ہے۔ ان یتیم بچوں نے مسجد کے لئے نذر کرنا چاہا مگر نبی رحمت ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا اس لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال سے آپ نے اس کی قیمت ادا فرمادی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۶۸) اس مسجد کی تعمیر میں صحابۂ کرام کے ساتھ خود حضور ﷺ بھی کام کرتے اور یہ اشعار بھی پڑھتے جاتے۔

اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَةِ   فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَ الْمُهَاجِرَةِ

اے اللہ! بھلائی تو صرف آخرت ہی کی بھلائی ہے۔ لہٰذا اے اللہ! تو انصار و مہاجرین کو بخش دے۔ سبحان اللہ (بخاری جلد اول صفحہ ۶۱)

صفہ

مسجد کے ایک کنارے پر ایک چبوترہ تھا جس پر کھجور کی پتیوں سے چھت بنا دی گئی تھی اسی چبوترہ کا نام ''صفہ'' تھا جو صحابۂ کرام گھر بار نہیں رکھتے تھے وہ اسی چبوترہ پر سوتے بیٹھتے تھے اور یہی لوگ ''اصحاب صفہ'' کہلاتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۶۹ و بخاری شریف)

مقدس حجرے

مسجد نبوی کے متصل ہی حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہبہ کردہ زمین میں آپ نے ازواج مطہرات کے لئے حجرے بھی بنوائے اور مہاجرین کی سکونت کے لئے بھی مسجد نبوی کے قرب و جوار ہی میں انتظام فرمایا۔

حضرت عائشہ کی رخصتی

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نبی کریم ﷺ سے نکاح تو قبل ہجرت ہی مکہ میں ہو چکا تھا۔ مگر ان کی رخصتی ہجرت کے پہلے ہی سال مدینہ میں ہوئی اور نبی کریم ﷺ نے ایک پیالہ دودھ سے لوگوں کی دعوت ولیمہ فرمائی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۷۰)

اذان کی ابتدا

مسجد نبوی کی تعمیر تو مکمل ہوگئی مگر نماز با جماعت کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا اس لئے نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا۔ کسی نے نمازوں کے وقت آگ جلانے کا اور کسی نے ناقوس بجانے کی رائے دی۔ مگر حضور ﷺ نے ہنود کے ان طریقوں کو پسند نہیں فرمایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا نماز کے وقت اعلان کر دیا جائے۔ حضور نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ نماز کے وقت '' اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ '' کہہ کر اعلان کیا کریں۔ اسی درمیان حضرت عبد اللہ بن زید انصاری نے خواب میں اذان شرعی کے الفاظ سنے۔ ادھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دوسرے صحابہ کو بھی اسی قسم کے

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

خواب نظر آئے حضور ﷺ نے اسے منجانب اللہ سمجھ کر قبول فرمایا اور حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ چونکہ حضرت بلال بلند آواز ہیں اس لیے انھیں اذان کے کلمات سکھا دو۔ چنانچہ اسی وقت سے شرعی اذان کا طریقہ شروع ہوا۔ (جو آج تک جاری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا) (زرقانی جلد اول صفحہ ۳۷۶ و بخاری شریف)

انصار و مہاجر بھائی بھائی

حضور نبی کریم ﷺ نے ان مہاجرین کی پریشانیوں کے پیش نظر جو انتہائی بے سر و سامانی کی حالت میں مکہ سے مدینہ پہونچے آپ نے خیال فرمایا کہ انصار و مہاجرین میں رشتۂ اخوت (بھائی چارہ) قائم کر کے ان کو بھائی بھائی بنا دیا جائے تا کہ مہاجرین کے دلوں سے اپنی تنہائی و بیکسی کا احساس دور ہو جائے اور ایک دوسرے کے مددگار بن جانے سے مہاجرین کے لیے ذریعۂ معاش کا مسئلہ بھی حل ہو جائے۔ چنانچہ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں انصار و مہاجرین کو جمع فرمایا اور '' کل مومن اخوۃ '' ہر مومن بھائی بھائی ہے کی واضح تمثیل بایں انداز پیش فرمایا کہ اے انصار مدینہ! یہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں، پھر مہاجرین و انصار میں سے دو دو شخص کو بلا کر فرماتے گئے کہ یہ اور تم بھائی بھائی ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد فرماتے ہی یہ رشتہ اخوت بالکل حقیقی بھائی جیسا رشتہ بن گیا، چنانچہ انصار نے اپنے مہاجرین بھائیوں کے سامنے اپنے اپنے گھر کی ایک ایک چیز لا کر رکھ دیا اور یہ کہتے ہوئے کہ آپ ہمارے بھائی ہیں ان سب سامانوں میں آدھا آپ کا ہے اور آدھا ہمارا ہے، حضرت سعد بن ربیع انصاری جو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف مہاجر کے بھائی قرار پائے تھے ان کی دو بیویاں تھیں۔ حضرت سعد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میری ایک بیوی جسے آپ پسند کریں میں اسے طلاق دیدوں اور آپ اس سے نکاح کر لیں۔ سبحان اللہ!

ایسی تاریخ زمانے میں کہاں ملتی ہے   بھائی چارہ جو مہاجر کا تھا انصار کے ساتھ

مہاجرین کا قابل تقلید کارنامہ

اس میں شک نہیں کہ انصار کا یہ جذبۂ ایثار ایک ایسا بے مثال شاہکار ہے کہ اقوام عالم کی تاریخ میں اس کی مثال مشکل ہی سے ملے گی مگر مہاجرین کا طرز عمل بھی ایک قابل تقلید تاریخی کارنامہ ہے۔حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی اس مخلصانہ پیش کش کو سن کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ یہ سب مال ومتاع اور اہل وعیال آپ کو مبارک فرمائے آپ مجھے صرف بازار کا راستہ بتادیں، انھوں نے مدینہ کے مشہور بازار ''قینقاع'' کا راستہ بتادیا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بازار گئے اور کچھ گھی کچھ پنیر خرید کر شام تک بیچتے رہے۔اسی طرح روزانہ وہ بازار جاتے رہے تھوڑے ہی عرصہ میں وہ کافی مالدار ہو گئے اور ان کے پاس اتنا سرمایہ جمع ہو گیا کہ انھوں نے شادی کر کے اپنا گھر بسا لیا۔جب یہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے بیوی کو کتنا مہر دیا؟ عرض کیا کہ پانچ ہزار درہم برابر سونا۔ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں برکتیں عطا فرمائے۔تم دعوت ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری ہو۔(بخاری **شریف باب الولیمہ و لو بشاۃ جلد دوم صفحہ ۷۷۷**)

دعائے رحمت

دعائے نبوی سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی تجارت میں اتنی خیر و برکت اور ترقی ہوئی کہ خود ان کا قول ہے کہ ''میں مٹی کو چھو دیتا ہوں تو سونا بن جاتی ہے'' منقول ہے کہ ان کا سامان تجارت سات سو اونٹوں پر لد کر آتا تھا۔اور جس دن مدینہ میں ان کا تجارتی سامان پہونچتا تو تمام شہر میں دھوم مچ جاتی تھی۔(اسعد الغابہ جلد دوم صفحہ ۳۱۴)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی طرح دوسرے مہاجرین نے بھی دوکانیں کھول لیں (۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کپڑے کی تجارت کرتے تھے (۲) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ''قینقاع'' کے بازار میں کھجوروں کی تجارت کرنے لگے

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

(۳) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی تجارت میں لگ گئے۔دوسرے مہاجرین نے بھی چھوٹی بڑی تجارت شروع کردی۔اگرچہ مہاجرین کے لئے انصار کا گھر مستقل مہمان خانہ تھا مگر مہاجرین زیادہ دنوں تک انصار پر بوجھ نہیں بنے بلکہ اپنی محنت اور بے پناہ کوششوں سے بہت جلد اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔(سیرت مصطفیٰ صفحہ ۱۴۶)

یہودیوں سے معاہدہ

مدینہ میں انصار کے علاوہ بہت سے یہودی بھی آباد تھے۔ان یہودیوں کے تین قبیلے (۱) بنو قینقاع (۲) بنونضیر (۳) قریظہ۔وہ اطراف مدینہ میں آباد تھے اور نہایت مضبوط محلات اور مستحکم قلعے میں رہتے تھے۔ہجرت سے پہلے یہودیوں اور انصار میں ہمیشہ اختلاف رہا کرتا تھا اور وہ اختلاف اب بھی موجود تھا اور انصار کے دونوں قبیلے (۱) اوس (۲) خزرج۔بہت کمزور ہو چکے تھے۔کیوں کہ مشہور لڑائی ''جنگ بُعاث'' میں ان دونوں قبیلوں کے بڑے بڑے سردار آپسی تصادم سے ختم ہو چکے تھے اور یہودی ہمیشہ اسی طرح کی سازش میں لگے رہتے کہ انصار کے دونوں قبائل ہمیشہ ٹکراتے رہیں اور کبھی بھی متحد نہ ہونے پائیں انھیں وجوہات کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے یہودیوں اور مسلمانوں کے آئندہ تعلقات کے بارے میں ایک معاہدہ کی ضرورت محسوس فرمائی تاکہ دونوں فریق آپسی تصادم سے بچتے ہوئے امن وسکون کے ساتھ رہیں چنانچہ آپ نے انصار اور یہود کو بلا کر معاہدہ کی ایک دستاویز لکھوائی جس پر دونوں فریق کے دستخط ہوئے۔اس معاہدہ کی دفعات کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) خون بہا (یعنی جان کے بدلے جو مال دیا جاتا ہے) اور فدیہ (یعنی قیدی کو چھڑانے کے بدلے جو رقم دی جاتی ہے) کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا تھا اب بھی وہ قائم رہے گا۔

(۲) یہودیوں کو مذہبی آزادی حاصل رہے گی۔ان کے مذہبی رسوم میں کوئی دخل اندازی نہیں کی جائے گی۔

(۳) یہودی اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔

(۴) یہودی اور مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آئے تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا

(٥) اگر مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونوں فریق مل کر حملہ آور کا مقابلہ کریں گے۔

(٦) کوئی فریق قریش اور ان کے مددگار کو پناہ نہیں دے گا۔

(٧) کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کریگا تو دوسرا فریق بھی اسی مصالحت میں شامل ہوگا۔ لیکن مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ رہے گی۔ (سیرۃ ابن ہشام جلد چہارم صفحہ ٥٠١/٥٠٢)

١/ہجری کے اہم واقعات

☆ دعائے نبوی سے مدینہ کی آب وہوا خوشگوار ہوئی۔ (بخاری شریف ومدارج جلد دوم صفحہ ٧٠)

☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ (مدارج جلد دوم صفحہ ١٧)

☆ نمازوں کی رکعت میں اضافہ ہوا یعنی اب تک فرض نمازوں میں صرف دو ہی رکعتیں تھی تو ظہر وعصر وعشا میں چار چار رکعتیں فرض ہوگئیں۔ (مدارج جلد دوم صفحہ ١٧)

☆ تین جاں نثاروں کی وفات ہوئی (١) حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (٢) حضرت براء بن معرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ (٣) حضرت اسعد بن زرارہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ (زرقانی جلد اول صفحہ ٤٦٠ واکمال)

ساتواں باب: ہجرت کا دوسرا سال ٢/ہجری

ایک ہجری کی طرح دو ہجری میں بھی بہت سے اہم واقعات وقوع پذیر ہوئے بخوف طوالت مختصراً پیش خدمت کرتا ہوں۔

تحویل قبلہ

جب تک حضور ﷺ مکہ میں رہے "خانۂ کعبہ" کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے رہے مگر بعد ہجرت مدینہ منورہ میں حکم خداوندی کے تحت سولہ یا سترہ مہینے تک "بیت المقدس" کی طرف رخ کرکے نماز ادا کرتے رہے۔ تاہم آپ کی دلی تمنا تھی کہ کعبہ ہی کو قبلہ بنایا جائے چنانچہ رب کریم نے آپ کی قلبی خواہش کے پیش نظر سورۂ بقرہ میں تحویل قبلہ کا حکم دیدیا" قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ "(پارہ ٢ سورۂ بقر ع ١٧)

ترجمہ:۔ ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منھ کرنا، تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ ابھی اپنا منھ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

چنانچہ آپ قبیلۂ بنی سلمہ کی ایک مسجد میں نماز ظہر پڑھا رہے تھے کہ وحی نازل ہوئی آپ نے نماز ہی میں "بیت المقدس" سے مڑ کر خانۂ کعبہ کی طرف اپنا چہرہ کرلیا۔ اسی مسجد کو "مسجد القبلتین" کہتے ہیں جو شہر مدینہ سے تقریباً دو کلومیٹر دور جانب شمال مغرب میں واقع ہے اور یہ بھی ثابت ہوا

جس کی مرضی خدا نہ ٹالے میرا ہے وہ نامدار آقا
ہے ملک خدا پہ جس کا قبضہ میرا ہے وہ نامدار آقا

یہود ومنافقین کی چہ میگوئیاں

قبلہ کے بدل جانے کے بعد یہودیوں اور منافقین کی شر انگیزیوں اور طرح طرح کی فتنہ پردازیوں پر خالق کائنات جل جلالہٗ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں "سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ" اور ارشاد ہوا" وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ" (پارہ ٢ سورۂ بقرہ ع ١٧/آیت ١٤٢)

ترجمہ:۔ اب کہیں گے بیوقوف لوگ کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے جس پر تھے، تم فرمادو کہ پورب اور پچھم سب اللہ ہی کا ہے جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے اور اے محبوب! تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بے شک یہ بڑی بھاری بات تھی مگر ان پر جنھیں اللہ نے ہدایت کی (ان کے لیے کوئی بڑی بات نہیں)

اس ارشاد پاک سے ظاہر ہوگیا کہ کون صادق الایمان ہے اور کون منافق؟ اور کون رحمت عالم ﷺ کی پیروی کرنے والا ہے اور کون دین سے پھر جانے والا؟ (عامہ کتب تفسیر وسیرت)

اسی سال ۱۲/صفر ۲ھ کو رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار کے مقابلے میں تلوار اٹھانے کی اجازت دی۔ اسی سال آیت جہاد کے نزول کے بعد سب سے پہلے جو لشکر کفار کے مقابلے کے لیے روانہ فرمایا اسی کا نام ''سریۂ حمزہ'' رکھا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۷۸ و زرقانی جلد اول صفحہ ۳۹۰)۔ اسی سال سریہ عبیدہ بن حارث میں ساٹھ یا اسی مہاجرین کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبیدہ بن حارث کو سفید جھنڈے کے ساتھ امیر بنا کر ''رابغ'' کی طرف روانہ کیا مگر تمام کفار ڈر کر بھاگ گئے۔ (زرقانی جلد اول صفحہ ۳۹۲)

اسی سال ماہ ذوالقعدہ میں سریۂ سور بن ابی وقاص پیش آیا مگر کسی تصادم کی نوبت ہی نہیں آئی (زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۳۹۲)

اسی سال غزوۂ ابوا جسے (غزوۂ ودّان بھی کہتے ہیں) رونما ہوا۔ یہ سب سے پہلا غزوہ ہے جس میں پہلی بار رحمت عالم ﷺ جہاد کے ارادہ سے ماہ صفر ۲ھ میں ساٹھ مہاجرین کے ساتھ نکلے کفار فرار ہوگئے آپ پندرہ دن کے بعد مدینہ واپس ہوئے۔

ابواء

مدینہ سے اسی میل دور ایک گاؤں ہے جہاں نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار ہے۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم صفحہ ۳۹۳)

معرکۂ بدر

اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کا ذکر سورۂ انفال میں تفصیلاً و دیگر سورتوں میں اجمالاً بار بار اس معرکۂ حق و باطل کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ''بدر'' مدینہ منورہ سے تقریباً اسی (۸۰) میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے، زمانۂ جاہلیت میں جہاں سالانہ میلہ لگتا تھا، یہاں ایک کنواں بھی تھا جس کے مالک کا نام ''بدر''

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

تھا اسی کے نام پر اس جگہ کا نام ''بدر'' پڑ گیا، اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے دن کا نام ''یوم الفرقان'' رکھا، اسی جگہ معرکۂ بدر واقع ہوا، جس میں کفار قریش اور مسلمانوں کے درمیان خونریز جنگ کے بعد مسلمانوں کو فتح مبین حاصل ہوئی، مسلمانوں پر احسان جتاتے ہوئے رب کریم نے سورۂ آل عمران میں یوں ارشاد فرمایا ''وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ''. (پارہ ۴/سورۂ آل عمران ع ۱۳/آیت ۱۲۳)

ترجمہ:۔ اور بیشک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے تو اللہ سے ڈرو کہیں تم شکر گزار ہو۔

مدینہ سے روانگی کا سبب

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کفار قریش کی ٹولیاں اطراف مدینہ میں لوٹ مار کی نیت سے برابر گشت لگاتی رہتی ہیں اور ''کرز بن جابر فہری'' مدینہ کی چراگاہوں تک آکر غارت گری اور ڈاکہ زنی کر گیا ہے تو کیوں نہ ہم بھی کفار قریش کے تجارتی قافلہ پر حملہ کریں تاکہ کفار قریش کی شامی تجارت بند ہوجائے اور وہ مجبور ہوکر ہم سے صلح کرلیں (تاکہ خلق خدا پُرسکون زندگی گزار سکے) حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک سن کر انصار و مہاجرین اس کے لیے تیار ہوگیے، چنانچہ نبی رحمت ﷺ ۱۲/رمضان المبارک ۲ھ کو تین سو تیرہ (۳۱۳) مجاہدین اسلام کے جن میں ساٹھ مہاجر اور باقی انصار تھے، بے سروسامانی کے ساتھ روانہ ہوئے۔

کفار قریش بدر میں

ادھر قریش کا رئیس اعظم عُتبہ بن ربیعہ ایک ہزار کا لشکر جرار مع ساز و سامان و ہتھیار کے ابوجہل، حارث بن عامر، نضر بن الحارث، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری، امیہ بن خلف، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، زمعہ بن الاسود، سہیل بن عمر و دیگر سرداران مکہ کو لے کر روانہ ہوا اور

مسلمانوں سے پہلے بدر میں پہونچ کر مناسب جگہوں پر قبضہ جمالیا۔

امام الانبیا میدان بدر میں

حضور رحمت عالم ﷺ نے بھی اپنے جاں نثار مجاہدین اسلام کے ساتھ میدان بدر میں نزول فرمایا تو ایسی جگہ پڑاوڈالا کہ جہاں نہ کوئی کنواں تھا نہ کوئی چشمہ، ریتیلی زمین میں گھوڑوں کے پاؤں زمین میں دھنستے تھے، یہ دیکھ کر حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے عرض کیا یا حبیب اللہ! پڑاو کی یہ جگہ وحی کی رو سے ہے یا فوجی تدبیر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس سلسلے میں کوئی وحی نہیں اتری ہے، حضرت خباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے عرض کیا کہ جنگی تدابیر کی رو سے ہم کچھ آگے بڑھ کر پانی کے چشموں پر قبضہ کرلیں تا کہ کفار جن کنوؤں پر قابض ہیں وہ بیکار ہوجائیں کیوں انھیں چشموں سے ان کنوؤں میں پانی جاتا ہے، حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی رائے کو پسند فرمایا، خدا کی شان بارش بھی ہوگئی جس سے میدان کے گرد اور ریت جم گئی اور مجاہدین اسلام نے بارش کا پانی روک کر جابجا حوض بنالیا تا کہ یہ پانی وضو اور غسل میں کام آئے، اسی کو رب کریم جل جلالہ، نے سورۂ انفال میں یوں بیان فرمایا ہے:

"وَ یُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِنَ السَّمَآءِ مَاءً لِیُطَهِّرَ کُمْ بِہٖ" (پارہ ۹ سورۂ انفال ع۲ آیت ۱۱)

ترجمہ:۔ اورآسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمھیں اس سے ستھرا کردے۔

کون کب اور کہاں مرے گا؟

حضور رحمت عالم ﷺ ۱۷رمضان المبارک ۲ھ جمعہ کی رات میں اپنے جاں نثاروں کے ساتھ میدان جنگ کا معائنہ فرماتے ہوئے اپنی مبارک چھڑی سے زمین پر لکیر بناتے تھے اور یہ ارشاد فرماتے تھے کہ یہ فلاں کافر کے قتل ہونے کی جگہ ہے، یہاں فلاں کافر مارا جائے گا (یعنی عتبہ یہاں مارا جائے گا، شیبہ یہاں مارا جائے گا، ولید یہاں مارا جائے گا، ابوجہل یہاں قتل کیا جائے گا وغیرہ وغیرہ) چنانچہ ایسا ہی ہوا، اختتام جنگ پہ دیکھا گیا کہ آپ نے جس جگہ جس کافر کی قتل گاہ بتائی تھی ٹھیک اسی جگہ اس کافر کی لاش پائی گئی۔ (مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۲ غزوۂ بدر، ابوداؤد شریف جلد دوم صفحہ ۳۶۴)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

اس ارشاد پاک سے واضح ہوجاتا ہے کہ کون کب؟ اور کہاں مرے گا؟ رب کریم نے ان غیب کی خبروں کا علم اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔

امام النبیین کی شب بیداری

حضور رحمت عالم ﷺ نے محاذ جنگ کا معائنہ کرنے اور کون کافر کہاں مارا جائے گا؟ یہ پیشین گوئی دینے کے بعد مجاہدین اسلام کو آرام کرنے کا حکم دیا اور خود تمام رات خدائے پاک سے لولگائے دعا میں مشغول رہے، صبح نماز کے لیے مجاہدین اسلام کو بیدار کیا، بعد نماز فجر مجاہدین کو آیات جہاد سنا کر ایک ولولہ انگیز وعظ فرمایا، سرفروشان اسلام کی رگوں کا خون جوش وخروش کا سمندر بن کر طوفانی موجیں مارنے لگا، وہ جذبۂ جوش جہاد وشوق شہادت سے سرشار ہوکر میدان جنگ کے لیے تیار ہونے لگے۔

ادھر کفار قریش کا ہر سپاہی اپنی فوج وکثرت آلات حرب کے جوش میں آپے سے باہر ہوکر انتہائی فخر وغرور کے ساتھ جنگ کی تیاریوں میں لگ گیا۔

دونوں لشکر آمنے سامنے

اب وہ وقت بھی آگیا کہ میدان بدر میں حق وباطل کی دونوں صفیں ایک دوسرے کے مد مقابل کھڑی ہیں جسے رب ذوالجلال نے سورۂ ال عمران میں یوں بیان فرمایا ہے:

"قَدْ کَانَ لَکُمْ اٰیَۃٌ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا فِئَۃٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاُخْرٰی کَافِرَۃٌ یَّرَوْنَھُمْ مِّثْلَیْھِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ وَاللّٰہُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ". (پارہ ۳ سورۂ ال عمران ع۲ آیت ۱۳)

ترجمہ:۔ بیشک تمہارے لیے نشانی تھی دو گراہوں میں جو آپس میں بھڑ پڑے (بدر میں)

ایک جتھا اللہ کی راہ میں لڑتا اور دوسرا کافر کہ انھیں آنکھوں دیکھا اپنے سے دونا سمجھیں اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔

چنانچہ حضور سید عالم ﷺ نے مہاجرین میں شیر خدا حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''صاحب رأیت'' بنایا اور انصار میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک جھنڈا عنایت فرمایا، مجاہدین کی اس کل لشکر میں دو گھوڑے، ستر اونٹ، چھ زرہ اور آٹھ تلواریں تھیں اور ادھر کافروں کا سردار عتبہ بن ربیعہ اپنا لشکر جرار لے کر انتہائی متکبرانہ انداز میں کھڑا ہے، ان کے پاس سو گھوڑے، سات سو اونٹ اور بکثرت زرہ و تلواریں و دیگر ہتھیار تھے۔

دعائے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور نبی کریم ﷺ مجاہدین اسلام کی صف بندی سے فارغ ہو کر اس چھپر میں جسے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ کی نشست کے لیے بنا رکھا تھا تشریف لے گیے، چوں کہ کفار قریش کے حملوں کا اصل نشانہ آپ ہی کی ذات بابرکات تھی، کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ اس چھپر کا پہرہ دے، لیکن آپ کے یار غار حضرت صدیق باوقار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی قسمت میں یہ سعادت لکھی تھی کہ وہ ننگی تلوار لے کر اس جھوپڑی کے پاس ڈٹے رہے اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی چند انصاریوں کے ساتھ اس چھپر کے گرد پہرہ دیتے رہے۔
(زرقانی جلد اول صفحہ ۴۱۸)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس نازک گھڑی میں بارگاہ رب ذوالجلال سے لو لگائے گریہ وزاری کے ساتھ کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلائے دعا مانگ رہے تھے:

''خداوندا! تو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے آج اسے پورا فرما دے'' اور کبھی آپ سجدہ میں سر رکھ کر اس طرح دعا مانگتے کہ ''الٰہی! اگر یہ چند نفوس ہلاک ہو گیے تو پھر قیامت تک روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والے نہ رہیں گے''۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۶۲۷)

محبوب خدا ﷺ کی اس رقت، محویت اور بے قراری کو دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

تعالیٰ عنہ پر بھی رقت طاری ہو گئی اور آپ کا دست مبارک تھام کر بھرائی ہوئی آواز میں بڑے ادب و احترام سے عرض کیا کہ ''حضور! اب بس کیجیے، رب کریم ضرور اپنا وعدہ پورا فرمائے گا''

چنانچہ اپنے یار غار، صدیق جاں نثار کی بات مان کر آپ نے دعا ختم کر دی اور آپ کی زبان مبارک پر اس آیت کریمہ کا ورد جاری ہو گیا کہ '' سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ''. (پارہ ۲۷ سورۂ قمر ع ۳ آیت ۴۵)

ترجمہ:۔ اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت (کفار مکہ کی) اور پیٹھیں پھیر دیں گے (یعنی عنقریب کفار کی فوج کو شکست دے دی جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے اور اس طرح بھاگیں گے کہ ایک بھی قائم نہ رہے گا)

شان نزول

روز بدر جب ابوجہل نے کہا کہ ہم سب مل کر بدلہ لیں گے، یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، چنانچہ حضور رحمت عالم ﷺ زرہ پہن کر اس آیت کریمہ کو بار بار پڑھتے رہے، پھر ایسا ہی ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی فتح ہوئی اور کفار کو ہزیمت ہوئی۔

جنگ بدر کا آغاز

لڑائی کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ سب سے پہلے عامر بن الحضرمی جو اپنے مقتول بھائی عمرو بن الحضرمی کے خون کا بدلہ لینے کے لیے بے قرار تھا، جنگ کے لیے آگے بڑھا، اس کے مقابلہ کے لیے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت مہجع رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں نکلے اور لڑتے ہوئے شہادت سے سرفراز ہو گیے پھر حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حوض سے پانی پی رہے تھے کہ ناگہاں ان کو کفار کا ایک تیر لگا وہ بھی شہید ہو گیے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۶۲۷/ سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۷۳)

ادھر حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کھجوریں کھا رہے تھے، نبی رحمت ﷺ کی

زبان مبارک سے جنت کی بشارت سن کر مارے خوشی کے کھجوریں پھینک کر ایک دم لشکر کفار پر تلوار لے کر ٹوٹ پڑے اور انتہائی جاں بازی سے لڑتے ہوئے شہید ہو گیے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ (مسلم شریف کتاب الجہاد باب سقوط فرض الجہاد عن المعذورین جلد دوم صفحہ ۱۳۹)

سپہ سالار کفار مارا گیا

کفار کا سپہ سالار عتبہ بن ربیعہ اپنے سینہ پر شتر مرغ کا پَر لگائے ہوئے اپنے بیٹے ولید بن عتبہ اور اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ کو اپنے ہمراہ لے کر غصہ میں بھرا ہوا اپنی صف سے نکل کر بادۂ توحید و رسالت کے متوالوں کو دعوت مبارزت دینے لگا، چنانچہ حضور رحمت عالم ﷺ نے حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا کہ آپ لوگ ان تینوں کے مقابلہ کے لیے نکلیں، چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ عتبہ کے مقابلے میں انتہائی بہادری سے لڑتے ہوئے اپنی تلوار سے عتبہ کو زمین پر ڈھیر کر دیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ولید برسرِ پیکار رہا، دونوں ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی، حضرت اسد اللہ الغالب کی ذوالفقار نے ولید کو جہنم رسید کیا، ادھر حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو شیبہ نے اس طرح زخمی کر دیا کہ وہ زخموں کی تاب نہ لا کر زمین پر بیٹھ گیے، حضرت شیر خدا نے یہ منظر دیکھ کر جھپٹ کر شیبہ کو تہِ تیغ کر دیا اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو اپنے کاندھے پر اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لائے، ان کی پنڈلی ٹوٹ کر چور چور ہو گئی تھی اور نلی کا گودا بہہ رہا تھا، حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں شہادت سے محروم رہا؟ ارشاد ہوا ہرگز نہیں تم شہادت سے سرفراز ہو گیے۔ (ابوداؤد جلد دوم صفحہ ۳۶۱/ زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۴۱۸)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

فوج ملائکہ کی آمد

رب کریم نے جنگ بدر میں اہل ایمان کی مدد کے لیے آسمان سے فرشتوں کا لشکر اتار دیا، پہلے ایک ہزار فرشتے آئے پھر تین ہزار، اس کے بعد پانچ ہزار ہو گیے۔

(سورۂ انفال وآل عمران)

کفار کا قتل عام

عام کفار کے قتل کے ساتھ ساتھ ابوجہل، ابوالبختری، امیہ بن خلف و دیگر سرداران لشکر ذلت سے مارے گیے جس سے کفار کی کمر ٹوٹ گئی اور ان کے پاؤں اکھڑ گیے اور وہ ہتھیار ڈال کر بھاگ کھڑے ہوئے اور مسلمانوں نے ان لوگوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔

اختتام جنگ پر حضور رحمت عالم ﷺ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو ساتھ لے کر جب ابوجہل کی لاش کے پاس گزرے تو لاش کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ابوجہل اس زمانے کا فرعون ہے پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ابوجہل کا سر کاٹ کر تاجدار دوعالم ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا۔ (بخاری شریف غزوۂ بدر و دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۱۷۳)

کفار کی گرفتاری

اس جنگ میں ستر (۷۰) قتل اور ستر (۷۰) آدمی گرفتار ہوئے، باقی اپنا سامان چھوڑ کر فرار ہو گیے اور اس جنگ میں کل چودہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا جن میں چھ مہاجر اور آٹھ انصار تھے۔

لاشوں سے خطاب

کفار کی لاشیں جب بدر کے گڈھے میں ڈال دی گئیں تو حضور رحمت عالم ﷺ نے اس

گڈھے کے پاس کھڑے ہوکر مقتولین کا نام لے کر پکارنے لگے کہ اے عتبہ بن ربیعہ، اے فلاں اے فلاں کیا تم لوگوں نے اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا؟ ہم نے تو اپنے رب کے وعدہ کو بالکل ٹھیک ٹھیک سچ پایا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعجب کرتے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ ان بے روح کے جسموں سے کلام فرمارہے ہیں؟ یہ سن کر حضور رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر! قسم خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ تم (زندہ لوگ) میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سن سکتے لیکن اتنی بات ہے کہ یہ مردے جواب نہیں دے سکتے۔ (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۸۳ باب ماجاء فی عذاب القبر / بخاری جلد دوم صفحہ ۵۶۶)

غیر اللہ کو پکارنا

بخاری وغیرہ کی احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ جب کفار کے مردے زندوں کی بات سنتے ہیں تو پھر مومنین خصوصاً انبیا علیہم السلام، اولیا، شہدا، صلحا وفات کے بعد یقیناً ہم زندوں کا سلام وکلام اور ہماری فریادیں سنتے ہیں اور حضور رحمت عالم ﷺ نے جب کفار کی مردہ لاشوں کو پکارا تو پھر خدا کے برگزیدہ بندوں یعنی نبیوں، شہیدوں اور ولیوں کو ان کی وفات کے بعد پکارنا بھلا کیوں جائز و درست نہ ہوگا؟

۲ ؍ ہجری کے متفرق واقعات

☆ ہجرت کے تیرہویں مہینے ۲ ھ میں ''غزوۂ بواط'' پیش آیا۔ (زرقانی علی المواہب جلد دوم صفحہ ۳۹۳)

☆ اسی سال ''غزوۂ سفوان'' جو مقام بدر کے قریب ہے اسی لیے اس کو غزوۂ بدر اولیٰ بھی کہا جاتا ہے پیش آیا۔ (مدارج جلد دوم صفحہ ۷۹)

☆ اسی سال ''غزوۂ ذوالعُشیر ہ'' بھی پیش آیا۔ (زرقانی جلد اول صفحہ ۳۹۵)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

☆ اسی سال ''سریۂ عبداللہ بن جحش ماہ رجب المرجب ۲ ھ میں پیش آیا۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۳۹۸)

☆ اسی سال جنگ بدر کے بعد ''ابولہب کی عبرتناک موت ہوئی (زرقانی جلد اول صفحہ ۴۵۲)

☆ اسی سال ۱۵ ؍ شوال المکرّم میں ''غزوۂ بنی قینقاع'' کا واقعہ پیش آیا (زرقانی ج ۱ ؍ صفحہ ۴۵۸)

☆ اسی سال جنگ بدر کے دو ماہ بعد ذوالحجہ میں ''غزوۂ سویق'' پیش آیا۔ جس میں ابوسفیان بدحواس ہو کر اپنے ستو کی بوریاں پھینکتے ہوئے میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۰۴)

☆ اسی سال دو ہجری میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی خانہ آباد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ ہوئی۔ (زرقانی جلد دوم صفحہ ۴ وغیرہ)

☆ اسی سال ''روزہ اور زکوۃ'' کی فرضیت کے احکام نازل ہوئے۔

☆ اسی سال نبی کریم ﷺ نے عید کی نماز باجماعت عیدگاہ میں ادا فرمائی۔

☆ اسی سال صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم جاری ہوا۔

☆ اسی سال ۱۰ ؍ ذوالحجہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ''بقرعید'' کی نماز کے بعد دو مینڈھوں کی قربانی فرمائی۔

☆ اسی سال ''غزوۂ قرقر الکُدُر'' و ''غزوۂ بُحران'' وغیرہ پیش آئے مگران غزوات میں کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ (زرقانی علی المواہب و مدارج النبوۃ جلد دوم و بخاری وغیرہ)

☆☆☆

☆☆

☆

آٹھواں باب

ہجرت کا تیسرا سال ۳؍ہجری

جنگ احد

اس سال کا سب سے بڑا واقعہ جنگ احد ہے۔ جو مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل کی دوری پر ہے جس کا تذکرہ رب کریم نے قرآن پاک کی مختلف آیتوں میں فرمایا ہے، جس میں نبی کریم ﷺ ۱۴؍شوال ۳ھ بعد نماز جمعہ مدینہ سے روانہ ہوئے، اس جنگ میں حضرت حمزہ، حضرت حنظلہ، حضرت مصعب بن عمیر، زیاد بن سکن رضوان اللہ علیہم اجمعین کل ستر صحابہ کرام نے جام شہادت نوش فرمایا، جس میں چار (۴) مہاجرین اور چھیاسٹھ (۶۶) انصار تھے اور تیس کفار بھی نہایت ذلت کے ساتھ جہنم رسید ہوئے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۳۴)

اسی جنگ میں نبی کریم ﷺ کے دو دندان مبارک شہید ہوئے اور نیچے کا مقدس ہونٹ زخمی ہوا، اسی جنگ میں ''ہندہ زوجہ ابوسفیان نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا۔ (زرقانی جلد دوم صفحہ ۵۹۳)

اسی سال ماہ ربیع الاول ۳؍ہجری میں ''غزوۂ غطفان'' واقع ہوا۔ اس غزوہ میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ نبی کریم ﷺ گیارہ یا پندرہ دن مدینہ سے باہر رہ کر پھر مدینہ آ گئے۔ (زرقانی جلد دوم صفحہ ۱۵او بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۵۹۳)

۳؍ہجری کے واقعات متفرقہ

☆اسی سال ۱۵؍رمضان المبارک ۳؍ہجری میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی

☆اسی سال نبی کریم ﷺ نے حضرت بی بی حفصہ بنت فاروق اعظم سے نکاح فرمایا۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

☆اسی سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاحبزادی رسول اکرم حضرت ام کلثوم سے نکاح کیا۔

☆اسی سال میراث کے احکام وقوانین نازل ہوئے۔ اسی سال مشرکہ عورتوں سے نکاح ہمیشہ کے لیے مسلمانوں پر حرام کیا گیا۔ (زرقانی علی المواہب، مدارج النبوۃ و بخاری وغیرہ)

☆☆☆

☆☆

☆

نواں باب

ہجرت کا چوتھا سال ۴ ؍ہجری

ہجرت کا چوتھا سال بھی کفار کے ساتھ چھوٹی بڑی لڑائیوں ہی میں گزرا۔ ۴ ھ کی مشہور لڑائیوں میں سے چند یہ ہیں۔

☆ سریۂ ابوسلمٰی یکم محرم ۴ ھ میں واقع ہوا مگر کفار خوف سے کافی مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے۔(زرقانی جلد دوم صفحہ ۶۲)

☆ سریّہ عبداللہ بن انیس ۴ ھ میں واقع ہوا۔حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ موقع پا کر سردار کفار خالد بن سفیان ہزلی کا سر کاٹ کر تاجدار مدینہ ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے خوش ہو کر اپنا عصا (چھڑی) عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم اسی عصا کو لے کر جنت میں چہل قدمی کرو گے چنانچہ انتقال کے وقت انہوں نے یہ وصیت فرمائی کہ اس عصا کو میرے کفن میں رکھ دیا جائے۔(زرقانی جلد دوم صفحہ ۶۴)

☆ حادثۂ رجیع یہ دردناک سانحہ بھی ۴ ھ میں پیش آیا جس میں سات مقدس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہوئے۔(زرقانی جلد دوم صفحہ ۷۳ و بخاری جلد دوم صفحہ ۵۶۹)

☆ واقعہ بیر معونہ ماہ صفر ۴ ھ میں واقع ہوا جس میں نبی کریم ﷺ نے صحابہ میں سے ستر منتخب صالحین کو جو ''قراء'' کہلاتے تھے بھیج دیا جس میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سوا تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جام شہادت نوش فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔(بخاری جلد دوم صفحہ ۵۸۷ باب غزوۃ الرجیع)

۴ ھ ؍ہجری کے متفرق واقعات

☆ اسی سال ''غزوۂ بنو نضیر و بدر صغریٰ رونما ہوا۔(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۴۷ ؍۱۵۱)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

☆ اسی سال ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی وفات ہوئی۔

☆ اسی سال نبی کریم ﷺ کے نواسے حضرت عبداللہ بن عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وفات ہوئی۔(مدارج جلد دوم صفحہ ۱۵۰)

☆ اسی سال نبی کریم ﷺ نے ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۵۰)

☆ اسی سال حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی اور نبی کریم ﷺ نے اپنا مقدس پیراہن ان کے کفن کے لیے عطا فرمایا۔(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۵۰)

☆ اسی سال ۴ ؍شعبان ۴ ھ کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی پیدائش ہوئی۔(مدارج جلد دوم صفحہ ۱۵۱)

☆ اسی سال ایک یہودی نے ایک یہودیہ سے زنا کیا جس کا مقدمہ یہودیوں نے بارگاہ رسالت میں پیش کیا تو آپ نے توراۃ و قرآن دونوں کتابوں کے فرمان سے اس کو سنگسار کرنے کا فیصلہ فرمایا۔(مدارج جلد دوم صفحہ ۱۵۲)

☆ اسی سال طعمہ بن ابیرق نے جو مسلمان تھا چوری کی تو حضور نبی کریم ﷺ نے قرآن کے حکم سے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔(مدارج جلد دوم صفحہ ۱۵۳)

بعض مورخین کے نزدیک شراب کی حرمت کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا اور بعض کے نزدیک ۶ ھ میں اور بعض مورخین نے کہا کہ ۸ ھ میں شراب حرام کی گئی۔(مدارج جلد دوم صفحہ ۱۵۳ و سیرۃ مصطفیٰ صفحہ ۲۳۱)

☆☆☆

☆☆

☆

دسواں باب

ہجرت کا پانچواں سال۔۵ ہجری

غزوۂ ذات الرقاع

حضور نبی کریم ﷺ ۱۰ محرم الحرام ۵ھ غزوۂ ذات الرقاع کے لیے چار سو جاں نثار صحابۂ کرام کو لے کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے مگر کفار بھاگ گئے چند عورتیں ملیں جن کو گرفتار کرلیا گیا۔

وجہ تسمیہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ پہاڑی زمین پیدل چلنے سے ہمارے قدم زخمی اور پاؤں کے ناخن جھڑ گئے اس لیے ہم لوگوں نے اپنے پاؤں پر کپڑوں کے چیتھڑے لپیٹ لیے تھے یہی وجہ ہے کہ اس غزوہ کا نام غزوۂ ذات الرقاع (پیوندوں کا غزوہ) ہوگیا۔
(بخاری غزوہ ذات الرقاع ج۲ص۵۹۲)

امام زرقانی علیہ الرحمہ اور بھی وجہیں تحریر فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ ممکن ہے کہ ان تمام باتوں کے تحت اسے ذات الرقاع کہا گیا ہو۔ (زرقانی جلد دوم صفحہ ۸۸)

صلوٰۃ الخوف

مشہور امام سیرت ابن اسحٰق علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ سب سے پہلے غزوۂ ذات الرقاع میں نبی کریم ﷺ نے صلوٰۃ الخوف کی نماز ادا فرمائی۔ (بخاری باب غزوۂ ذات الرقاع جلد دوم صفحہ ۵۹۲ و زرقانی جلد دوم صفحہ ۹۰)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

غزوۂ دومۃ الجندل

ماہ ربیع الاول ۵ھ میں حضور نبی کریم ﷺ ایک ہزار جاں نثار صحابۂ کرام کو لے کر ''غزوۂ دومۃ الجندل'' کے لیے مدینہ سے نکلے مگر مشرکین اپنے مویشیوں و چرواہوں کو چھوڑ کر بھاگ نکلے اس سفر میں ایک مہینہ سے زائد آپ مدینہ سے باہر رہے۔ (زرقانی جلد دوم صفحہ ۹۴/۹۵)

غزوۂ مریسیع

اس کا دوسرا نام ''غزوۂ بنی مصطلق'' بھی ہے۔ ۲/شعبان المعظم ۵ھ میں آپ مدینہ سے روانہ ہوئے، اس غزوہ میں حضرت بی بی عائشہ اور حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آپ کے ساتھ تھیں، جس میں ایک مسلمان شہید ہوئے، دس کفار مارے گئے اور سات سو سے زائد کفار گرفتار کیے گیے، دوہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں مال غنیمت میں حاصل ہوئیں۔ (زرقانی جلد دوم صفحہ ۹۷/۹۸)

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں

غزوۂ مریسیع میں جو کفار مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہوئے ان میں سردار قوم حارث بن ضرار کی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں جن کا اصلی نام ''برہ'' تھا، نبی کریم ﷺ نے ان کا نام ''برہ'' سے بدل کر ''جویریہ'' رکھا اور انھیں اپنی زوجیت سے سرفراز فرمایا۔ (ابوداؤد کتاب العتق جلد دوم صفحہ ۵۴۸/مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۵۵)

واقعۂ افک

اسی غزوہ مریسیع سے جب رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آنے لگے تو رات میں ایک منزل میں پڑاؤ کیا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لشکر کی روانگی سے کچھ پہلے رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئیں، ان کے گلے کا ہار کہیں ٹوٹ کر گر پڑا وہ دوبارہ اس کی تلاش میں نکلیں، اونٹ پر ہودج لادنے والوں نے یہ خیال کر کے کہ ام المومنین بند ہودج کے اندر تشریف فرما ہیں، ہودج کو اونٹ پر لاد دیا اور وہاں سے قافلہ روانہ ہو گیا، جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا منزل پر واپس آئیں تو کوئی موجود نہ تھا، اندھیری رات میں اکیلے چلنا بھی خطرناک تھا اس لیے وہ یہ سوچ کر وہیں لیٹ گئیں کہ جب اگلی منزل پر لوگ مجھے نہ پائیں گے تو میری تلاش میں وہ ضرور یہاں آئیں گے۔

ایک صحابی جن کا نام حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہمیشہ لشکر کے پیچھے اس خیال سے چلا کرتے تھے کہ لشکر کا گرا پڑا سامان اٹھاتے چلیں، چنانچہ اسی منزل پر حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پڑا سوتا دیکھ کر انھیں مردہ سمجھ کر ”اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ“ پڑھا ، اتنی آواز سے کہ وہ جاگ اٹھیں، حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً ہی اپنے اونٹ پر سوار کر کے خود اونٹ کی مہار تھام کر پیدل چلتے ہوئے اگلی منزل پر حضور ﷺ سے جا ملے۔

ادھر منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی وغیرہ نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے متعلق اوہام فاسدہ پھیلائے اور بدگوئی شروع کی جس کی وجہ سے مدینہ میں ہر طرف اس افتراء اور تہمت کا چرچا ہونے لگا۔ بخاری شریف میں ہے کہ جب حد سے زیادہ منافقین نے شور وغوغا شروع کر دیا تو حضور ﷺ نے منبر پر اس طرح اظہار خیال فرمایا ” وَاللّٰهِ مَاعَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِىْ اِلَّا خَيْرًا“ خدا کی قسم: میں اپنی بیوی کو ہر طرح اچھا ہی جانتا ہوں ”وَلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلاً مَاعَلِمْتُ عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا“

اوران لوگوں (منافقوں) نے (اس بہتان میں) ایک ایسے مرد (صفوان بن معطل) کا ذکر

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

کیا ہے جس کو میں بالکل اچھا ہی جانتا ہوں۔ (بخاری جلد دوم صفحہ ۵۹۵ / باب حدیث الافک)

اس ارشاد سے واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کو نزول وحی سے پہلے ہی حضرت عائشہ اور حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی براءت وطہارت اور عفت و پاک دامنی کا پورا پورا علم اور یقین تھا، آپ کو فقط وحی الٰہی کا انتظار رہا تاکہ قیامت تک کے لیے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پارسائی وعظمت اور منافقین کی رسوائی وذلت واضح رہے۔

آیت براءت کا نزول

چنانچہ رب کریم جل جلالہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عفت و پاکدامنی اور منافقین کی تہمت وبدگوئی کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ”اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِىْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ“ (پارہ ۱۸ / سورۂ نور ع ۲ / آیت ۱۱)

ترجمہ: تمہارا پردہ کھول دیا بیشک وہ کہ یہ بڑا بہتان لائے ہیں تمھیں میں کی ایک جماعت ہے، اسے اپنے لیے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمھارے لیے بہتر ہے (کہ اللہ تعالیٰ تمھیں اس پر جزا دے گا اور حضرت ام المومنین کی شان اور ان کی براءت ظاہر فرمائے گا چنانچہ اس براءت میں اس نے اٹھارہ آیتیں نازل فرمائیں) ان میں ہر شخص کے لیے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا (یعنی بقدر اس کے عمل کے کہ کسی نے طوفان اٹھایا، کسی نے بہتان اٹھانے والے کی زبانی موافقت کی، کوئی ہنس دیا یا کسی نے خاموشی کے ساتھ سن ہی لیا، جس نے جو کیا اس کا بدلہ پائے گا) اور ان میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا (کہ اپنے دل سے یہ طوفان گڑھا اور اس کو مشہور کرتا پھرا اور وہ عبداللہ بن ابی بن ابی سلول منافق ہے) اس کے لیے بڑا عذاب ہے۔

ان آیات کے نزول سے منافقوں کا منہ کالا ہو گیا اور ہمیشہ ہمیش کے لیے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاک دامنی ظاہر وباہر ہو گئی۔

حدقذف

پھر حضور ﷺ نے سورۂ نور کی آیتیں سب کو سنادیں اور تہمت لگانے والوں کو بحکم الٰہی ”وَالَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَاۡتُوۡا بِاَرۡبَعَۃِ شُھَدَآءَ فَاجۡلِدُوۡھُمۡ ثَمٰنِیۡنَ جَلۡدَۃً“(پارہ ۱۸/سورۂ نور ع ۱/آیت ۴)

ترجمہ:۔ اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انھیں اسی کوڑے لگاؤ۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان تہمت لگانے والوں کو حدقذف کی سزا میں اسّی اسّی درّے مارنے کا حکم نافذ فرمایا۔(مدارج النبوۃ ج۲ص۱۶۳)

وہ کافر ہے

شارح بخاری علامہ کرمانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی براءت و پاک دامنی قطعی و یقینی ہے جو قرآن سے ثابت ہے اگر کوئی اس میں ذرا بھی شک کرے تو وہ کافر ہے(حاشیہ بخاری جلد دوم صفحہ ۵۹۵)اور تمام فقہاء امت کا بھی یہی مسلک ہے۔

آیت تیمّم کا نزول

نزول آیت تیمّم سے متعلق محدثین وعلمائے سیرت کا قول ہے کہ اسی غزوہ بنی المصطلق (غزوہ مریسیع) میں نازل ہوئی جیسا کہ بخاری شریف کتاب التیمم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان مذکور ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب سفر تھے، مقام ”بیداء“ یا مقام ”ذات الجیش“ میں پہونچے میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا، اس لیے تلاش ہار کے لیے قافلہ ٹھہر گیا، صبح پانی کی تلاش ہوئی کہیں پانی نہیں ملا، اسی وقت آیت تیمّم نازل فرمائی ”وَاِنۡ کُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤی اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡکُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَیَمَّمُوۡا صَعِیۡدًا طَیِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡھِکُمۡ وَاَیۡدِیۡکُمۡ“(پارہ ۵/سورۂ نساء ع۷)

ترجمہ:۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں کو چھوا(جماع کیا)اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمّم کرو تو اپنے منھ اور ہاتھوں کو مسح کرو۔

چنانچہ رحمت عالم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تیمّم کر کے نماز فجر ادا کی، حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا اے ال ابوبکر! یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے، پھر اونٹ اٹھایا گیا، اس کے نیچے ہار مل گیا۔(بخاری شریف ج/۱/ص ۴۸ کتاب التیمم)

اس حدیث پاک کی شرح میں شارح بخاری حضور سیدی علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ واقعہ ”غزوۂ بنی مصطلق“ کا ہے، جس کا دوسرا نام ”غزوۂ مریسیع“ بھی ہے، جس میں واقعۂ افک واقع ہوا۔(فتح الباری جلد اول کتاب التیمم صفحہ ۳۶۵)

۵ھ کے متفرق واقعات

☆اسی سال جنگ خندق واقع ہوئی جس میں صرف چھ مسلمان شہید ہوئے، اسی سال عمرو بن عبدود مارا گیا جو جنگ بدر میں زخمی ہو کر بھاگ نکلا تھا اور جو ایک ہزار سواروں کے برابر بہادر مانا جاتا تھا، اسی سال نوفل مارا گیا، اسی سال حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ خندق میں شہید ہوئے جن کی شہادت پر سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ ابن معاذ کی شہادت سے عرش الٰہی ہل گیا، اسی سال خندق کی واپسی میں ”غزوۂ بنی قریظہ“ واقع ہوا۔

☆اسی سال نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔

☆اسی سال مسلمان عورتوں پر پردہ فرض ہوا۔

☆اسی سال ”حدقذف“ (کسی پر زنا کی تہمت لگانے کی سزا)اور لعان وظہار کے احکام نازل ہوئے۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

گیارہواں باب
ہجرت کا چھٹا سال ۶ھ

بیعت الرضوان

ماہ ذوالقعدہ ۶ھ میں نبی کریم ﷺ چودہ سو صحابۂ کرام کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے، چنانچہ مقام حدیبیہ میں پہنچ کر آپ نے یہ دیکھا کہ کفار قریش کا عظیم لشکر آمادۂ جنگ ہے، تو آپ نے مناسب سمجھا کہ کفار مکہ سے مصالحت کی گفتگو کے لیے کسی کو مکہ بھیج دیا جائے، چنانچہ آپ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو مکہ بھیج دیا، انھوں نے مکہ پہنچ کر کفار قریش کو حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے صلح کا پیغام پہونچایا۔

چوں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنی مالداری واہل قبیلہ کی حمایت و پاسداری کیوجہ سے قریش کی نگاہوں میں بہت ہی معزز تھے، اس لیے کفار قریش نے اپنی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ کو طواف کعبہ اور صفا و مروہ کی سعی و عمرہ کی اجازت دیدی مگر آپ نے فرمایا کہ میں بغیر رسول اللہ ﷺ کے تنہا کبھی بھی عمرہ نہیں کرسکتا، اس پر بات بڑھ گئی کفار نے آپ کو مکہ میں روک لیا، ادھر حدیبیہ میں آپ کے شہادت کی خبر پہنچی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عثمان کے خون کا بدلہ لینا فرض ہے یہ فرماتے ہوئے ایک ببول کے درخت کے نیچے صحابۂ کرام سے اپنی وفاداری و جاں نثاری کا عہد لیتے ہوئے اپنے دست حق پرست پر بیعت لی اور حضور ﷺ نے اپنا بایاں دست مبارک داہنے دست اقدس میں لیا اور فرمایا کہ یہ عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی بیعت ہے اور فرمایا یارب عثمان تیرے اور تیرے رسول کے کام میں ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان) اسی بیعت کا نام تاریخ اسلام میں ''بیعت الرضوان'' ہے۔
رب کریم نے اس بیعت اور درخت کا تذکرہ کرتے ہوئے سورۂ فتح میں اس طرح ارشاد

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

فرمایا ''اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ'' (پارہ ۲۶/سورۂ فتح ع ۱/آیت ۱۰)

ترجمہ:۔ وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں (مراد اس بیعت سے بیعت رضوان ہے جو نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ میں لی تھی) وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں (کیوں کہ رسول سے بیعت کرنا اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرنا ہے جیسے کہ رسول کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے) ان ہاتھوں پر (جن سے انھوں نے سید عالم ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل کیا) اللہ کا ہاتھ ہے۔

اسی سورۂ فتح میں ان بیعت کرنے والوں کی فضیلت اور اجر وثواب یوں بیان فرمایا ''لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا'' (پارہ ۲۶/سورۂ فتح ع ۳/آیت ۱۸)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمھاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے (صدق و اخلاص ووفا) تو ان پر اطمینان اتارا اور انھیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا (یعنی فتح خیبر کا جو حدیبیہ سے واپس ہو کر چھ ماہ بعد حاصل ہوئی)

بیعت رضوان ہو جانے کے بعد پتہ چلا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے شہادت کی خبر غلط تھی چنانچہ وہ بخیر وعافیت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگیے۔

صلح حدیبیہ کیوں کر ہوئی؟

قبیلۂ قریش کا ایک بہت ہی معمر و معزز سردار عروہ بن مسعود ثقفی نے کفار قریش سے کہا کہ تم لوگ مجھے اجازت دو کہ میں ان سے مل کر معاملات طے کرلوں؟ سب نے اجازت دے دی، چنانچہ عروہ بن مسعود ثقفی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس میدان حدیبیہ میں پہونچ کر نبی کریم ﷺ سے گفت وشنید کی اور پوری لشکر گاہ کو دیکھ کر واپس ہوا، عروہ بن مسعود نے حدیبیہ کے میدان میں صحابۂ کرام کی حیرت انگیز اور تعجب خیز عقیدت ومحبت کا جو منظر دیکھا تھا اس نے اس کے دل پر بڑا اثر ڈالا تھا چنانچہ

اس نے قریش کے لشکر میں پہونچ کر اپنا تاثر ان الفاظ میں بیان کیا

’’اے میری قوم! خدا کی قسم جب محمد ﷺ اپنا کھنکھار تھوکتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی میں پڑتا ہے اور وہ فرط عقیدت سے اس کو اپنے چہرے اور اپنی کھال پر مل لیتا ہے اور اگر وہ کسی بات کا ان لوگوں کو حکم دیتے ہیں تو سب کے سب اس کی تعمیل کے لیے جھپٹ پڑتے ہیں اور وہ جب وضو کرتے ہیں تو ان کے اصحاب ان کے وضو کے دھوون کو اس طرح لوٹتے ہیں کہ گویا ان میں تلوار چل پڑے گی اور وہ جب کوئی گفتگو کرتے ہیں تو تمام اصحاب خاموش ہو جاتے ہیں اور ان کے ساتھیوں کے دلوں میں ان کی اتنی زبردست عظمت ہے کہ کوئی شخص ان کی طرف نظر بھر کر دیکھ نہیں سکتا۔

اے میری قوم! خدا کی قسم میں نے بہت سے بادشاہوں کا دربار دیکھا ہے، میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں بھی باریاب ہو چکا ہوں مگر خدا کی قسم! میں نے کسی بادشاہ کے درباریوں کو اپنے بادشاہ کی اتنی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے جتنی تعظیم محمد (ﷺ) کے ساتھی محمد (ﷺ) کی کرتے ہیں‘‘۔

عمرو بن مسعود کی یہ گفتگو سن کر چند روٴسا نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں یکے بعد دیگرے حاضر ہوئے بالآخر صلح کی تحریر مکمل ہوگئی، اس دستاویز میں یہ طے کر دیا گیا کہ فریقین کے درمیان دس سال تک لڑائی بالکل موقوف رہے گی، صلح نامہ کی باقی دفعات و شرطیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مسلمان اس سال بغیر عمرہ کئے واپس چلے جائیں۔

(۲) سال آئندہ عمرہ ادا کرنے کے لیے آئیں اور صرف تین دن مکہ میں ٹھہر کر واپس چلے جائیں۔

(۳) تلوار کے سوا کوئی دوسرا ہتھیار لے کر نہ آئیں، تلوار بھی نیام کے اندر رکھ کر تھیلے وغیرہ میں بند ہو۔

(۴) مکہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہیں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور مسلمانوں میں سے اگر کوئی مکہ میں رہنا چاہیے تو اس کو نہ روکیں۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

(۵) کافروں یا مسلمانوں میں سے کوئی شخص مدینہ چلا جائے تو واپس کر دیا جائے لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ میں چلا جائے تو وہ واپس نہیں کیا جائے گا۔

(۶) قبائل عرب کو اختیار ہوگا کہ وہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں دوستی کا معاہدہ کر لیں۔

یہ شرطیں بظاہر مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں مگر وہ فرمان رسالت کے خلاف دم مارنے سے مجبور تھے۔ (تاریخ ابن ہشام جلد سوم صفحہ ۳۱۷)

بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ کو تاریخ اسلام میں بڑی اہمیت ہے کیوں کہ اسلام کی تمام آئندہ ترقیوں کا راز اسی کے دامن سے وابستہ ہے، بظاہر یہ ایک مغلوبانہ صلح تھی مگر قرآن حکیم میں رب کریم نے اسے فتح مبین کا لقب عطا فرمایا، چنانچہ ارشاد ہوا ’’اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا‘‘ (پارہ ۲۶ سورۂ فتح آیت ۱)

ترجمہ:۔ اور بیشک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمادی۔

شان نزول:۔ ’’اِنَّا فَتَحْنَا‘‘ حدیبیہ سے واپس ہوتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی، حضور ﷺ کو اس کے نازل ہونے سے بہت خوشی حاصل ہوئی اور صحابۂ کرام نے حضور ﷺ کو مبارک بادیاں دیں۔ (بخاری و مسلم و ترمذی و کنز الایمان)

اسرار فتح مبین

چنانچہ بعد کے واقعات سے سب نے مان لیا کہ واقعی صلح حدیبیہ ایک ایسی فتح مبین تھی جو مکہ میں اشاعت اسلام بلکہ ’’فتح مکہ‘‘ کا ذریعہ بن گئی، اب تک مسلمان اور کفار ایک دوسرے سے الگ تھلگ رہتے تھے، ایک دوسرے سے ملنے جلنے کا موقع ہی نہیں ملتا تھا، مگر اس صلح کی وجہ سے ایک دوسرے کے یہاں آمد و رفت آزادی کے ساتھ گفت و شنید اور تبادلۂ خیالات کا راستہ کھل گیا کفار مدینہ آتے اور مہینوں ٹھہر کر مسلمانوں کے کردار و عمل کا گہرا مطالعہ کرتے اسلامی مسائل اور اسلام کی خوبیوں کا تذکرہ سنتے جو مسلمان مکہ جاتے وہ اپنے چال وچلن، عفت و پاکدامنی اور

عبادت گزاری سے کفار کے دلوں پر اسلام کی خوبیوں کا ایسا نقش بٹھا دیتے کہ خود بخود کفار اسلام کی طرف مائل ہوتے جاتے۔

چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک اس قدر کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے کہ اتنے کبھی نہیں ہوئے تھے، چنانچہ حضرت خالد بن ولید (فاتح شام) اور حضرت عمرو بن العاص (فاتح مصر) بھی اسی زمانے میں خود بخود مکہ سے مدینہ جا کر دولت اسلام سے مالا مال ہوئے۔ (سیرت ابن ہشام ج ۳ / صفحہ ۲۷۷ / ۲۷۸)

مظلومین مکہ

ہجرت کے بعد جو لوگ مکہ میں مسلمان ہوئے انھوں نے کفار کے ہاتھوں بڑی بڑی مصیبتیں برداشت کیں، ان کو زنجیروں میں باندھ کر کفار کوڑے مارتے تھے لیکن جب بھی ان میں سے کوئی شخص موقع پاتا تو چھپ کر مدینہ آجاتا تھا، صلح حدیبیہ نے اس کا دروازہ بند کر دیا کیوں کہ اس صلح نامہ میں یہ شرط تحریر تھی کہ مکہ سے جو شخص بھی ہجرت کر کے مدینہ جائے گا وہ پھر مکہ واپس بھیج دیا جائے گا۔

حضرت ابوجندل کا معاملہ

چنانچہ معاہدہ لکھا جا چکا تھا ابھی فریقین کے دستخط نہیں ہوئے تھے کہ یکایک حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیڑیاں گھسیٹتے ہوئے گرتے پڑتے مقام حدیبیہ میں مسلمانوں کے درمیان آپہونچے ہر چند کہ صحابۂ کرام نے خود حضور ﷺ نے چاہا کہ ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافروں کے ظلم و ستم کے ماحول میں مکہ واپس نہ کیا جائے، یہ بڑے سخت امتحان اور آزمائش کا وقت تھا، ایک طرف حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ گڑ گڑا کر مسلمانوں سے فریاد کر رہے ہیں اور ہر مسلمان اس قدر جوش میں بھرا ہوا تھا کہ اگر رسول پاک ﷺ کا ادب مانع نہ ہوتا تو مسلمانوں کی تلواریں نیام سے باہر نکل پڑتیں۔ دوسری طرف معاہدہ ہو چکا تھا اور اپنے عہد کو

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

پورا کرنا بھی ضروری تھا کیوں کہ رب کریم نے ارشاد فرمایا ہے "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ" (پارہ ۶ / سورۂ مائدہ ع ۱)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے موقع کی نزاکت کا خیال فرماتے ہوئے حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم صبر کرو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اور دوسرے مظلوموں کے لیے ضرور ہی کوئی راستہ نکالے گا ہم صلح کا معاہدہ کر چکے ہیں، اب ہم ان لوگوں سے بدعہدی نہیں کر سکتے، غرض حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی طرح پابہ زنجیر پھر مکہ واپس جانا پڑا۔ (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۸۰ و جلد دوم صفحہ ۶۱۰ / مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۴)

ستم رسیدہ مسلمانوں کا قیام مقام "عیص" میں

صلح حدیبیہ سے فارغ ہو کر جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے جو بزرگ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے وہ ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابوبصیر تم مکہ چلے جاؤ تم جانتے ہو کہ ہم نے کفار مکہ سے معاہدہ کر لیا ہے اور ہمارے دین میں عہد شکنی اور غداری جائز نہیں ہے، چنانچہ حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف سے واپس ہو کر بجائے مکہ جانے کے ساحل سمندر کے قریب مقام "عیص" میں جا کر ٹھہرے، ادھر مکہ سے حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زنجیر کاٹ کر بھاگے اور وہ بھی مقام "عیص" میں پناہ گزیں ہوگیے، پھر مکہ کے دوسرے مظلوم مسلمانوں نے بھی موقع پا کر کفار کی قید سے نکل نکل کر یہاں پناہ لینی شروع کر دی یہاں تک کہ اس جنگل میں ستر آدمیوں کی جماعت جمع ہوگئی، کفار قریش کے تجارتی قافلوں کا یہی راستہ تھا جو قافلہ بھی آمد و رفت میں یہاں سے گزرتا یہ لوگ اس کو لوٹ لیتے یہاں تک کہ کفار قریش کے ناک میں دم کر دیا، بالآخر کفار قریش نے خدا اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر حضور ﷺ کو خط لکھا کہ ہم صلح نامہ میں اپنی شرط سے باز آئے، آپ ان لوگوں کو ساحل سمندر سے مدینہ بلا لیجئے ہماری طرف سے اجازت ہے کہ

جو مسلمان بھی مکہ سے بھاگ کر مدینہ جائے آپ اس کو مدینہ میں ٹھہرا لیجئے ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔(**بخاری شریف باب الشرط فی الجہاد جلداول صفحہ ۳۸۰**)

چنانچہ فرمان رسول کے بموجب یہ سب لوگ وہاں سے آکر مدینہ میں آباد ہوگئے (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۱۸)

دعوت اسلام سلاطین کے نام

۶ ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد جب جنگ وجدال کے خطرات ٹل گئے اور ہر طرف امن وسکون کی فضا پیدا ہوگئی تو چوں کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کا دائرہ صرف خطۂ عرب ہی تک محدود نہیں تھا بلکہ آپ تمام عالم کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اس لیے آپ نے ارادہ فرمایا کہ پیغام اسلام تمام دنیا میں پہونچا دیا جائے چنانچہ آپ نے روم کے بادشاہ ''قیصر'' اور فارس کے بادشاہ ''کسریٰ'' حبشہ کے بادشاہ ''نجاشی'' مصر کے بادشاہ ''عزیز مصر'' اور دوسرے سلاطین عرب وعجم کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائے۔

مضمون خط بطور نمونہ پیش خدمت ہے: **بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم**

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰی هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلاَمٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی :اَمَّا بَعْدُ!فَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِدَعَايَةِ الْاِسْلاَمِ اَسْلِمْ تَسْلِمْ يُؤْتِکَ اللّٰهُ اَجْرُکَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْکَ اِثْمُ الْاُرِيْسِيْنَ يٰاَهْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَکُمْ اَنْ لَّاتَعْبُدُ اِلَّااللّٰهَ وَلاَتُشْرِکَ بِهٖ شَيْئًا وَّلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَابَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوْا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ''(پارہ ۳/سورۂ اٰل عمران ع۷/آیت ۶۴)

ترجمہ:۔ اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت ہی رحم فرمانے والا ہے، اللہ کے بندے اور رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے یہ خط ''ہرقل'' کے نام ہے جو روم کا بادشاہ ہے، اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کا پیرو ہے، اس کے بعد میں تجھ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں تو

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

مسلمان ہو جا تو سلامت رہے گا، خدا تجھ کو دوگنا ثواب دے گا اور اگر تو نے روگردانی کی تو تیری تمام رعایا کا گناہ تجھ پر ہوگا۔

اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور ہم میں سے بعض لوگ دوسرے بعض لوگوں کو خدا نہ بنائیں اور اگر تم نہیں مانتے تو گواہ ہو جاؤ کہ ہم مسلمان ہیں۔

تقریبا اسی مضمون کے خطوط دوسرے بادشاہوں کے پاس بھی حضور نبی کریم ﷺ نے روانہ فرمائے، ایمان لانے والے خوش نصیب سلاطین میں اصحمہ شاہ حبشہ بھی تھے جن کا پیارا تذکرہ فقیر راقم الحروف نے اپنی کتاب ''اوصاف المحبین'' میں قرآن واحادیث سے مبرہن کرتے ہوئے مندرجہ ذیل عنوانات کے ساتھ تحریر کیا ہے(۱) شاہ حبشہ وعلمائے انجیل دامن اسلام میں (۲) نجاشی (۳) شاہ نجاشی کی کفش برداری (۴) شاہ حبشہ کی نماز جنازہ (۵) قبر انور سے نور کا ظہور......شائقین مطالعہ فرمائیں اور اپنی دعاؤں سے نوازیں۔

۶ ھ کے اور بعض اہم واقعات

اسی سال ۶ ھ میں ''سریہ نجد'' واقع ہوا ☆ اسی سال ''ابورافع'' جو اسلام کا زبردست دشمن اور بارگاہ رسالت کا بدترین گستاخ اور بے ادب تھا قتل کردیا گیا ☆ اسی سال صلح حدیبیہ سے قبل چند چھوٹے چھوٹے لشکروں کو حضور نبی کریم ﷺ نے مختلف اطراف میں روانہ فرمایا تاکہ وہ کفار کی مدافعت کرتے رہیں، جن کے نام اس طرح ہیں: سریہ قرطا ☆ غزوۂ بنی لحیان ☆ سریہ الغمر ☆ سریہ علی بجانب جموم ☆ سریہ زید بجانب عیص ☆ سریہ زید وادی القریٰ ☆ سریہ علی بجانب بنی سعد ☆ سریہ زید بجانب ام قرفہ ☆ سریہ ابن رواحہ ☆ سریہ ابن مسلمہ ☆ سریہ زید بجانب طرف ☆ سریہ مکل وعرینہ ☆ سریہ ضمری ☆ اسی سال قریش نے خود ابوسفیان کو مدینہ بھیجا کہ ہم صلح نامہ حدیبیہ میں اپنی شرط سے دست بردار ہوگئے اور آپ ''ابوبصیر'' کو مدینہ بلالیں۔(زرقانی علی المواہب جلد دوم صفحہ ۳۵۰/مدارج النبوۃ، بخاری ومسلم وغیرہ)

بارہواں باب

ہجرت کا ساتواں سال ۷ھ

غزوۂ ذات القرد

مدینہ منورہ کے قریب ''ذات القرد'' ایک چراگاہ کا نام ہے جہاں نبی کریم ﷺ کی اونٹنیاں چرا کرتی تھیں، عبدالرحمٰن بن عیینہ فزاری جو قبیلۂ غطفان سے تعلق رکھتا تھا اپنے چند آدمیوں کے ساتھ ناگہاں اس چراگاہ پر چھاپہ مارا اور یہ لوگ بیس اونٹنیوں کو پکڑ کر لے بھاگے، مشہور تیرانداز صحابی حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو سب سے پہلے اس کی خبر معلوم ہوئی انھوں نے اس خطرہ کا اعلان کرنے کے لیے بلند آواز سے یہ نعرہ مارا کہ ''یاصباحاہ'' پھر اکیلے ہی ان ڈاکوؤں کے تعاقب میں دوڑ پڑے اور ان ڈاکوؤں کو تیر مار مار کر تمام اونٹنیوں کو بھی چھین لیا اور ڈاکو بھاگتے ہوئے جو تیس چادریں پھینکتے گئے تھے ان چادروں پر بھی قبضہ کرلیا، اس کے بعد نبی کریم ﷺ لشکر لے کر پہونچے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ان چھاپہ ماروں کے تعاقب میں لشکر بھیج دیجئے تو یہ سب گرفتار ہوجائیں گے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی اونٹنیوں کے مالک ہوچکے ہو، اب ان لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو، پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھالیا اور مدینہ واپس تشریف لائے، حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ یہ غزوہ جنگ خیبر کے روانہ ہونے سے تین دن قبل ہوا۔ (بخاری غزوۂ ذات القرد جلد دوم صفحہ ۶۰۳ / مسلم جلد دوم صفحہ ۱۱۳)

جنگ خیبر

خیبر مدینہ منورہ سے ۸/منزل کی دوری پر ایک شہر ہے یعنی خیبر مدینہ سے تین سو بیس کلومیٹر دور ہے، جب رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ خیبر کے یہودی قبیلۂ غطفان کو ساتھ لے کر مدینہ پر

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

حملہ کرنے والے ہیں تو ان کی اس چڑھائی کو روکنے کے لیے سولہ سو صحابۂ کرام کا لشکر ساتھ لے کر آپ خیبر روانہ ہوئے، مدینہ منورہ پر حضرت سباع بن عرفطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو افسر مقرر فرمایا اور تین جھنڈے تیار کرائے ایک جھنڈا حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو دیا اور ایک جھنڈے کا علم بردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو بنایا اور خاص علم نبوی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دست مبارک میں عنایت فرمایا اور ازواج مطہرات میں سے حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لیا۔

ادھر یہودیوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو ایک قلعہ میں پہونچادیا اور راشن کا ذخیرہ قلعہ ''ناعم'' میں جمع کردیا اور محفوظ مضبوط قلعہ ''قموص'' میں مرحب یہودی جو عرب کے پہلوانوں میں ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا اسی قلعہ کا رئیس تھا، یہودیوں کے پاس تقریباً بیس ہزار فوج تھی۔

محمود بن مسلمہ کی شہادت

سب سے پہلے قلعہ ''ناعم'' پر معرکہ آرائی ہوئی جس میں حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بڑی بہادری اور جاں بازی کے ساتھ جنگ کی مگر سخت گرمی اور لو کے تھپیڑوں کی وجہ سے ان پر پیاس کا غلبہ ہوگیا، وہ قلعہ ناعم کی دیوار کے نیچے سوگئے، کنانہ بن ابی الحقیق یہودی نے ان کو دیکھ لیا اور چھت سے ایک بہت بڑا پتھر ان کے اوپر گرادیا جس سے ان کا سر کچل گیا اور یہ شہید ہوگئے ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' اور اس قلعہ کو فتح کرنے میں پچاس مسلمان زخمی ہوگئے لیکن قلعہ فتح ہوگیا۔

اسود راعی کی شہادت

حضرت اسود راعی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اسی قلعہ کی جنگ میں شہادت سے سرفراز ہوئے، ان کا واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک حبشی تھے جو خیبر کے ایک یہودی کی بکریاں چرایا کرتے تھے، یہودیوں کے جنگ کی تیاریاں دیکھ کر پوچھا کہ تم لوگ کس سے جنگ کے لیے تیاریاں کررہے ہو؟ یہودیوں

نے کہا کہ آج ہم اس سے جنگ کریں گے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، یہ سن کر آپ کے دل میں نبی کریم ﷺ کی ملاقات کا جذبہ پیدا ہوا، چنانچہ یہ بکریاں لئے ہوئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوگئے اور حضور نبی کریم سے دریافت کیا کہ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش فرمایا انھوں نے عرض کیا کہ اگر میں مسلمان ہوجاؤں تو مجھے خداوند تعالیٰ کی طرف سے کیا اجر وثواب ملے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم کو جنت اور اس کی نعمتیں ملیں گی، انھوں نے فوراً ہی کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا پھر عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تم ان بکریوں کو قلعہ کی طرف ہانک دو، ان کو کنکریوں سے مارو یہ سب خود بخود اپنے مالک کے گھر پہنچ جائیں گی چنانچہ انھوں نے بکریوں کو کنکریاں مار کر ہانک دیا اور وہ سب اپنے مالک کے گھر پہنچ گئیں۔

اس کے بعد یہ خوش نصیب حبشی ہتھیار لے کر مجاہدین اسلام کے ساتھ انتہائی جوش وخروش کے سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگیا ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' جب نبی کریم ﷺ کو خبر ہوئی تو فرمایا '' عَمِلَ قَلِیْلاً وَّاُجِرَ کَثِیْراً'' یعنی اس شخص نے بہت ہی کم عمل کیا اور بہت زیادہ اجر دیا گیا، اس شخص نے ایمان اور جہاد کے سوا کوئی دوسرا عمل خیر نہیں کیا، نہ ایک وقت کی نماز پڑھی نہ ایک روزہ رکھا نہ حج وزکوٰۃ کا موقع ملا مگر ایمان وجہاد کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا بلند مرتبہ عطا فرمایا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۴۰)

قلعہ ناعم کے بعد دوسرے قلعے بآسانی فتح ہوتے چلے گئے مگر قلعہ ''قموص'' کو فتح کرنے میں بڑی دشواری ہوئی، کئی دنوں تک نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ودیگر صحابہ کرام کے ساتھ قلعہ پر حملہ کرتے رہے مگر قلعہ فتح نہ ہوسکا، چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا '' **لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلاً یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ قَالَ ،فَبَاتَ النَّاسُ یَدُوْکُوْنَ لَیْلَتَھُمْ اَیُّھُمْ یُعْطَاھَا**'' **(بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۰۵/غزوۂ خیبر)**

یعنی میں کل اس آدمی کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا، وہ اللہ ورسول کا

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

محبّ بھی ہے اور محبوب بھی، راوی نے کہا کہ لوگوں نے یہ رات بڑے اضطراب میں گزاری کہ دیکھئے کل کس کو جھنڈا دیا جاتا ہے؟

صبح ہوئی تو صحابہ کرام بڑے اشتیاق کے ساتھ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کہ یہ اعزاز وشرف ہمیں حاصل ہو کیوں کہ جھنڈا پانے والے کے لیے تین بشارتیں ہیں (۱) وہ اللہ ورسول کا محبّ ہے (۲) وہ اللہ ورسول کا محبوب ہے (۳) خیبر اس کے ہاتھ فتح ہوگا۔ (مسلم جلد دوم ۲۷۸/۲۷۹/ باب من فضائل علی)

کل کیا ہوگا، دل میں کیا ہے؟

رسول کریم ﷺ کے مذکورہ بالا ارشاد پاک سے چند باتیں معلوم ہوئیں (۱) کل کیا ہوگا؟ فتح ہوگی کہ نہیں؟ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ آج ہی اس کی خبر دے رہے ہیں، معلوم ہوا رب کریم نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو کل ہونے والی بات کا علم دیا ہے، اسی کا نام ''**علم مافی الغد**'' ہے، صحابہ نے صدق دل سے اسے تسلیم کیا کیوں کہ وفادار اُمتی کی یہی نشانی ہے اور جب فرمان رسول ﷺ پر نکتہ چینی ہوئی تو پھر ایمان کہاں؟ (۲) حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ کل میں جسے جھنڈا دوں گا، اس کے دل میں اللہ کی محبت ہے اور اللہ کے رسول کی محبت ہے۔ پتہ چلا کہ رب کریم نے دلوں کی حالت بھی اپنے حبیب پاک ﷺ کے پیش نظر کردی ہے تو یہ ''**علم مافی الصدور**'' اور ''**علم مافی القلوب**'' ہوا، سینے میں کیا ہے، دل کی کیفیت کیا ہے؟ رب کریم نے اس علم کو بھی اپنے محبوب کو عطا فرمایا ہے (۳) رسول پاک ﷺ کے اس ارشاد پاک سے ''وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ'' اللہ بھی اسے چاہتا ہے اور رسول بھی اسے چاہتے ہیں، اسی نعمت عظمیٰ کے لیے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنی پیاری زندگیاں قربان کر رہے تھے اور دیوانگی کا حال تو یہ تھا۔

دشت طیبہ میں تیرے ناقہ کے پیچھے پیچھے ‎ ‎ دھجیاں جیب وگریباں کی اڑاتے جاتے

چنانچہ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں '' مَااَرَاتُ الْاِمَارَاتَ اِلَّا

"یَـوْمَـئِـذٍ" یعنی اس موقع کے سوا مجھے کبھی بھی فوج کی سرداری اور افسری کی تمنا نہ ہوئی۔ (مسلم شریف جلد دوم باب فضائل علی صفحہ ۲۷۸/۲۷۹)

صبح اچانک یہ صدا لوگوں کے کان میں آئی کہ علی کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ انھیں آشوب چشم ہے، نبی کریم ﷺ نے ان کی دکھتی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا دیا اور دعا فرمائی فوراً ہی انھیں شفا حاصل ہوگئی، پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اپنا علم نبوی جو حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیاہ چادر سے تیار کیا گیا تھا حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں عطا فرمایا۔ (زرقانی جلد دوم صفحہ ۲۲۲)

اور ارشاد فرمایا کہ تم بڑے سکون کے ساتھ جاؤ اور ان یہودیوں کو اسلام کی دعوت دو اور بتاؤ کہ مسلمان ہو جانے کے بعد تم پر فلاں فلاں اللہ کے حقوق واجب ہیں، خدا کی قسم! اگر ایک آدمی نے بھی تمہاری بدولت اسلام قبول کر لیا تو یہ دولت تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ (بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۰۵/غزوۂ خیبر)

حضرت علی اور مرحب کی جنگ

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "قلعہ قموص" کے پاس پہونچ کر یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی، انھوں نے اس کا جواب اینٹ، پتھر اور تیر و تلوار سے دیا اور قلعہ کا رئیس اعظم مرحب رجز یہ اشعار پڑھتے ہوئے حملہ کی نیت سے آگے بڑھا:

قَدْ عَلِمَتْ خَیْبَرُ اَنِّیْ مُرَحَّبٌ   شَاکِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٌ

خیبر خوب جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، اسلحہ پوش ہوں، بہت ہی بہادر اور تجربہ کار ہوں۔
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں رجز کا یہ شعر پڑھا ؎

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہْ   کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہْ

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے، میں کچھار کے شیر کی طرح ہیبت ناک ہوں۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

مرحب جوش و خروش کے ساتھ آگے بڑھ کر حضرت شیر خدا پر اپنی تلوار سے پر زور وار کیا مگر حضرت شیر خدا نے ایسا پینترا بدلا کہ مرحب کا وار خالی گیا، پھر حضرت شیر خدا نے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر بلند کرتے ہوئے ذوالفقار حیدری سے ایسا پر زور حملہ کیا کہ سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک اتر آئی اور مرحب زمین پر گر کر ڈھیر ہوگیا۔ (مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۱۱۵و۲۷۸)

مرحب کی لاش زمین پر تڑپتے ہوئے دیکھ کر اس کی تمام فوج حضرت شیر خدا پر ٹوٹ پڑی لیکن ذوالفقار حیدری بجلی کی طرح چمک چمک کر گرتی تھی جس سے صفیں کی صفیں الٹ گئیں، یہودیوں کے مایہ ناز بہادر، مرحب، حارث، اسیر اور عامر وغیرہ کٹ گئے، اسی گھمسان کی جنگ میں آپ کی ڈھال کٹ کر گر پڑی تو آپ نے آگے بڑھ کر قلعہ قموص کا پھاٹک اکھاڑ ڈالا اور کواڑ کو ڈھال بنا کر دشمنوں کی تلوار روکتے رہے یہ کواڑ اتنا بڑا اور وزنی تھا کہ بعد کو چالیس آدمی اس کو نہ اٹھا سکے (زرقانی ج۲ ص۲۳۰) جنگ جاری تھی کہ حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کمال شجاعت کے ساتھ لڑتے ہوئے خیبر فتح کر لیا اور قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو فاتح خیبر کے معزز لقب سے سرفراز فرمایا ان معرکوں میں ترانوے (۹۳) یہودی اور پندرہ (۱۵) مسلمان جام شہادت سے سیراب ہوئے۔ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" (زرقانی ج۲ ص۲۳۰)

حضرت صفیہ کا نکاح

قیدیوں میں حضرت بی بی صفیہ تھیں یہ بنونضیر کے رئیس اعظم حی بن اخطب کی بیٹی تھیں، حضرت صفیہ کو آزاد کر کے نبی کریم ﷺ نے اپنی زوجیت سے سرفراز فرمایا تین دن تک منزل صہبا میں قیام رہا اور صحابۂ کرام کو دعوت ولیمہ میں کھجور، گھی اور پنیر کا مالیدہ کھلایا۔ (بخاری جلد اول صفحہ ۲۹۸/جلد دوم صفحہ ۶۱۷/مسلم جلد اول صفحہ ۴۵۸ باب فضل اعتاق امتہ)

حضور ﷺ کو زہر دیا گیا

فتح خیبر کے بعد حضور نبی کریم ﷺ وہاں ٹھہرے یہودیوں کو مکمل امن وامان عطا فرمایا مگر

اس بدباطن قوم کی فطرت میں اس قدر خباثت بھری ہوئی تھی کہ سلام بن شکم یہودی کی بیوی ''زینب'' نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت کی اور گوشت میں زہر ملا دیا، خدا کے حکم سے گوشت کی بوٹی نے آپ کو زہر کی خبر دی، آپ نے ایک ہی لقمہ کھا کر ہاتھ کھینچ لیا لیکن ایک صحابی حضرت بشیر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے کھانا تناول فرما لیا زہر کے اثر سے ان کی شہادت ہوگئی اور حضور ﷺ کو بھی اس زہریلے لقمہ سے عمر بھر تالو میں تکلیف رہی۔(زرقانی ج۲ص۲۴۲/مدارج النبوۃ ج۲ص۲۵۱)

خیبر میں اعلان مسائل

جنگ خیبر کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے مندرجہ ذیل فقہی مسائل کی تبلیغ فرمائی (۱) پنجہ دار پرندوں کو حرام فرمایا (۲) تمام درندہ جانوروں کی حرمت کا اعلان فرمایا (۳) گدھا اور خچر حرام فرمایا (۴) چاندی سونے کی خرید وفروخت میں کمی بیشی کے ساتھ خریدنے اور بیچنے کو حرام فرمایا اور حکم دیا کہ چاندی کو چاندی کے بدلے اور سونے کو سونے کے بدلے برابر برابر بیچنا ضروری ہے اگر کمی بیشی ہوگئی تو وہ سود ہوگا جو حرام ہے (۵) اب تک یہ حکم تھا کہ لونڈیوں سے ہاتھ آتے ہی صحبت کرنا جائز تھا لیکن اب ''استبراء'' ضروری قرار دے دیا گیا یعنی اگر وہ حاملہ ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک ورنہ ایک مہینہ ان سے صحبت جائز نہیں (۶) عورتوں سے متعہ کرنا بھی اسی غزوہ میں حرام کر دیا گیا۔(زرقانی جلد دوم صفحہ۲۳۳/تا۲۳۸)

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حبشہ سے آگئے

حضور نبی کریم ﷺ فتح خیبر سے فارغ ہوگئے کہ مہاجرین حبشہ میں سے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے بھائی تھے وہ مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حبشہ سے آگئے، حضور نبی کریم ﷺ فرط مسرت سے ان کی پیشانی چوم لی اور ارشاد فرمایا کہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے خیبر کی فتح سے زیادہ خوشی ہوئی ہے یا جعفر کے آنے سے۔(زرقانی ج۲ص۲۴۶)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

وادی القریٰ کی جنگ

خیبر کی لڑائی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ ''وادی القریٰ'' تشریف لے گئے، نبی کریم ﷺ نے ان یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی جس کا جواب ان بدبختوں نے تیر وتلوار سے دیا، مجبوراً مسلمانوں نے بھی جنگ شروع کر دی، جس میں دس یہودی قتل ہوگئے اور مسلمانوں کو فتح مبین حاصل ہوئی، اس کے بعد اہل خیبر کی شرطوں پر (یعنی فتح خیبر کے بعد یہودیوں نے رحمت عالم ﷺ سے یہ درخواست کی تھی کہ ہم کو خیبر سے نہ نکالا جائے، زمین ہمارے ہی قبضہ میں رہنے دی جائے، ہم یہاں کی پیداوار کا آدھا حصہ آپ کو دیتے رہیں گے، حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی یہ درخواست منظور فرمالی (فتوح البلدان بلاذری صفحہ۲۷ فتح خیبر) وادی القریٰ کے لوگوں نے بھی صلح کر لی کہ مقامی پیداوار کا آدھا حصہ مدینہ بھیجتے رہیں گے ''تیما'' کے یہودیوں نے بھی جزیہ دے کر حضور ﷺ سے صلح کر لی ''اہل فدک'' نے بھی مذکورہ بالا شرطوں پر صلح کر لی۔(زرقانی جلد دوم صفحہ۲۴۸)

عمرۃ القضا

چوں کہ حدیبیہ کے صلح نامہ میں ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ آئندہ سال حضور ﷺ مکہ آکر عمرہ ادا کریں گے اور تین دن مکہ میں ٹھہریں گے، اس دفعہ کے مطابق ماہ ذوالقعدہ ۷ھ میں آپ نے عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ مکرمہ روانہ ہونے کا عزم فرمایا اور اعلان کر دیا کہ گزشتہ سال جو لوگ حدیبیہ میں شریک تھے میرے ساتھ چلیں، بجز ان حضرات کے جو جنگ خیبر میں شہید یا وفات پاچکے تھے سب نے یہ سعادت حاصل کی چنانچہ صحابۂ کرام کے مجمع کے ساتھ ''لَبَّیْکَ'' پڑھتے ہوئے حرم کی طرف بڑھے جب مکہ میں داخل ہونے لگے تو دربار نبوت کے شاعر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ کی مہار تھامے ہوئے آگے آگے رجزیہ اشعار جوش وخروش کے ساتھ پڑھتے جاتے۔

خَلُّوا بَنِی الْکُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِہٖ اَلْیَوْمَ نَضْرِبُکُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ

اے کافروں کے بیٹو! سامنے سے ہٹ جاؤ آج جو تم نے اترنے سے روکا تو ہم تلوار چلائیں گے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹوکنے پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! ان کو چھوڑ دو یہ اشعار کفار کے حق میں تیروں سے بڑھ کر ہیں۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۱۷/ زرقانی جلد دوم صفحہ ۲۵۵/تا ۲۵۷)

جب رسول کریم ﷺ خاص حرم کعبہ میں داخل ہوئے تو کفار آپس میں کہنے لگے کہ یہ مسلمان بھلا کیا طواف کریں گے؟ ان کو تو بھوک اور مدینہ کے بخار نے کچل کر رکھ دیا ہے، حضور ﷺ نے مسجد حرام میں پہونچ کر ''اضطباع'' کر لیا یعنی چادر کو اس طرح اوڑھ لیا کہ آپ کا داہنا شانہ اور بازو کھل گیا اور آپ نے فرمایا کہ خدا اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو ان کفار کے سامنے اپنی قوت کا اظہار کرے پھر آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ شروع کے تین پھیروں میں شانوں کو ہلا ہلا کر خوب اکڑتے ہوئے چل کر طواف کیا، اس کو عربی زبان میں ''رمل'' کہتے ہیں چنانچہ یہ سنت آج تک باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گی کہ ہر طواف کعبہ کرنے والا شروع طواف کے تین پھیروں میں ''رمل'' کرتا ہے۔ (بخاری جلد دوم صفحہ ۲۱۸/ باب کیف کان بدء الرمل)

صاحب اختیار نبی ﷺ

بخاری شریف کی مذکورہ روایت کہ نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کے ہمراہ شروع کے تین پھیروں میں شانوں کو ہلا ہلا کر خوب اکڑتے ہوئے چل کر طواف کیا، حالاں کہ رب کریم نے اکڑ کر چلنے سے روکا ہے ارشاد فرمایا'' وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا''(پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل ع۴ آیت ۳۷)

ترجمہ:۔ زمین میں اتراتا نہ چل......رب کریم نے یہ ضابطہ وقانون سارے عالم کے لیے نازل فرمایا کہ زمین میں اترا کر، اکڑ کر، خودنمائی کا مظاہرہ کر کے چلنا جرم ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

'' اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالاً فَخُوْرًا''(پارہ ۵ سورۂ نساء ع۶ آیت ۳۶)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا، بڑائی مارنے والا۔

اس کے باوجود آج دنیا بھر سے جانے والے حجاج تین پھیروں میں ''رمل'' یعنی اکڑ کر طواف کعبہ کرتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے حالاں کہ اس وقت کفار کے طعنہ زنی کی وہ علت نہیں ہے جو پہلے تھی۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ رب کریم نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو صاحب اختیار بنایا ہے۔ پتہ چلا۔

وہ پیارا نبی ہمارا وہ عرب کا رہنے والا
جہاں چل کے رک گیا وہ وہاں رک گئی خدائی

حضرت حمزہ کی صاحبزادی

تین دن کے بعد کفار مکہ کے چند سردار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ شرط پوری ہو چکی ہے، اب آپ لوگ مکہ سے نکل جائیں، حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ اسی وقت مکہ سے روانہ ہوگئے، اسی وقت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھوٹی صاحبزادی ''امامہ'' چچا چچا کہتی ہوئی دوڑی آئیں، حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ احد میں شہید ہو چکے تھے، ان کی چھوٹی یتیم بچی مکہ میں رہ گئی تھیں، حضور نبی کریم کو اپنے شہید چچا جان کی اس یادگار کو دیکھ کر پیار آگیا، اس بچی نے آپ کو بھائی جان کہنے کے بجائے چچا جان اس رشتہ سے کہا کہ آپ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رضاعی بھائی تھے کیوں کہ آپ نے اور حضرت حمزہ نے حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ پیا تھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر بچی کو گود میں اٹھا لیا اور حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میری چچا زاد بہن ہے اس لیے مجھ کو ان کی پرورش کا حق ملنا چاہیے؟ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میری چچا زاد بہن بھی ہیں اور ان کی خالہ میری بیوی ہیں، اس لیے ان کی پرورش کا موقع

دیا جائے؟ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بھی عرض کیا یا رسول اللہ! ان کی خدمت مجھے عنایت فرمائی جائے؟

ان حضرات کا بیان سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے لہٰذا یہ لڑکی حضرت جعفر کی پرورش میں رہے گی، پھر از راہ دل بستگی نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے علی! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور اے جعفر! تم سیرت وصورت میں مجھ سے مشابہت رکھتے ہو اور حضرت زید بن حارثہ سے فرمایا کہ اے زید! تم میرے بھائی اور میرے مولیٰ آزاد کردہ غلام ہو۔ (بخاری ج۲ص۶۱۰ رعمرۃ القضا)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح

اسی عمرۃ القضا کے سفر میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا یہ آپ کی چچی ام الفضل زوجۂ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی بہن تھی، عمرۃ القضا سے واپسی میں جب آپ مقام ''سرف'' میں پہنچے تو ان کو اپنے خیمہ میں رکھ کر اپنی صحبت سے سرفراز فرمایا اور عجیب اتفاق کہ اس واقعہ سے چوالیس سال کے بعد اسی مقام سرف میں حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' اور ان کی قبر شریف بھی اسی مقام میں ہے، ان کا سال وفات ۵۱ھ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆☆

☆

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

تیرہواں باب

ہجرت کا آٹھواں سال ۸ھ

ہجرت کا آٹھواں سال بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری زندگی کے بارے میں بڑے بڑے اہم واقعات کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے ان میں سے چند پیش خدمت ہیں:

جنگ موتہ

''موتہ'' ملک شام میں ایک مقام کا نام ہے، یہاں ۸ھ میں کفر واسلام کا وہ عظیم الشان معرکہ ہوا جس میں ایک لاکھ لشکر کفار سے فقط تین ہزار جاں نثار مسلمانوں نے اپنی جان پر کھیل کر ایسی معرکہ آرائی کی کہ یہ لڑائی تاریخ اسلام میں ایک تاریخی یادگار بن کر قیامت تک باقی رہے گی، اس لشکر کو رخصت کرنے کے لیے خود رحمت عالم ﷺ مقام ''ثنیۃ الوداع'' تک تشریف لے گئے اور لشکر کے سپہ سالار کو حکم فرمایا کہ ہمارے قاصد حضرت حارث بن عمیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) جو میرا مکتوب قیصر روم کے نام لے کر گئے تھے ظالموں نے انھیں بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کر ڈالا تھا ان کی شہادت گاہ میں جاؤ پہلے وہاں کے کفار کو اسلام کی دعوت دو اگر وہ لوگ اسلام قبول کرلیں تو پھر وہ تمہارے اسلامی بھائی ہیں ورنہ تم اللہ کی مدد طلب کرتے ہوئے ان سے جہاد کرو۔

جب یہ فوج مدینہ سے کچھ دور نکل گئی تو خبر ملی کہ خود قیصر روم مشرکین کی ایک لاکھ فوج لے کر ''بلقاء'' کی سرزمین میں خیمہ زن ہوگیا ہے یہ خبر پا کر امیر لشکر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بارگاہ رسالت میں اس کی اطلاع دینے کا ارادہ کیا مگر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ ہمارا مقصد فتح یا مال غنیمت نہیں ہے بلکہ ہمارا مطلوب تو شہادت ہے کیوں کہ ؎

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

فتح مبین

چنانچہ مسلمانوں کے امیر لشکر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے آگے بڑھ کر لشکر کفار کو دعوت اسلام دی جس کا جواب کفار نے تیروں اور تلواروں سے دیا، اہل اسلام بھی تیار ہو گئے، سپہ سالار لشکر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ گھوڑے سے اتر کر میدان جنگ میں کود پڑے ادھر بادۂ توحید و رسالت کے متوالے بھی پورے جوش و خروش کے ساتھ لڑنا شروع کر دیا، اس گھمسان کی لڑائی میں کافروں نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو نیزوں اور برچھیوں سے چھید ڈالا اور وہ جواں مردی کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے فوراً ہی جھپٹ کر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے پرچم اسلام کو اٹھالیا، آپ کو ایک رومی مشرک نے ایسی تلوار ماری کہ یہ کٹ کر دو ہو گئے، آپ کے شہید ہوتے ہی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے علم اسلام ہاتھ میں لیا اور مجاہدین اسلام کو لے کر کافروں پر ٹوٹ پڑے ادھر باغیان اسلام نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر کر شہید کر دیا۔"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"(بخاری جلد دوم صفحہ ۶۱۱ غزوۂ موتہ و زرقانی جلد دوم صفحہ ۱۷۱ تا ۱۷۴)

اب بادۂ توحید و رسالت کے متوالوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو جھنڈے کا علم بردار بنایا، آپ نے مجاہدین اسلام کو لے کر بھرپور حملہ کر دیا، اس قدر بہادری و شجاعت کے ساتھ حملہ کیا کہ نو تلواریں ٹوٹ ٹوٹ کر ان کے ہاتھ سے بکھر گئیں اور اپنی جنگی مہارت اور کمال ہنر سے اسلامی فوج کو دشمنوں کے نرغہ سے نکال لائے۔(بخاری جلد دوم صفحہ ۶۱۱ غزوۂ موتہ)

مجاہدین اسلام نے بہت سے باغیان اسلام کو قتل کرتے ہوئے فتح مبین حاصل کیا اور سلامتی کے ساتھ مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

غیب داں نبی ﷺ

بخاری شریف میں ہے کہ جس وقت جنگ موتہ کی معرکہ آرائی میں گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی تو مدینہ منورہ ہی سے میدان جنگ کی ایک ایک سرگزشت کو غیب داں نبی ﷺ انتہائی رنج و غم کے ساتھ اہل مدینہ کو بتاتے جاتے کہ زید نے جھنڈا لیا وہ شہید ہو گئے پھر حضرت جعفر نے علم اٹھایا وہ بھی شہید ہو گئے پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ علم بردار بنے اور وہ بھی شہید ہو گئے یہاں تک کہ جھنڈے کو خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن ولید) نے اپنے ہاتھوں میں لے کر بلند کیا، حضور نبی کریم ﷺ صحابۂ کرام کو یہ خبر سناتے رہے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے (بخاری جلد دوم صفحہ ۶۱۱ غزوۂ موتہ)

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

زرقانی میں ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دونوں ہاتھ جنگ موتہ میں شہادت کے وقت کٹ کر الگ ہو گئے تھے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر کو ان کے دونوں ہاتھوں کے بدلے دو باز و عطا فرمائے ہیں جن سے اڑ اڑ کر وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں (زرقانی جلد دوم صفحہ ۲۷۴)

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو سلام کرتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ " اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ ذِی الْجَنَاحَیْنِ " یعنی اے دو بازوؤں والے کے فرزند؟ تم پر سلام ہو۔(بخاری جلد دوم صفحہ ۶۱۱ غزوۂ موتہ)

جنگ موتہ اور فتح مکہ کے درمیان چند چھوٹی چھوٹی جماعتوں کو نبی کریم ﷺ نے کفار کی مدافعت کے لیے مختلف مقامات پر بھیجا ان سریوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) ذات السلاسل (۲) سریۃ الخبط (۳) سریہ ابوقتادہ (نجد) (۴) سریہ ابوقتادہ (اضم)

فتح مکہ کی تمہید

رمضان المبارک ۸ھ مطابق ماہ جنوری ۶۳۰ء میں صلح حدیبیہ کے دو ہی سال بعد معرکہ فتح مکہ پیش آیا حالاں کہ صلح نامہ میں یہ تحریر کیا جا چکا تھا کہ دس برس تک فریقین کے مابین کوئی جنگ نہ ہوگی؟ اس کی وجہ کفار مکہ کی عہد شکنی اور حدیبیہ کے صلح نامہ سے غداری تھی، یہی فتح مکہ کی تمہید ہوئی۔

رحمت عالم ﷺ سے استعانت

چنانچہ حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک رات رحمت عالم ﷺ کا شانۂ نبوت میں وضو فرما رہے تھے کہ اچانک آپ نے بلند آواز سے تین بار فرمایا کہ ”لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ“ (میں تمہارے لیے بار بار حاضر ہوں) پھر تین بار بلند آواز سے ارشاد فرمایا ”نُصِرْتَ، نُصِرْتَ، نُصِرْتَ“ (تمھیں مدد مل گئی) جب آپ وضو خانہ سے نکلے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ؟ (ﷺ) آپ تنہائی میں کس سے گفتگو فرما رہے تھے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے میمونہ! غضب ہوگیا، میرے حلیف بنی خزاعہ پر بنی بکر اور کفار قریش نے حملہ کر دیا ہے اور اس مصیبت و بے کسی کے وقت بنی خزاعہ نے وہاں سے چلا چلا کر مجھے مدد کے لیے پکارا ہے اور مجھ سے مدد طلب کی ہے، میں نے ان کی پکار سن کر مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے، حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس واقعہ کے تیسرے دن ابھی نبی کریم ﷺ نماز فجر سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ دفعۃً بنی خزاعہ کے مظلومین نے عرض کیا۔

فَانْصُرْ هَدَاکَ اللّٰهُ نَصْراً اَبَّداً   وَادْعُ عِبَادَاللّٰهِ يَاْتُوا مَدَّداً

آپ ہماری بھرپور مدد کیجیے خدا آپ کو سیدھی راہ چلائے اور خدا کے بندوں کو بلایئے وہ سب امداد کے لیے آئیں گے۔

فِيهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ تَجَرَّدَاً   اِنْ سِيمَ خَسْفًا وَجْهُهٗ تَرَبَّدَاً

ان مدد کرنے والوں میں رسول اللہ (ﷺ) بھی غضب کی حالت میں ہوں کہ اگر انھیں

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ذلت کا داغ لگے تو ان کا تیور بدل جائے۔

هُمْ بَيَّتُوْنَا بِالْوَتِيْرِ هُجَّداً   وَقَتَّلُوْنَا رُكَّعاً وَّسُجَّداً

ان لوگوں (بنی بکر و قریش نے) مقام وتیر ہم میں سوتے ہوؤں پر شبخون مارا اور رکوع و سجدہ کی حالت میں بھی ہم لوگوں کو بے دردی کے ساتھ قتل کر ڈالا۔

اِنَّ قُرَيْشاً اَخْلَفُوْكَ الْمَوْعِداً   وَنَقَضُوْا مِيْثَاقَكَ الْمُوَكَّداً

یقیناً قریش نے آپ سے وعدہ خلافی کی ہے اور آپ سے مضبوط معاہدہ کر کے توڑ ڈالا ہے۔

ان اشعار کو سن کر رحمت عالم ﷺ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا کہ مت گھبراؤ میں تمہاری امداد کے لیے تیار ہوں۔ (زرقانی جلد دوم صفحہ ۲۹۰/سیرۃ المصطفیٰ ۳۱۲)

تین شرطیں

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے تین شرطیں پیش فرمائیں کہ ان میں سے کوئی ایک شرط قریش منظور کر لیں؟ (۱) بنی خُزاعہ کے مقتولیں کا خون بہا دیا جائے۔ (۲) قریش قبیلہ بنی بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں؟ (۳) اعلان کر دیا جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔ قریش کا نمائندہ قُرطہ بن عبد عمرو نے مذکورہ شرطوں کو رَدّ کرتے ہوئے کہا کہ ہم اعلان کرتے ہیں کہ حُدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔

مکہ پر حملہ

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے صحابۂ کرام کو جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا، چنانچہ ۱۰/رمضان المبارک ۸ھ جنوری ۶۳۰ء میں نبی کریم ﷺ مدینہ سے دس ہزار لشکر جرّار لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مکہ پہونچتے پہونچتے لشکر کی تعداد بارہ ہزار ہوگئی ”مقام کدید“ میں پہونچ کر نبی کریم ﷺ نے پانی نوش فرمایا اور سب کو روزہ چھوڑنے کا حکم دیا چنانچہ سب نے سفر اور جہاد میں ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنا موقوف کر دیا۔ (بخاری صفحہ ۶۱۳/زرقانی جلد دوم صفحہ ۳۰۰/سیرت

ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۴۰۰)

آگ ہی آگ

مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ''مرالظہران'' میں پہونچکر اسلامی لشکر نے پڑاؤ ڈالا اور نبی کریم نے فوج کو حکم دیا کہ ہر مجاہد اپنا الگ الگ چولھا جلائے، دس ہزار مجاہدین نے جو الگ الگ چولھے جلائے تو ''مرالظہران'' کے پورے میدان میں میلوں تک آگ ہی آگ نظر آنے لگی۔

بخاری شریف میں ہے کہ قریش کے جاسوس ابوسفیان بن حرب وغیرہ جب ''مرالظہران'' کے قریب پہونچے تو دیکھا کہ میلوں تک آگ ہی آگ جل رہی ہے۔ یہ منظر دیکھ کر یہ لوگ حیران رہ گیے اور ابوسفیان نے کہا کہ میں نے تو زندگی میں کبھی اتنی دور تک پھیلی ہوئی آگ اس میدان میں جلتے ہوئے نہیں دیکھی؟ (بخاری ج ۲ رص ۶۱۳)

ابوسفیان کا قبول اسلام

بخاری شریف میں ہے کہ ابوسفیان بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو فوراً اسلام قبول کرلیا اس لیے جان بچ گئی۔ (بخاری ج ۲ رص: ۶۱۳)

لشکر اسلام کی ہیبت اہل مکہ پر

مجاہدین اسلام کا لشکر پورے جاہ وجلال کے ساتھ جب مکہ کی طرف بڑھا تو سرداران مکہ ابوسفیان وغیرہ نے دیکھا کہ اسلامی لشکر سمندر کی موجوں کی طرح بڑھتا چلا آرہا ہے۔ اور ہر ہر قبیلے کی فوجیں زرق برق ہتھیاروں میں ڈوبے ہوئے پرچم لہراتے اور تکبیر کے نعرے بلند کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہوئے گذر رہے ہیں۔ ناگہاں انصار کے علم بردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈا لیے ہوئے ابوسفیان کے قریب سے گذرے اور ابوسفیان کو دیکھ کر بلند آواز سے کہا کہ اے ابوسفیان؟ اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَلْحَمَۃ۔ آج گھمسان کی جنگ کا دن ہے۔ اَلْیَوْمَ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

تُسْتَحلُّ الْکَعْبَۃُ۔ آج کعبہ میں خون ریزی حلال کردی جائے گی۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ جب ابوسفیان نے بارگاہ رسول میں یہ شکایت کی کہ یارسول اللہ ابھی ابھی حضرت سعد بن عبادہ یہ کہتے ہوئے گذرے ہیں کہ اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَلْحَمَہ آج گھمسان کی لڑائی کا دن ہے۔ تو حضور رحمت عالم نے خفگی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سعد بن عبادہ نے غلط کہا، بلکہ اے ابوسفیان اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَرْحَمَہ۔ آج کا دن تو رحمت کا دن ہے۔ (زرقانی ج ۲ رص: ۳۰۶)

پھر فاتحانہ شان وشوکت کے ساتھ بانی کعبہ کے جانشین حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ سرزمین مکہ میں تشریف فرما ہوئے اور حکم دیا کہ میرا جھنڈا مقام ''حُجون'' کے پاس گاڑا جائے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ فوجوں کے ساتھ مکہ کے بالائی حصہ یعنی ''کُداء'' کی طرف سے مکہ میں داخل ہوں۔ (بخاری ج ۲ رص: ۶۱۳ زرقانی ج ۲ رص: ۳۰۶)

فاتح مکہ کا پہلا اعلان

رحمت دوعالم ﷺ نے سرزمین مکہ میں قدم رکھتے ہی پہلا رحمت بھرا فرمان جاری فرمایا۔ (۱) جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اس کے لیے امان ہے (۲) جو شخص اپنا دروازہ بند کرلے گا اس کے لیے امان ہے (۳) جو کعبہ میں داخل ہوجائے گا اس کے لیے امان ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایما پر حضور نے یہ بھی اعلان فرمایا (۴) جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے اس کے لیے امان ہے۔ (جواہر البحار جلد سوم صفحہ ۲۳۸ رمسلم شریف جلد دوم کتاب الجہاد باب فتح مکہ صفحہ ۱۰۲)

اس کے بعد ابوسفیان مکہ میں بلند آواز سے پکار پکار کر اعلان کرنے لگا کہ میں پورے اسلامی لشکر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں اور میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ اب ہم لوگ محمد ﷺ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ابوسفیان کا یہ بیان سن کر کوئی ابوسفیان کے مکان میں چلا گیا، کوئی مسجد حرام کی طرف بھاگا، کوئی اپنا ہتھیار زمین پر رکھ کر کھڑا ہوگیا، کوئی اپنا

دروازہ بند کرلیا۔ (زرقانی جلد دوم رصفحہ:۳۱۳)

حضور رحمت عالم ﷺ کے اس اعلان رحمت کے بعد ایک قطرہ خون بہنے کا کوئی امکان ہی نہیں تھا مگر عکرمہ بن ابوجہل وصفوان بن اُمیہ وسُہل بن عمرو وغیرہ نے مقام ''خندمہ'' میں کچھ اوباشوں کو جمع کر رکھا تھا ان لوگوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج میں سے دو آدمیوں حضرت کُرز بن جابر فہری اور حُبیش بن اشعر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شہید کر دیا اور اسلامی لشکر پر تیر برسانا شروع کر دیا۔ بخاری شریف کی روایت میں انہیں دو حضرات کی شہادت کا ذکر ہے مگر زرقانی اور دیگر کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ تین صحابہ کرام کو کفار قریش نے شہید کیا دو وہ جو اوپر مذکور ہوئے اور ایک حضرت سلمہ بن المیلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بارہ یا تیرہ کفار بھی مارے گیے اور باقی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ (بخاری ج ۲ رص:۶۱۳ زرقانی ج ۲ رص:۳۱۰)

مکہ کو فتح کیا صحابہ نے کرم سے غالب ہوئی اللہ کے فرمان کی خوشبو

رحمت عالم ﷺ کا مکہ میں داخلہ

شہنشاہ رسالت جب فاتحانہ حیثیت سے مکہ میں داخل ہونے لگے تو شان تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ سورۂ فتح کی تلاوت فرماتے ہوئے اس طرح سر جھکائے ہوئے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کا سر اونٹنی کے پالان سے لگ لگ جاتا تھا، آپ کی یہ کیفیت تواضع خداوند قدوس کا شکر ادا کرنے اور اس کی بارگاہ عظمت میں اپنے عجز و نیاز مندی کا اظہار کرنے کے لیے تھی۔ (زرقانی جلد دوم رصفحہ:۳۲۰ر۳۲۱)

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رحمت عالم ﷺ فتح مکہ کے دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن حضرت اُم ہانی بنت ابوطالب کے مکان پر تشریف لے گیے اور وہاں غسل فرمایا پھر آٹھ رکعت نماز چاشت ادا فرمائی۔ (بخاری جلد دوم صفحہ ۶۱۵)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے حارث بن ہشام (ابوجہل کے بھائی) اور زُہیر بن اُمیّہ کو امان دے دی ہے۔ لیکن

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

میرے بھائی حضرت علی ان دونوں کو اس جُرم میں قتل کرنا چاہتے ہیں کہ ان دونوں نے حضرت خالد بن ولید کی فوج سے جنگ کی ہے تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اے اُمِّ ہانی! جس کو تم نے امان دے دی اس کے لیے ہماری طرف سے بھی امان ہے۔ (زرقانی ج ۲ رص:۳۶۶)

خانۂ کعبہ کو بتوں سے پاک کرنا

پھر رحمت عالم ﷺ نے حضرت اُسامہ بن زید وحضرت بلال اور کعبہ کے کلید بردار حضرت عثمان بن طلحہ حجبی کو ساتھ لیا اور کعبہ کا طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔ (بخاری ج ۲ رص:۶۱۴)

خانۂ کعبہ کو بتوں کی نجاستوں اور گندی آلائشوں سے پاک کرنے کے لیے خود بہ نفس نفیس ایک چھڑی لے کر ان بتوں کو چھڑی کی نوک سے ٹھونکے مار مار گراتے جاتے اور ''جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ'' کی آیت تلاوت فرماتے جاتے یعنی حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کی چیز ہے۔ (بخاری ج ۲ رص:۶۱۴)

پھر حضور نبی کریم ﷺ کے حکم سے خانہ کعبہ سے تمام بتوں کو باہر کر دیا گیا جب تمام بتوں سے خانہ کعبہ پاک ہو گیا تو آپ اپنے ساتھ حضرت اُسامہ بن زید اور حضرت بلال اور حضرت عثمان بن طلحہ حجبی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لے کر خانۂ کعبہ کے اندر تشریف لے گیے اور تمام گوشوں میں تکبیر پڑھی اور دو رکعت نماز بھی ادا فرمائی۔ (بخاری ج ۱ رص:۲۱۸)

جب آپ کعبہ معظّمہ سے باہر نکلے تو حضرت عثمان بن طلحہ کو بلا کر کعبہ کی کنجی عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: خُذُوْهَا خَالِدَةً تَالِدَةً لَا يَنْزِعُهَا مِنْكُمْ اِلَّا ظَالِمٌ'' لو یہ کنجی ہمیشہ ہمیش کے لیے تم لوگوں میں رہے گی یہ کنجی تم سے وہی چھینے گا جو ظالم ہوگا۔ (زرقانی ج ۲ رص:۲۳۹)

رحمت عالم ﷺ کا خطبۂ عام

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف اہل مکہ ہی سے نہیں بلکہ تمام اقوام عالم سے خطاب عام فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔اس نے اپنے بندے (نبی کریم ﷺ) کی مدد فرمائی اور (کفار کے) تمام لشکروں کو تنہا شکست دے دی تمام فخر کی باتیں تمام پُرانے خونوں کا بدلہ تمام پُرانے خون بہا اور جاہلیت کی رسمیں سب میرے پیروں کے نیچے ہیں صرف کعبہ کی تولیت اور حُجاج کو پانی پلانا یہ دو اعزاز اس سے مُستثنیٰ ہیں''

اے قوم قریش! اب جاہلیت کا غرور اور خاندانوں کا افتخار خدائے پاک نے مٹا دیا، تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گیے ہیں۔پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی ''اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے لیے قبیلے اور خاندان بنا دیئے تا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کی پہچان رکھو لیکن خُدا کے نزدیک سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار رہے، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے، بیشک اللہ نے شراب کی خرید و فروخت کو حرام فرما دیا ہے۔(سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ:۴۱۲)

کفاران مکہ دامن اسلام میں

ساتھ ہی ساتھ کفار مکہ کے ظالم و سرکش مجرمین دس بارہ ہزار مہاجرین و انصار کے لشکر کی حراست میں مُجرم بنے ہوئے کانپ رہے تھے اور سب کے کان رحمت عالم ﷺ کا جواب سُننے کے مُنتظر تھے کہ ایک دم دفعتہً فاتح مکہ نے اپنے کریمانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ'' لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ فَاذْھَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ'' آج تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔(زرقانی جلد دوم صفحہ:۳۲۸)

بالکل غیر متوقع طور پر اچانک یہ رحمت بھرا ارشاد سُن کر مجرموں کی آنکھیں فرطِ ندامت سے اشک بار ہو گئیں اور ان کے دلوں کی گہرائیوں سے جذباتِ شکر کے آثار ظاہر ہوئے اور کفار کی زبان پر لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے نعروں سے ہر طرف رحمت و انوار کی بارش ہونے لگی۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

جہاں تاریک تھا، بےنور تھا اور سخت کالا تھا — کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اُجالا تھا

اذان بلالی

نماز کا وقت آیا حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دیں، جس وقت اللہ اکبر اللہ اکبر کی ایمان افروز صدا بلند ہوئی تو حرم کے حصار اور کعبہ کے در و دیوار پر ایمانی آثار ظاہر ہو گیے، مکہ سے روانہ ہوتے وقت حضور رحمت عالم ﷺ نے حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ کا حاکم بنا دیا۔(سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ:۴۱۳،۴۴۰)

آنجا کہ بود نعرۂ کُفار و مشرکاں — اکنوں خروشِ نعرۂ اللہ اکبر است

یعنی

گونج اٹھی اذاں کعبۂ حق ہوگیا اطہر — ہر سمت مہکنے لگی ایمان کی خوشبو

بیعت اسلام

اس کے بعد رحمت عالم ﷺ کوہِ صفا کے نیچے ایک بلند مقام پر بیٹھ گیے اور لوگ جوق در جوق آپ کے دست حق پرست پر اسلام کی بیعت کرنے لگے۔مَردوں کی بیعت ختم ہو چکی تو عورتوں کی باری آئی نبی کریم ﷺ ہر بیعت کرنے والی عورت سے جب وہ تمام شرائط کا اقرار کر لیتی تو آپ اس سے فرما دیتے کہ ''قَدْبَایَعْتُکِ'' میں نے تجھ سے بیعت لے لی۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ خُدا کی قسم! آپ کے ہاتھ نے بیعت کے وقت کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چُھوا صرف کلام ہی سے بیعت فرما لیتے تھے۔

(بخاری ج۱ ص:۳۷۵)

مکہ سے فرار ہونے والے دامنِ اسلام میں

(۱) عکرمہ بن ابوجہل یہ بھاگ کر یمن چلے گیے ان کی بیوی ابوجہل کی بھتیجی ''اُمِّ حکیم'' نے اسلام قبول کرلیا اور اپنے شوہر عکرمہ کے لیے بارگاہ رسالت میں معافی طلب کی رحمت عالم نے معاف کردیا۔اُمِّ حکیم نے خود یمن جاکر معافی کا حال بیان کیا عکرمہ نے انتہائی تعجب سے کہا کہ کیا مجھ کو محمد (ﷺ) نے معاف کردیا؟ چنانچہ اپنی بیوی کے ساتھ مسلمان ہوکر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے رحمت عالم ﷺ ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اس تیزی کے ساتھ ان کی طرف بڑھے کہ جسم اطہر سے چادر گرپڑی پھر حضرت عکرمہ نے خوشی خوشی نبی کریم ﷺ کے دست حق پرست پر بیعت اسلام کی۔(موطا امام مالک)

(۲) صفوان بن اُمیہ یہ فتح مکہ کے دن بھاگ کر جدہ چلے گیے حضرت عُمیر بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لیے حضور سے معافی طلب کی رحمت عالم ﷺ نے ان کو بھی معاف فرمادیا۔(طبری ج۳ص:۶۴۵)

(۳) کعب بن زہیر یہ ۹ھ میں مدینہ آکر مُشرف بہ اسلام ہوئے اور رحمت عالم ﷺ کی مدح میں اپنا مشہور قصیدہ ''بانت سعاد'' پڑھا حضور نے خوش ہوکر اپنی چادر مبارک عنایت فرمائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور سلطنت میں حضرت کعب سے وہ چادر دس ہزار درہم دے کر لینا چاہا مگر انھوں نے چادر مبارک دینے سے انکار کردیا حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے وارثوں کو بیس ہزار درہم دے کر وہ مبارک چادر لے لی۔عرصۂ دراز تک بطور تبرک سلاطین اسلام کے پاس موجود رہی (مدارج جلد دوم صفحہ ۳۳۸/تاریخ الخلفا صفحہ ۲۱)

(۴) وحشی:۔جنھوں نے جنگ اُحد میں نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا، یہ بھی فتح مکہ کے دن بھاگ کر طائف چلے گیے تھے،ایک وفد کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کیا،حضور اپنے چچا کی خونی داستان کے پیش نظر رنج وغم میں

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ڈوب گیے اور انہیں معاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وحشی !تم میرے سامنے نہ آیا کرو، حضرت وحشی کو اس کا بے حد ملال رہتا تھا انہوں نے دربار اقدس میں اپنے جرائم کا اعتراف کرکے عرض کیا کہ کیا خُدا مجھ جیسے مجرم کو بھی بخش دے گا؟ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ''قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعاً اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ''۔(پارہ ۲۴ سورہ زمر آیت:۵۳)

یعنی اے حبیب! آپ فرمادیجئے کہ اے میرے بندو!(غلامو) جنھوں نے اپنی جانوں پر حد سے زیادہ گناہ کرلیا ہے اللہ کی رحمت سے نا اُمید مت ہوجاؤ،اللہ تمام گناہوں کو بخش دے گا ،وہ یقیناً بڑا بخشنے والا اور بہت مہربان ہے۔(مدارج النبوہ ج:۲ص:۳۰۲)

قُلْ یٰعِبَادِی کہہ کے میرے شاہ نے اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا

جنگ حنین

حنین مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے اس کا دوسرا نام غزوۂ ہَوازِن بھی ہے اس لیے کہ اس لڑائی میں ''بنی ہوازن'' سے مقابلہ تھا، فتح مکہ کے بعد جب حضور نبی کریم ﷺ کو یہ معلوم ہوا کہ مقام حنین میں قبیلہ ہوازن اور ثقیف نے اپنے تمام قبائل کو جمع کرلیا ہے تاکہ مسلمانوں پر جو اس وقت مکہ میں جمع ہیں ایک زبردست حملہ کردیا جائے اور قبیلۂ ہوازن کا رئیس اعظم مالک بن عوف ان تمام افواج کا سپہ سالار ہے اور سو برس سے زائد عمر کا بوڑھا ''دُرید بن الصِمّہ جو عرب کا مشہور شاعر اور مانا ہوا بہادر تھا بطور مشیر میدان جنگ میں لایا گیا ہے اور یہ لوگ اپنی عورتوں،بچوں بلکہ جانوروں تک کو میدان جنگ میں لائے ہیں تاکہ کوئی سپاہی میدان سے بھاگنے کا خیال بھی نہ کرسکے۔

حضور ﷺ نے بھی شوال ۸ھ میں بارہ ہزار کا لشکر جمع فرمایا دس ہزار تو مہاجرین وانصار وغیرہ کا وہ لشکر جو مدینہ سے آپ کے ساتھ آیا تھا اور دو ہزار نومسلم تھے جو فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے آپ نے ان جاں باز مجاہدین کو لے کر مقام حنین کا رخ فرمایا اسلامی افواج کی کثرت

اوران کے جاہ وجلال کو دیکھ کر بعض صحابہ کی زبان سے بےاختیار یہ لفظ نکل گیا کہ! آج بھلا ہم پرکون غالب آسکتا ہے؟

لیکن خدائے جہاں کو اپنی فوجوں کی کثرت پر ناز کرنا پسند نہیں آیا، چنانچہ اس فخر وناز کا یہ انجام ہوا کہ قبیلۂ ہوازن اور ثقیف کے تیراندازوں نے پہلے ہی حملہ میں تیروں کی بارش کرتے ہوئے تلواریں لے کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے، تو وہ دوہزار نومسلم اور کفار مکہ جو لشکر اسلام میں شامل ہوکر مکہ سے آئے تھے ایک دم سر پر پیر رکھ کر بھاگ نکلے، ان کی بھگدڑ دیکھ کر انصار ومہاجرین کے بھی پاؤں اکھڑ گیے۔

نبی کریم ﷺ اپنے چند جاں نثاروں کے ساتھ اپنے سفید خچر پر سوار برابر آگے بڑھتے رہے اور ارشاد فرماتے رہے کہ اَنَاالنَّبِیُّ لَاکَذِبْ. اَنَاابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب میں نبی ہوں جھوٹ نہیں ہے۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

اسی حالت میں آپ نے اپنے دائیں جانب بلند آواز سے پکارا ''یَامَعْشَرَ الْاَنْصَارِ'' فوراً آواز آئی کہ ''ہم حاضر ہیں یارسول اللہ'' پھر بائیں جانب رُخ کرکے فرمایا کہ ''یَالَلْمُهَاجِرِیْنَ'' فوراً آواز آئی کہ ہم حاضر ہیں یارسول اللہ۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور کا حکم پاکر اسی طرح انصار ومہاجرین کو ''یَامَعْشَرَ الْاَنْصَارِ'' اور ''یَالَلْمُهَاجِرِیْنَ'' کا نعرہ مارا تو ایک دم تمام فوجیں پلٹ پڑیں اور گھوڑوں سے کودکود کر لشکر کفار پر جھپٹ پڑے اور پوری جاں بازی کے ساتھ لڑنے لگے دم زدن میں جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ کفار بھاگ نکلے کچھ قتل ہوئے جو رہ گیے تھے گرفتار ہوئے۔ اور فتح مبین نے رسول کریم ﷺ کے قدموں کا بوسہ لیا اور کثیر تعداد ومقدار میں مال غنیمت ہاتھ آیا۔ (بخاری ج۲ص:۶۲۱/غزوۃ الطائف)

خاص جنگ حنین کے دن معلم کائنات نے اپنی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے اپنی مبارک چادر بچھادی الخ (بحمدہ تعالیٰ فقیر راقم الحروف نے ماہ ذی قعدہ ۱۴۱۰ھ مطابق ماہ جون ۱۹۹۰ء میں کراچی پاکستان کے مولانا الیاس قادری صاحب اور ان کے اہل قافلہ کے ساتھ مقام جعرانہ میں جب ملتانی ڈرائیور نے بتایا کہ اس چہار دیواری میں

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

شہدائے حنین آرام فرما ہیں ہم لوگوں نے ڈرائیور سے کہا کہ پھر معرکۂ حنین کہاں واقع ہوئی؟ اس نے کہا کہ مقام جعرانہ سے ۱۰رکلومیٹر اور آگے ہے۔ چنانچہ ہم لوگوں کی پیش کش پر تقریباً ایک بجے شب میں اس بابرکت مقام کی حاضری دلائی۔ **فالحمد للّٰہ علیٰ احسانہٖ**)

اسی معرکۂ حنین کو رب کریم جل جلالہٗ نے نہایت ہی مؤثر انداز میں بیان فرمایا ہے کہ:

''وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْاَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًاوَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَارَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًالَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ۔ (پارہ۱۰سورہ توبہ ع:۴آیت:۲۵)

ترجمہ اور حنین کا دن یاد کرو، جب تم اپنی کثرت پر نازاں تھے، تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی، اور زمین اتنی وسیع ہونے کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی، پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے، پھر اللہ نے اپنی تسکین اُتاری اپنے رسول اور مسلمانوں پر اور ایسے لشکروں کو اُتار دیا جو تمہیں نظر نہیں آئے اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔

حُنین سے کفار کی شکست خوردہ فوج بھاگ کر کچھ ''اوطاس'' میں اور کچھ طائف کے قلعہ میں پناہ گزیں ہوگئیں اس لیے کفار کی ان فوجوں کو شکست دینے کے لیے اوطاس اور طائف پر بھی حملہ کرنا ضروری ہوگیا۔

جنگ اَوطاس

چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں تھوڑی سی فوج ''اوطاس'' کی طرف بھیج دی ادھر درید بن الصمہ کئی ہزار فوج لے کر نکلا، دُرید بن الصمہ کے بیٹے نے حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر ایک تیر مارا، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زخمی چچا حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور چچا کے قاتل کو قتل کرکے دم لیا حضرت ابوعامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جگہ حضرت

ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوج کا سپہ سالار بنایا اور یہ وصیت کی کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دینا اور میرے لیے دعا کی درخواست کرنا یہ وصیت کی اور ان کی روح پرواز کر گئی انا للہ وانا الیہ راجعون اسی جنگ میں ورید بن الصمہ بھی مارا گیا اور اللہ نے مسلمانوں کو فتح مبین عطا فرمائی۔

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب اس جنگ سے فارغ ہو کر بارگاہ رسالت میں اپنے چچا کا سلام اور پیغام پہونچایا، آپ نے پانی منگوا کر وضو فرمایا، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا اونچا اُٹھایا کہ میں نے آپ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔ آپ نے اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ تو ابو عامر کو قیامت کے دن بہت سے انسانوں سے زیادہ بلند مرتبہ بنا دے۔

یہ کرم دیکھ کر حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے بھی دعا فرما دیجئے؟ تو یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ! تو عبد اللہ بن قیس کے گناہوں کو بخش دے اور اس کو قیامت کے دن عزت والی جگہ میں داخل فرما۔ عبد اللہ بن قیس حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ہے۔ (بخاری ج ۲ ص: ۶۱۹ غزوۂ اوطاس)

حضور نے رضاعی بہن کے لیے مبارک چادر بچھا دی

جنگ اوطاس میں ہزاروں قیدی گرفتار ہوئے، ان قیدیوں میں نبی کریم ﷺ کی رضاعی بہن حضرت شیماء بھی تھیں یہ حضرت حلیمہ سعدیہ کی صاحبزادی تھیں۔ جب وہ گرفتار کی گئیں تو انہوں نے کہا کہ میں تمہارے نبی کی بہن ہوں، جب یہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں شناخت کے لیے پیش ہوئیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں پہچان لیا اور جوش محبت میں آپ کی آنکھیں نم ہو گئیں اور آپ نے اپنی چادر مبارک زمین پر بچھا کر ان کو بٹھایا اور کچھ اونٹ کچھ بکریاں ان کو دے کر فرمایا کہ تم آزاد ہو اگر تمہارا جی چاہے تو میرے گھر پر چل کر رہو اور اگر اپنے گھر جانا چاہو تو میں تم کو وہاں پہونچا دوں؟ اُن کی خواہش پر انہیں نہایت ہی عزت و احترام کے ساتھ ان کے

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

قبیلے میں پہونچا دیا گیا۔ (طبری ج ۳ ص: ٦٦٨)

مال غنیمت کی تقسیم

آٹھ ہجری میں جنگ اَوطاس کی فتح کے بعد جنگ حُنین اور اوطاس کے اموال غنیمت اور قیدیوں کو مقام جعّرانہ میں جمع کر کے طائف کا رُخ فرمایا، پھر نبی کریم ﷺ طائف سے محاصرہ اُٹھا کر مقام ''جعّرانہ'' تشریف لائے یہاں اموال غنیمت کا بہت بڑا ذخیرہ جمع تھا بیس ہزار اونٹ چالیس ہزار سے زائد بکریاں کئی من چاندی اور چھ ہزار قیدی۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ: ۴۸۸ و زرقانی)

مکہ اور اس کے اطراف کے نومسلم رئیسوں کو آپ نے بڑے بڑے انعامات سے نوازا۔ کسی کو تین سو اونٹ کسی کو دو سو اونٹ کسی کو سو اونٹ انعام کے طور پر عطا فرمایا۔ اسی طرح بکریوں و دیگر اشیا کو بھی نہایت فیاضی کے ساتھ تقسیم فرمایا۔ (سیرت ابن ہشام ج ۲ ص: ۴۸۹)

انصاریوں سے خطاب

جن لوگوں کو آپ نے بڑے بڑے انعامات سے نوازا وہ عموماً مکہ کے نومسلم تھے اس پر بعض نوجوان انصاریوں نے کہا کہ: رسول اللہ ﷺ قریش کو اس قدر عطا فرما رہے ہیں اور ہم لوگوں کا کچھ بھی خیال نہیں فرما رہے ہیں حالاں کہ ہماری تلواروں سے خون ٹپک رہا ہے۔ (بخاری شریف جلد دوم صفحہ: ۶۲۰ غزوۂ طائف)

انصار کے کچھ نوجوانوں نے آپس میں اپنی دل شکنی کا یوں اظہار کیا: کہ جب شدید جنگ کا موقعہ ہوتا ہے تو ہم انصاریوں کو پکارا جاتا ہے اور غنیمت دوسرے لوگوں کو دی جا رہی ہے۔ (بخاری شریف جلد دوم صفحہ: ۶۲۱)

آپ نے یہ چرچہ سن کر تمام انصاریوں کو ایک خیمہ میں جمع فرمایا اور ان سے ارشاد فرمایا کہ اے انصاریو! کیا تم لوگوں نے ایسا ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے سرداروں میں سے کسی نے بھی کچھ نہیں کہا ہے ہاں چند نئی عمر کے لڑکوں نے ضرور کچھ کہہ دیا ہے،

حضور نے ارشاد فرمایا کہ ”کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تم پہلے گم راہ تھے۔ میرے ذریعہ سے خدا نے تم کو ہدایت دی۔ تم متفرق اور پراگندہ تھے، خدا نے میرے ذریعہ سے تم میں اتفاق واتحاد پیدا فرمایا، تم مفلس تھے خدا نے میرے ذریعہ سے تم کو غنی بنا دیا۔(بخاری شریف جلد دوم صفحہ:۶۲۰)

حضور رحمت عالم ﷺ یہ فرماتے جاتے اور انصار آپ کے ہر جملہ کو سن کر یہ کہتے جاتے تھے کہ ”اللہ اور رسول کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے انصار! تم لوگ یوں مت کہو بلکہ مجھ کو یہ جواب دو کہ ”یارسول اللہ جب لوگوں نے آپ کو جھٹلایا تو ہم لوگوں نے آپ کی تصدیق کی جب لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا تو ہم لوگوں نے آپ کو ٹھکانا دیا جب آپ بے سروسامانی کی حالت میں آئے تو ہم نے ہر طرح سے آپ کی مدد کی“

انصار رو پڑے

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے انصاریو؟ میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں تم مجھے اس کا جواب دو؟ سوال یہ ہے کہ ”کیا تم لوگوں کو یہ پسند نہیں کہ سب لوگ یہاں سے مال ودولت لے کر اپنے گھر جائیں اور تم لوگ اللہ کے نبی کو لے کر اپنے گھر جاؤ؟ خدا کی قسم! تم لوگ جس چیز کو لے کر اپنے گھر جاؤ گے وہ اس مال ودولت سے بہت بڑھ کر ہے جس کو وہ لوگ لے کر اپنے گھر جائیں گے“ یہ سن کر انصار بے اختیار چیخ پڑے کہ یارسول اللہ ﷺ ہم اس پر راضی ہیں۔ ہم کو صرف اللہ کا رسول چاہیے اور اکثر انصار کا تو یہ حال ہوگیا کہ وہ روتے روتے بے قرار ہوگیے اور آنسوؤں سے ان کی داڑھیاں تر ہوگئیں۔

دیوانگئ عشق بڑی چیز ہے اے دل یہ اس کا کرم ہے جسے دیوانہ بنائے

پھر حضور ﷺ نے انصار کو سمجھایا کہ مکہ کے لوگ بالکل ہی نومسلم ہیں میں نے ان لوگوں کو جو کچھ دیا ہے یہ ان کے استحقاق کی بنا پر نہیں ہے، بلکہ صرف ان کے دلوں میں اسلام کی اُلفت پیدا کرنے کی غرض سے دیا ہے۔ سبحان اللہ

پھر ارشاد فرمایا کہ: اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا اور اگر تمام لوگ کسی وادی اور گھاٹی میں چلیں اور انصار کسی دوسری وادی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

میں چلوں گا۔(بخاری شریف جلد دوم صفحہ:۶۲۰/۶۲۱)

بخدا مری نظر میں وہ بڑا ہی بختور ہے در پاک مصطفیٰ کی جسے مل گئی گدائی

عمرۂ جعّرانہ

جب آپ اموال غنیمت سے فارغ ہوچکے تو قبیلۂ نبی سعد کے رئیس زہیر ابوصُرد چند معززین کی پیش کش پر اسیران جنگ کو رہا فرمادیا، اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ”جعّرانہ“ ہی سے عمرہ کا ارادہ فرمایا اور احرام باندھ کر مکہ تشریف لے گیے اور عمرہ ادا کرنے کے بعد پھر مدینہ واپس تشریف لے گیے اور ذی قعدہ آٹھ ہجری کو مدینہ میں داخل ہوئے۔

۸ھ کے متفرق واقعات

☆اسی سال رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے۔ تقریباً ڈیڑھ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔

☆اسی سال نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی۔

☆اسی سال مسجد نبوی میں ممبر رکھا گیا۔(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۲۷)

☆اسی سال مدینہ میں غلہ کی گرانی بہت زیادہ بڑھ گئی۔(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۲۵)

☆اسی سال قبیلۂ عبدالقیس کا شانۂ نبوی پہ حاضر ہوئے اپنی سواریوں سے کود کر دوڑ پڑے اور نبی رحمت ﷺ کے مقدس قدم کو چومنے لگے، نبی رحمت ﷺ نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! تو عبدالقیس کو بخش دے۔(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۳۰)

☆☆☆

☆☆

☆

چودھواں باب

ہجرت کا نواں سال۔۹ھ

۹ھ میں بھی بہت سے اہم واقعات رونما ہوئے ان اہم واقعات میں سے چند بطور اختصار ملاحظہ فرمائیں۔

آیت تخییر وایلا

تخییر اور ایلا یہ شریعت اسلامیہ کے دو اصطلاحی الفاظ ہیں۔

تخییر

شوہر اپنی بیوی کو اپنی طرف سے یہ اختیار دیدے کہ وہ چاہے تو طلاق لے لے اور چاہے تو اپنے شوہر کے نکاح میں رہ جائے، اس کو تخییر کہتے ہیں۔

ایلا

ایلا یہ ہے کہ شوہر یہ قسم کھالے کہ میں بیوی سے صحبت نہیں کروں گا۔ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ اپنی ازواج مطہرات سے ناراض ہو کر ایک مہینہ کا ایلاء فرمایا یعنی آپ نے یہ قسم کھائی کہ میں ایک ماہ تک اپنی ازواج مقدسہ سے صحبت نہیں کروں گا، پھر اس کے بعد آپ نے اپنی تمام مقدس بیویوں کو طلاق حاصل کرنے کا اختیار بھی سونپ دیا، مگر کسی نے بھی طلاق لینا پسند نہیں کیا۔

وجہ عتاب کیا تھا، آپ نے تخییر وایلا کیوں فرمایا؟

واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مقدس بیویاں تقریباً سب مال دار اور بڑے گھرانوں کی لڑکیاں تھیں اس وقت حضور کی نو بیبیاں تھیں پانچ قرشیہ (۱) حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۲) حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۳) حضرت اُمِّ حبیبہ بنت

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۴) حضرت اُمِّ سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۵) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور چار غیر قریشیہ (۶) حضرت زینب بنت جحش اسدیہ (۷) حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ (۸) حضرت حفصہ بنت عیسیٰ بن اخطب خیبریہ (۹) حضرت جویریہ بنت حارث بن ضرار سردار قبیلہ المصطلق رضی اللہ تعالیٰ عنھن۔

ظاہر ہے کہ یہ امیر زادیاں بچپن سے امیرانہ زندگی اور رئیسانہ ماحول کی عادی تھیں اور تاجدار دوعالم ﷺ کی مقدس زندگی بالکل زاہدانہ اور دنیاوی تکلفات سے یکسر بیگانہ تھی، دو دو مہینے کا شانۂ نبوت میں چولھا نہیں جلتا تھا صرف کھجور اور پانی پر پورے گھرانے کی زندگی بسر ہوتی تھی۔ لباس و پوشاک میں بھی پیغمبرانہ زندگی کی جھلک تھی اور گھر کے ساز وسامان میں بھی نبوت کی سادگی نمایاں تھی اور نبی کریم ﷺ اپنے سرمایہ کا اکثر وبیشتر حصہ اپنی امت کے غرباء وفقراء پر صرف فرمادیتے تھے اور اپنی ازواج مطہرات کو بقدر ضرورت ہی خرچ عطا فرماتے تھے جوان رئیس زادیوں کے حسب خواہش کافی نہیں ہوتا تھا، اس لیے کبھی کبھی ان اُمت کی ماؤں کا پیمانۂ صبر وقناعت لبریز ہو کر چھلک جاتا تھا اور وہ نبی کریم ﷺ سے مزید رقموں کا مطالبہ اور تقاضا کرنے لگتی تھیں۔

چنانچہ ایک مرتبہ تمام ازواج مطہرات نے متفقہ طور پر آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ ہمارے اخراجات میں اضافہ فرمائیں، ازواج مطہرات کی یہ ادائیں نبوت کے قلب نازک پر بار گزریں اور آپ کے سکون خاطر میں اس قدر خلل انداز ہوئیں کہ آپ نے برہم ہو کر یہ قسم کھالی کہ ایک مہینہ تک ازواج مطہرات سے نہ ملیں گے۔ اس طرح ایک ماہ کا آپ نے ایلاء فرمالیا۔

جب ایک مہینہ گزر گیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی قسم پوری ہوگئی تو آپ بالاخانہ سے اُتر آئے اس کے بعد ہی آیت تخییر نازل ہوئی کہ ”یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا وَاِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا“ (پارہ ۲۱ سورۂ احزاب ع۴ آیت: ۲۹)

ترجمہ مع تفسیر:۔اے نبی اپنی بیویوں سے فرمادیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو (جس عورت کو اختیار دیا جائے وہ اگر اپنے زوج کو اختیار کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو ہمارے نزدیک طلاق بائن واقع ہوتی ہے) تو آؤ میں تمہیں مال دوں۔ (جس عورت کے ساتھ بعد نکاح دخول یا خلوت صحیحہ ہوئی ہو اس کو طلاق دی جائے تو کچھ سامان دینا مستحب ہے اور وہ سامان تین کپڑوں کا جوڑا ہوتا ہے یہاں مال سے وہی مراد ہے اور جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اس کو قبل دخول طلاق دی تو ایک جوڑا دینا واجب ہے) اور اچھی طرح چھوڑ دوں بغیر کسی ضرر کے اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت کے نزول کے بعد سب سے پہلے نبی کریم ﷺ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عائشہ! میں تمہارے سامنے ایک بات رکھتا ہوں مگر تم اس کے جواب میں جلدی مت کرنا اپنے والدین سے مشورہ کر کے مجھے جواب دینا، اس کے بعد آپ نے مذکورہ بالا تخییر کی آیت تلاوت فرمائی تو انہوں نے برجستہ عرض کیا یارسول اللہ ''فَفِیْ اَیِّ ھٰذَا اَسْتَامِرُ اَبَوَیَّ فَاِنِّیْ اُرِیْدُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ'' (بخاری جلد دوم صفحہ:۷۹۲) ترجمہ اس معاملہ میں بھلا میں کیا اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں۔ سبحان اللہ۔

پھر نبی کریم ﷺ نے یکے بعد دیگرے تمام ازواج مطہرات سے الگ الگ آیت تخییر سُنا سُنا کر سب کو اختیار دیا اور سب نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا تھا۔ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ الطَّاھِرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤمِنِیْنَ اَبَدَالْاٰبِدِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔**

وفد بنی تمیم

نبی کریم ﷺ نے ۹ھ محرم کے مہینے میں زکوۃ وصدقات کی وصولی کے لیے عاملوں اور

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

محصلوں کو مختلف قبائل میں روانہ فرمایا چنانچہ حضرت بشر بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی خزاعہ کے صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا انھوں نے صدقات وصول کر کے جمع کیا، بنی تمیم نے اچانک ان پر حملہ کر دیا وہ اپنی جان بچا کر کسی طرح مدینہ آگیے اور حضور ﷺ سے سارا حال بیان کیا چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بنی تمیم کی سرکوبی کے لیے حضرت عیینہ بن حصن فزاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچاس سواروں کے ساتھ بھیجا انہوں نے بنی تمیم پر حملہ کر کے ان کے گیارہ مردوں، اکیس عورتوں اور تیس لڑکوں کو گرفتار کر کے مدینہ لائے۔ (زرقانی ج۳ ص:۴۳)

اس واقعہ کے بعد بنی تمیم کا ایک وفد مدینہ آیا اس وقت نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں قیلولہ فرمارہے تھے، صحابۂ کرام کے منع کرنے کے باوجود یہ لوگ حجرہ کے باہر شور مچاتے ہی رہے چنانچہ نبی کریم ﷺ وصحابہ کرام کی پرخلوص باتیں سن کر مطیع وفرماں بردار ہوتے ہوئے کلمہ پڑھ کر داخل اسلام ہوگیے ان لوگوں کی درخواست پر نبی کریم ﷺ نے ان کے قیدیوں کو رہا فرمادیا۔ انہیں وفد بنی تمیم کے بارے میں یہ آیت کریم نازل ہوئی ''**اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُھُمْ لَایَعْقِلُوْنَ وَلَوْاَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ**'' (پارہ ۲۶ سورۂ حجرات ع ۱/آیت:۴/۵)

ترجمہ:۔ بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں، ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ اُن کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

اسی سال ۹ھ میں عدی بن حاتم طائی اور اس کی بہن نے اسلام قبول کیا اور اسی سال جنگ تبوک رونما ہوا جس میں تیس ہزار صحابہ شریک ہوئے اور جن کی ہیبت سے رومیوں کے اندر سراسیمگی چھا گئی اور وہ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے اسی سال منافقوں کی بنائی مسجد ضرار منہدم کر کے آگ لگانے کا حکم اترا واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

مسجد ضرار

ابو عامر راہب جو انصار میں سے عیسائی ہو گیا تھا، جس کا نام نبی کریم ﷺ نے ابو عامر فاسق رکھا تھا، اس نے منافقین سے کہا کہ تم لوگ خُفیہ طریقے پر جنگ کی تیاریاں کرتے رہو، میں قیصر روم کے پاس جا کر وہاں سے فوجیں لاتا ہوں تا کہ اس ملک سے اسلام کا نام ونشان مٹا دوں چنانچہ مسجد قباء کے مقابلہ میں منافقین نے مسجد ضرار تعمیر کی ۔ اسی مسجد میں بیٹھ بیٹھ کر اسلام کے خلاف منافقین کمیٹیاں کرتے تھے اور اسلام وبانی اسلام ﷺ کا خاتمہ کر دینے کی تدبیریں سوچا کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ کے غزوۂ تبوک کے لیے روانہ ہونے کے وقت منافقوں نے یہ درخواست پیش کی کہ یارسول اللہ! ہم نے بیماروں اور معذوروں کے لیے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ چل کر ایک مرتبہ اس مسجد میں نماز پڑھا دیں تا کہ ہماری یہ مسجد خدا کی بارگاہ میں مقبول ہو جائے ، منافقین نے بہت اصرار کیا مگر آپ نے اس مسجد میں قدم نہیں رکھا۔ جب آپ جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے تو منافقین کی چال بازیوں ، مکاریوں کے بارے میں ''سورہ توبہ'' کی بہت سی آیات نازل ہو گئیں اور منافقین کے نفاق و دغابازیوں کے تمام رموز واسرار بے نقاب ہو کر نظروں کے سامنے آ گیے اور ان کی اس مسجد کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

''وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِداً ضِرَاراً وَّکُفْراً وَّ تَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَاداً لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ مِنْ قَبْلُ وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰی وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ لَا تَقُمْ فِیْہِ اَبَداً لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَھَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ ''(پارہ ۱۱/سورۂ توبہ ع۱۳/آیت ۱۰۷ تا ۱۰۸)

ترجمہ:۔ اور وہ لوگ جنھوں نے ایک مسجد ضرر پہونچانے اور کفر کرنے اور مسلمانوں میں

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

پھوٹ ڈالنے کی غرض سے بنائی اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے (یعنی ابو عامر راہب) اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک یہ لوگ جھوٹے ہیں، اس مسجد (مسجد ضرار) میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا، بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے (مسجد قبا) وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مالک بن دخشم اور حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ اس مسجد کو منہدم کر کے اس میں آگ لگا دیں۔ (زرقانی جلد سوم صفحہ ۸۰)

۹ھ کے متفرق واقعات

☆اسی سال عدی بن حاتم اور ان کی بہن نے اسلام قبول کیا۔

☆اسی سال جنگ تبوک رونما ہوا جس میں تیس ہزار صحابۂ کرام شریک ہوئے، جن کی ہیبت سے رومیوں کے اندر سراسیمگی چھا گئی اور وہ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

☆اسی سال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ امیر حج بنائے گئے۔

☆اسی سال زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا۔

☆اسی سال جو غیر مسلم قومیں اسلامی سلطنت کے زیر سایہ رہیں ان کے لیے جزیہ کا حکم نازل ہوا ''حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صَاغِرُوْنَ ''(پارہ ۱۰/سورۂ توبہ ع۱۰/ آیت ۲۹). یعنی وہ چھوٹے بن کر جزیہ ادا کریں۔

☆اسی سال سود کی حرمت نازل ہوئی۔

☆ اسی سال شاہ حبش حضرت اصحمہ کا وصال ہوا۔ (تفصیل درکار ہو تو فقیر راقم الحروف کی کتاب ''اوصاف المحبین'' کا مطالعہ فرمائیں)

☆اسی سال منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی مرگیا، چوں کہ ابھی تک منافق کے جنازہ پڑھنے کی ممانعت نازل نہیں ہوئی تھی، اس لیے حضور رحمت عالم ﷺ نے اس کے نماز جنازہ کی نماز پڑھائی، لیکن اس کے بعد ہی یہ آیت نازل ہوئی ”وَلاَ تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَداً وَّلاَ تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ اِنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَاتُوْا وَھُمْ فٰسِقُوْنَ“ (پارہ ۱۰؍سورۂ توبہ ع ۱۱؍ آیت ۸۴).

یعنی (اے رسول) اوران میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر کے پاس کھڑے ہونا، بے شک اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مرگیے۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد پھر کبھی آپ نے کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی نہ اس کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے۔ (بخاری جلد اول صفحہ ۱۲۹و۱۸۰؍زرقانی جلد سوم صفحہ ۹۵؍۹۶)

آیت مباہلہ

نجران کے نصاریٰ کا ایک وفد حضور رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان لوگوں نے حضور ﷺ سے بہت سے سوالات کیے حضور ﷺ نے ان کے جوابات دیئے یہاں تک کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ان لوگوں نے یہ بات ماننے سے انکار کردیا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کنواری مریم کے شکم سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے، اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس کو آیت مباہلہ کہتے ہیں۔ ارشاد ہوا ”اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَاللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلاَ تَکُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْہِ مِنْ بَعْدِ مَاجَآءَ کَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْ عُ اَبْنَآءَ نَاوَ اَبْنَآءَ کُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ کُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ“ (پارہ ۳؍سورۂ اٰل عمران ع ۱۴؍آیت ۵۹تا۶۱)

ترجمہ:۔ بے شک حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے نزدیک (حضرت) آدم (علیہ السلام) کی طرح ہے، اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہوجا وہ فوراً ہوجاتا ہے، اے سننے والے!

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک والوں میں نہ ہونا، پھر اے محبوب! جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمھیں علم آچکا تو ان سے فرمادو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

حضور رحمت عالم ﷺ نے جب ان لوگوں کو اس مباہلہ کی دعوت دی تو ان نصرانیوں نے رات بھر کی مہلت مانگی، صبح کو حضور نبی کریم ﷺ حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت علی، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لے کر مباہلہ کے لیے کاشانۂ نبوت سے نکل پڑے مگر نجران کے نصرانیوں نے مباہلہ کرنے سے انکار کردیا اور جزیہ دینے کا اقرار کرکے حضور نبی کریم ﷺ سے صلح کرلی۔ (تفسیر جلالین وغیرہ)

☆اسی سال عرب کے مختلف وفود رحمت عالم ﷺ کی بارگاہ رحمت میں آآکر اسلام قبول کیا۔ (مدارج النبوۃ وغیرہ)

☆☆☆

☆☆

☆

پندرہواں باب

ہجرت کا دسواں سال ۱۰ھ

حجۃ الوداع

حضور نبی کریم کا یہ آخری حج تھا، آخر ذوالقعدہ ۱۰ھ میں جمعرات کے دن آپ نے غسل فرما کر تہبند اور چادر زیب تن فرمایا اور مسجد نبوی میں نماز ظہر ادا فرما کر مدینہ شریف سے روانہ ہوئے، آپ کے ہمراہ تمام ازواج مطہرات بھی تھیں، اہل مدینہ کی میقات ''ذوالحلیفہ'' جو مدینہ منورہ سے چھ میل کی دوری پر ہے، آپ نے وہاں رات قیام فرمایا پھر احرام کے لیے غسل فرمایا بعدہٗ دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اپنی اونٹنی ''قصوا'' پر سوار ہو کر احرام باندھا اور بلند آواز سے ''لبیک'' پڑھا اور روانہ ہوگئے۔

بیہقی شریف کی روایت ہے کہ ایک لاکھ چودہ ہزار اور دوسری روایتوں میں ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمان حجۃ الوداع میں آپ کے ساتھ تھے۔ (زرقانی جلد سوم صفحہ ۱۰۶/ مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۸۷/ سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۳۹۶)

آپ نے نماز فجر مقام ''ذی طویٰ'' میں ادا فرمائی اور غسل فرمایا، ۴/ ذی الحجہ ۱۰ھ میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، آفتاب بلند ہوا چاشت کے وقت آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے، حجر اسود پر ہاتھ رکھ کر اس کو بوسہ دیا پھر خانۂ کعبہ کا طواف فرمایا، شروع کے تین پھیروں میں آپ نے رمل کیا اور باقی چار چکروں میں معمولی چال سے چلے، ہر چکر میں جب حجر اسود کے سامنے پہونچتے تو اپنی چھڑی سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے چھڑی کو چوم لیتے تھے، حجر اسود کا استلام کبھی آپ نے چھڑی کے ذریعہ سے کیا اور کبھی ہاتھ سے چھو کر ہاتھ کو چوم لیا اور کبھی لب مبارک کو حجر اسود پر رکھ کر بوسہ دیا اور یہ بھی ثابت ہے کہ کبھی کبھی رکن یمانی کا بھی آپ نے استلام کیا۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

(نسائی شریف جلد دوم صفحہ ۳۰/۳۱/ سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۳۹۷)

طواف کعبہ سے فارغ ہونے کے بعد مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے، وہاں دو رکعت نماز ادا کی، نماز سے فارغ ہو کر پھر حجر اسود کا استلام فرمایا اور سامنے کے دروازہ سے صفا کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہونچ کر اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی ''اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ'' (پارہ ۲/ سورۂ بقرہ ع ۱۹/ آیت ۱۵۸)

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں۔ پھر صفا اور مروہ کی سعی فرمائی چوں کہ آپ کے ساتھ قربانی کے جانور تھے اس لیے عمرہ ادا کرنے کے بعد آپ نے احرام نہیں اتارا۔

آٹھویں ذی الحجہ جمعرات کے روز آپ منیٰ تشریف لے گئے، نماز ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر پانچ نمازیں منیٰ میں ادا فرما کر نویں ذی الحجہ جمعہ مبارکہ کو آپ مقام عرفات میں تشریف لے گئے، وہاں پہنچ کر ایک کمبل کے خیمہ میں قیام فرمایا، سورج ڈھلنے کے بعد آپ نے اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا جس میں اسلام کے اہم و ضروری احکامات بیان فرمایا اور زمانۂ جاہلیت کی برائیوں و بے ہودہ رسموں کو مٹاتے ہوئے اعلان فرمایا ''اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوْعٌ'' سن لو! جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں قدموں کے نیچے پامال ہیں۔ (ابوداؤد شریف جلد اول صفحہ ۲۶۳/ مسلم شریف جلد اول صفحہ ۳۹۷ باب حجۃ النبی ﷺ و سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۳۹۸)

آپ نے اس تاریخی خطبہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا ''اَيُّهَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى'' (مسند امام احمد)

اے لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ (حضرت آدم علیہ السلام) ایک ہے، سن لو؟ کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی سرخ کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب۔

مزید اور ارشاد فرمایا ''اِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا

فِیْ شَھْرِ کُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا یَوْمَ تَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ"(بخاری ومسلم وابوداؤد و سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۳۹۹)

یعنی تمہارا خون اور تمہارا مال تم پر تاقیامت اسی طرح حرام ہے جس طرح تمہارا یہ دن تمہارا یہ مہینہ، تمہارا یہ شہر محترم ہے۔

اختتام خطبہ پر آپ نے سامعین سے فرمایا"وَاَنْتُمْ مَسْؤُلُوْنَ عَنِّیْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ" تم سے خدا کے یہاں میری نسبت پوچھا جائے گا تو تم لوگ کیا جواب دوگے؟ تمام سامعین نے عرض کیا کہ ہم لوگ خدا سے کہہ دیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہونچادیا، یہ سن کر آپ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا"اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ" اے اللہ! تو گواہ رہنا۔(ابوداؤد شریف جلد اول باب صفت حج النبی ﷺ صفحہ ۲۶۳/سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۳۹۹)

اسی خطبے کی حالت میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً"(پارہ ۶ سورۂ مائدہ ع ۱/آیت ۳)

ترجمہ:۔آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔

بعد خطبہ آپ نے نماز ظہر وعصر ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا فرمائی پھر موقف میں تشریف لے گیے اور جبل رحمت کے نیچے غروب آفتاب تک دعاؤں میں مشغول رہے، غروب آفتاب کے بعد عرفات سے ایک لاکھ سے زائد حجاج کے ازدہام میں"مزدلفہ" پہونچے، یہاں پہلے مغرب پھر عشاء ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا فرمائی، مشعر حرام کے پاس رات بھر امت کے لیے دعائیں مانگتے رہے اور سورج نکلنے سے پہلے منیٰ کے لیے روانہ ہوگیے اور وادی محسّر کے راستہ سے منیٰ میں آپ جمرہ کے پاس تشریف لے گیے اور کنکریاں ماریں پھر آپ نے باآواز بلند ارشاد فرمایا"لِتَاخُذُوْا مَنَاسِکَکُمْ فَاِنِّیْ لَا اَدْرِیْ لَعَلِّیْ لَا اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِیْ ھٰذِہٖ"(مسلم جلد اول ص ۴۱۹ باب رمی جمرۃ العقبہ/سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۰۱)

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

یعنی حج کے مسائل سیکھ لو میں نہیں جانتا کہ شاید اس کے بعد میں دوسرا حج نہ کروں گا۔

منیٰ میں بھی آپ نے ایک طویل خطبہ دیا، جس میں عرفات کے خطبہ کی طرح بہت سے مسائل واحکام کا اعلان تھا، پھر قربان گاہ تشریف لے گیے، آپ کے ساتھ قربانی کے ایک سو اونٹ تھے کچھ کو تو آپ نے اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا اور باقی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو سونپ دیا اور گوشت، پوست، جھول اور نکیل سب کو خیرات کردینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ قصاب کی مزدوری بھی اس میں سے نہ ادا کی جائے بلکہ الگ سے دی جائے۔

موئے مبارک

آپ نے قربانی کے بعد حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے سر کے بال اتروائے کچھ حصہ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو عطا فرمایا اور باقی موئے مبارک کو مسلمانوں میں تقسیم کردینے کا حکم صادر فرمایا۔(مسلم جلد اول صفحہ ۴۲۱ باب بیان ان السنۃ یوم النحر الخ)

ساقی کوثر چاہ زمزم پر

پھر آپ چاہ زمزم کے پاس تشریف لائے، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے زمزم شریف پیش کیا اور آپ نے قبلہ رخ کھڑے کھڑے نوش فرمایا، پھر منیٰ واپس تشریف لے گیے اور بارہ ذی الحجہ تک منیٰ میں مقیم رہے اور ہر روز سورج ڈھلنے کے بعد جمروں کو کنکری مارتے رہے اور تیرہ ذی الحجہ منگل کے دن آپ سورج ڈھلنے کے بعد منیٰ سے روانہ ہوکر"محصّب" میں رات کا قیام فرمایا اور صبح نماز فجر کعبہ کی مسجد میں ادا فرمائی اور طواف وداع کر کے انصار ومہاجرین کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہوگیے۔

خطبۂ غدیرخُم

راستہ میں مقام"غدیر خُم" پر جو ایک تالاب ہے یہاں تمام ہمراہیوں کو جمع فرما کر ایک مختصر خطبہ ارشاد فرمایا"حمد وثنا کے بعد: اے لوگو! میں بھی ایک آدمی ہوں ممکن ہے کہ خدا کا فرشتہ

(ملک الموت) جلد آجائے اور مجھے اس کا پیغام قبول کرنا پڑے میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں ایک خدا کی کتاب جس میں ہدایت اور روشنی ہے اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمھیں خدا کی یاد دلاتا ہوں۔ (مسلم جلد اول صفحہ ۲۷۹ باب من فضائل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ/سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۰۲)

اس خطبہ میں آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ''مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ'' (مشکوٰۃ مناقب علی صفحہ ۵۶۵)

یعنی جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولیٰ، خداوند! جو علی سے محبت رکھے اس سے تو بھی محبت رکھ اور جو علی سے عداوت رکھے اس سے تو بھی عداوت رکھ۔

پھر مدینہ منورہ کے قریب پہونچ کر مقام ''ذوالحلیفہ'' میں آپ نے رات کا قیام فرمایا اور صبح مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے۔

☆☆☆

☆☆

☆

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

سولھواں باب

ہجرت کا گیارہواں سال ۱۱ھ

وفات اقدس کا علم

حضور نبی کریم ﷺ کو بہت پہلے اپنی وفات کا علم ہو چکا تھا اور آپ نے مختلف مواقع پر لوگوں کو اس کی خبر بھی دی تھی، مرض وفات شریف میں اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صاف لفظوں میں اپنی وفات کی خبر دی، چنانچہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ اپنے مرض وفات شریف میں آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور چپکے چپکے ان سے کچھ فرمایا تو وہ رو پڑیں، پھر بلایا اور چپکے چپکے کچھ فرمایا تو وہ ہنس پڑیں، جب ازواج مطہرات نے اس کے بارے میں حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے آہستہ آہستہ مجھ سے یہ فرمایا کہ میں اسی بیماری میں وفات پا جاؤں گا تو میں رو پڑی، پھر چپکے چپکے مجھ سے یہ فرمایا کہ میرے بعد میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے تم وفات پا کر میرے پیچھے آؤ گی تو میں ہنس پڑی۔ (بخاری باب مرض النبی ﷺ جلد دوم صفحہ ۶۳۸/سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۰۷)

جیش اسامہ

اسی سال جیش اسامہ (سریہ اسامہ) واقع ہوا، یہ سب سے آخری فوج ہے جسے حضور نبی کریم ﷺ نے روانہ ہونے کا حکم فرمایا تھا، ۲۶/صفر المظفر ۱۱ھ کو حضور نبی کریم ﷺ نے رومیوں سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور دوسرے دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو بلا کر فرمایا کہ میں نے تم کو اس فوج کا امیر لشکر مقرر کیا، حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنی فوج میں تشریف لے گیے اور ۱۲/ربیع الاول ۱۱ھ کو کوچ کرنے کا اعلان فرما دیا۔

وصال اقدس

فوج کی تیاری کے وقت خبر ملی کہ حضور نبی آخرالزماں ﷺ نزع کی حالت میں ہیں، یہ خبر سن کر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فوراً مدینہ منورہ تشریف لے آئے، اس وقت حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سر اقدس کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھی ہوئی تھیں، اتنے میں آپ نے ہاتھ اٹھا کر انگلی سے اشارہ فرمایا اور تین مرتبہ یہ فرمایا کہ ''بَلِ الرَّفِیْقَ الْاَعْلیٰ''(اب کوئی نہیں) بلکہ وہ بڑا رفیق چاہیے............یہی الفاظ زبان اقدس پر تھے کہ ناگہاں مقدس ہاتھ لٹک گیے اور آنکھیں چھت کی طرف دیکھتے ہوئے کھلی کی کھلی رہیں اور اسی دن دوپہر یا سہ پہر کے وقت آپ کی قدسی روح عالم اقدس میں پہونچ گئی۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلیٰ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَامُحَمَّدٍوَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

وصال شریف ۱۲/ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۸/جون ۶۳۲ء۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ ص ۳۷)

جب دین اسلام مکمل ہو چکا اور دنیا میں آپ کے تشریف لانے کا مقصد پورا ہو چکا تو خدائے ذوالجلال والاکرام کے وعدۂ محکم ''اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ''(پارہ ۲۳ سورۂ زمر ع ۳ بے شک تمھیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے) کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔

وفات اقدس کا اثر

جان عالم ﷺ کے اس دائمی فراق سے عاشقان رسول، جلیل القدر صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) بلا مبالغہ ہوش وحواس کھو بیٹھے، ان کی عقلیں گم ہو گئیں، آوازیں بند ہو گئیں اور وہ اس قدر مخبوط الحواس ہو گیے کہ ان کے لیے یہ سوچنا بھی مشکل ہو گیا کہ کیا کریں اور کیا کہیں؟ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر ایسا سکتہ طاری ہو گیا کہ وہ اِدھر اُدھر بھاگے بھاگے پھرتے تھے مگر کسی سے کچھ نہ کہتے نہ کسی کی کچھ سنتے تھے، حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ رنج وملال میں نڈھال ہو کر اس طرح بیٹھے رہے کہ ان میں اٹھنے، بیٹھنے اور چلنے پھرنے کی

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

سکت ہی نہیں رہی۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے قلب پر ایسا دھچکہ لگا کہ وہ اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکے اور ان کا ہارٹ فیل ہو گیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اس قدر ہوش وحواس کھو بیٹھے کہ انھوں نے تلوار کھینچ لی اور ننگی تلوار لے کر مدینہ کی گلیوں میں اِدھر اُدھر آتے جاتے تھے اور یہ کہتے پھرتے تھے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو میں اسی تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ وفات کے بعد حضرت عمر وحضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجازت لے کر مکان میں داخل ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضور ﷺ کو دیکھ کر کہا بہت ہی سخت غشی کا دورہ پڑ گیا ہے؟ جب وہ وہاں سے چلنے لگے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کہا کہ اے عمر تمھیں کچھ خبر بھی ہے، رسول کریم ﷺ کا وصال ہو چکا ہے، یہ سن کر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آپے سے باہر ہو گیے اور تڑپ کر بولے کہ اے مغیرہ! تم جھوٹے ہو! حضور ﷺ کا اس وقت تک انتقال نہیں ہو سکتا جب تک دنیا سے ایک ایک منافق کا خاتمہ نہ ہو جائے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بغیر کسی سے بات کیے سیدھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں داخل ہوئے اور رسول کریم ﷺ کے رخ انور سے چادر ہٹا کر آپ پر جھکے اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نہایت گرم جوشی کے ساتھ ایک بوسہ دیا اور کہا کہ آپ اپنی حیات اور وفات دونوں حالتوں میں پاکیزہ رہے، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہرگز اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتوں کو جمع نہیں فرمائے گا، آپ کی جو موت لکھی ہوئی تھی آپ اس موت کے ساتھ وفات پا چکے۔

خطبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اس کے بعد مسجد میں تشریف لائے تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ لوگوں کے سامنے تقریر کر رہے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ اے عمر! بیٹھ جاؤ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا تو

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں چھوڑ دیا اور خود لوگوں کو متوجہ کرنے کے لیے خطبہ دینا شروع کر دیا:

امابعد! جو شخص تم میں سے محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا (وہ جان لے) کہ محمد (ﷺ) کا وصال ہو گیا اور جو شخص تم میں سے خدا کی پرستش کرتا تھا تو خدا زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا، پھر اس کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ اٰل عمران کی یہ آیت تلاوت فرمائی ”وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ“ (پارہ ۴ سورۂ اٰل عمران ع ۱۵ / آیت ۱۴۴)

ترجمہ مع تفسیر:۔ اور محمد (ﷺ) تو ایک رسول ہیں (اور رسولوں کی بعثت کا مقصود رسالت کی تبلیغ اور حجت کا لازم کر دینا ہے نہ کہ اپنی قوم کے درمیان ہمیشہ موجود رہنا) ان سے پہلے اور رسول ہو چکے (اور ان کے متبعین ان کے بعد ان کے دین پر باقی رہے) تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا (جو نہ پھرے اور اپنے دین پر ثابت رہے تو ان کو شاکرین فرمایا کیوں کہ انھوں نے اپنے ثبات سے نعمت اسلام کا شکر ادا کیا، حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”امین الشاکرین“ ہیں)

سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی تو معلوم ہوتا تھا کہ گویا کوئی اس آیت کو جانتا ہی نہ تھا، ان سے سن کر ہر شخص اسی آیت کو پڑھنے لگا۔ (بخاری باب الدخول علی المیت جلد اول صفحہ ۱۶۶ / مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۳۳ / سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۱۲ / ۴۱۳)

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے سورۂ اٰل عمران کی یہ آیت سنی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ واقعی حضور رحمت عالم ﷺ کا وصال ہو گیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اضطراب کی حالت میں ننگی تلوار لے

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

کر جو اعلان کرتے پھرتے تھے کہ حضور ﷺ کا وصال نہیں ہوا اس سے رجوع کر لیا اور آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ گویا ہم پر ایک پردہ پڑا ہوا تھا، اس آیت کی طرف ہمارا دھیان ہی نہیں گیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبہ نے اس پردہ کو اٹھا دیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۳۴ / سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۱۳)

تجہیز و تکفین

حضور رحمت عالم ﷺ نے چوں کہ وصیت فرما دی تھی کہ تجہیز و تکفین میرے اہل بیت و اہل خاندان کریں، اس لیے یہ خدمت آپ کے اہل خاندان ہی نے انجام دی، چنانچہ حضرت فضل بن عباس، حضرت قثم بن عباس، حضرت علی اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کو غسل دیا اور ناف مبارک اور پلکوں پر جو پانی کے قطرات اور تری جمع تھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرط محبت اور جوش عقیدت سے اس کو زبان مبارک سے چاٹ کر پی لیا۔ سبحان اللہ! (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۳۸ / ۴۳۹)

غسل کے بعد تین سوتی کپڑوں کا جو ”سحول“ گاؤں کے بنے ہوئے تھے کفن بنایا گیا ان میں قمیص و عمامہ نہ تھا۔ (بخاری باب ثیاب البیض للکفن جلد اول صفحہ ۱۶۹)

نماز جنازہ

جنازہ تیار ہوا تو لوگ جنازہ کے لیے ٹوٹ پڑے، پہلے مردوں نے پھر عورتوں نے، پھر بچوں نے نماز جنازہ پڑھی، جنازۂ مبارکہ حجرۂ مقدسہ کے اندر ہی تھا، باری باری سے تھوڑے تھوڑے لوگ اندر جاتے اور نماز پڑھ کر چلے آتے تھے لیکن کوئی امام نہ تھا۔ (ابن ماجہ باب ذکر وفاتہ صفحہ ۱۱۸ / مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۴۰ / سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۱۴ / ۴۱۵)

قبر شریف

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر انور تیار کی جو بغلی تھی، جسم اطہر کو حضرت علی

وحضرت فضل بن عباس، حضرت عباس اور حضرت قثم بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر منور میں اتارا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم ۴۴۲/سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۱۴)

لیکن ابوداؤد کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسامہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی قبر پاک میں اترے تھے۔ (ابوداؤد باب کم یدخل القبر ج۲ ص ۴۵۸)

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مابین یہ اختلاف رونما ہوا کہ نبی رحمت ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے، کچھ لوگوں نے کہا کہ مسجد نبوی میں آپ کا مدفن ہونا چاہیے اور کچھ نے یہ رائے دی کہ آپ کو صحابۂ کرام کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیے، اس موقع پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ میں نے آقائے کریم ﷺ سے یہ سنا ہے کہ ''ہر نبی اپنی وفات کے بعد اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جس جگہ اس کی وفات ہوئی ہو'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو سن کر لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے بچھونے کو اٹھایا اور اسی جگہ (حجرۂ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں آپ کی قبر شریف تیار کی اور آپ اسی میں مدفون ہوئے۔ (ابن ماجہ باب ذکر وفاتہٖ صفحہ ۱۸۸/سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۱۴)

چوں کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے خود ہی یہ وصیت فرمادی تھی کہ میرے غسل اور تجہیز و تکفین میرے اہل بیت ہی کریں، پھر امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بھی بحیثیت امیر المومنین ہونے کے یہی حکم دیا کہ ''یہ اہل بیت کا حق ہے'' اس لیے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور اہل بیت نے دروازہ بند کر کے غسل دیا اور کفن پہنایا اور شروع سے آخر تک خود امیر المومنین اور دوسرے تمام صحابۂ کرام حجرۂ مقدسہ کے باہر حاضر رہے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم ۴۳۷/سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۱۴)

تبرکات نبوت

حضور رحمت عالم ﷺ کا موئے مبارک، نعلین شریفین اور ایک لکڑی کا پیالہ جو چاندی کے تاروں سے جوڑا ہوا تھا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ان تینوں آثار تبرکات کو اپنے گھر

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

میں محفوظ رکھا تھا۔ (**بخاری باب ماذکر من ورع النبی ﷺ جلد اول صفحہ ۴۳۸/سیرۃ المصطفیٰ ص ۴۱۸**)

موٹا کمبل

ایک موٹا کمبل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا جن کو وہ بطور تبرک اپنے پاس رکھے ہوئی تھیں اور لوگوں کو اس کی زیارت کراتی تھیں چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت مبارکہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو انھوں نے ایک موٹا کمبل نکالا اور فرمایا کہ یہ وہی کمبل ہے جس میں نبی رحمت ﷺ نے وفات پائی۔ (بخاری باب ماذکر من ورع النبی ﷺ جلد اول صفحہ ۴۳۸/سیرۃ المصطفیٰ ص ۴۳۸)

ذوالفقار

حضور رحمت عالم ﷺ کی ایک تلوار جس کا نام ''ذوالفقار'' تھا حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاس تھی، آپ کے بعد آپ کے خاندان میں رہی یہاں تک کہ کربلا میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاس تھی، ان کے فرزند و جانشین حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاس رہی۔ (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۳۸)

انگوٹھی مبارک

آپ کی انگوٹھی اور عصائے مبارک پر جانشین ہونے کی بنا پر خلفائے کرام حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے اپنے دور خلافت میں بطور تبرک رکھا مگر انگوٹھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ہاتھ سے کنویں میں گر کر ضائع ہوگئی، اس کنویں کا نام ''بیر آریس'' ہے جس کو لوگ ''بیر الخاتم'' بھی کہتے تھے۔ (بخاری باب خاتم الفضہ جلد دوم صفحہ ۸۷۲/سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۱۹)

مہر نبوت

حضور رحمت عالم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت تھی یہ بظاہر سرخی مائل ابھرا ہوا گوشت تھا، چنانچہ جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی رحمت ﷺ کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت کی زیارت کی جو کبوتر کے انڈے کی مقدار میں سرخ ابھرا ہوا ایک غدود تھا۔ (ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲۰۵ وشمائل ترمذی صفحہ ۳/سیرۃ المصطفیٰ ص ۴۲۴)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ مہر نبوت کبوتر کے انڈے کے برابر تھی اور اس پر یہ عبارت تحریر تھی "اَللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ بِوَجۡہٍ حَیۡثُ کُنۡتَ فَاِنَّکَ مَنۡصُوۡرٌ" یعنی اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، (اے رسول) آپ جہاں بھی رہیں گے آپ کی مدد کی جائے گی اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ "کَانَ نُوۡرًا یَتَلَأۡلَأُ" یعنی مہر نبوت ایک چمکتا ہوا نور تھا، راویوں نے اس کی ظاہری شکل وصورت اور مقدار کو کبوتر کے انڈے سے تشبیہ دی ہے۔ (حاشیۂ ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲۰۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پشت اقدس پر مہر نبوت گوشت کے ٹکڑے کی مانند تھی جس میں گوشت کے ساتھ قدرتی طور پر لکھا ہوا تھا "محمد رسول اللہ (ﷺ)"۔ (ابن عساکر، حاکم، خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۶۰)

حجر اسودِ کعبۂ جان و دل یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام

ریش مبارک

اک مشت داڑھی رکھنا انبیائے علیہم السلام کی سنت، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور سے واپسی پر دیکھا کہ حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام کے موجود ہوتے ہوئے لوگ سامری کے بنائے ہوئے بچھڑے کی پوجا دھوم دھام سے کررہے ہیں، چنانچہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

السلام نے حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام کو دیکھتے ہی ان کے سر کے بال داہنے ہاتھ میں اور داڑھی بائیں ہاتھ میں پکڑی، اس پر حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام نے عرض کیا "قَالَ یَابۡنَؤُمَّ لَا تَاۡخُذۡ بِلِحۡیَتِیۡ وَلَا بِرَاۡسِیۡ" (پارہ ۱۶ سورۂ طٰہٰ ع۵/آیت ۹۴)

ترجمہ:۔ کہا اے میرے ماں جائے نہ میری داڑھی پکڑو اور نہ میرے سر کے بال۔

اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام کی داڑھی ایک مشت تھی جبھی پکڑنے میں آئی۔ سلطان الاولیا حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے "کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ ضَخۡمُ الرَّاۡسِ وَاللِّحۡیَۃِ" (جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۰۴/مسند امام احمد بن حنبل جلد اول صفحہ ۹۶/دلائل النبوۃ للبیہقی جلد اول صفحہ ۲۱۶/سیرۃ الرسول جلد دہم صفحہ ۱۳۹)

ترجمہ:۔ حضور ﷺ کی ریش مبارک اعتدال کے ساتھ بڑی تھی۔ ترمذی شریف میں ہے:

"اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَاۡخُذُ مِنۡ لِحۡیَتِہٖ مِنۡ عَرۡضِھَا وَطُوۡلِھَا"

ترجمہ:۔ بیشک نبی کریم ﷺ اپنی ریش مبارک کے طول وعرض سے کچھ لیا کرتے۔

معلوم ہوا کے ایک مشت سے زائد داڑھی کو کتروانا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ علاوہ ازیں حضور رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "اَنۡکَھُوۡا الشَّوَارِبَ وَاعۡفُوۡا اللُّحٰی" (بخاری جلد دوم صفحہ ۵۷۰) یعنی مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ......مزید تفصیل کے لیے والد بزرگوار علیہ الرحمہ کی کتاب "داڑھی کی اہمیت" کا مطالعہ کریں۔

موئے مبارک

نبی رحمت ﷺ نے "حجۃ الوداع" میں جب اپنے مقدس بال اتروائے تو وہ صحابۂ کرام میں بطور تبرک تقسیم ہوئے اور صحابۂ کرام نے نہایت ہی عقیدت کے ساتھ اس موئے مبارک کو اپنے پاس محفوظ رکھا اور اس کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں "فَمَا یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَقَعَ شَعۡرَۃٌ اِلَّا فِیۡ یَدِرَجُلٍ" (مسلم شریف) یعنی ہر شخص کی یہی کوشش تھی کہ

سرکار کا ایک بال اس کے ہاتھ لگ جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ محبوبانِ الٰہی کی طرف منسوب چیزوں کو تبرک بنانا اسلام کا محمود اور پسندیدہ طریقہ ہے۔ شہنشاہ ولایت حضرت سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک حدیث روایت کرتے ہیں کہ بارگاہ رحمت عالم ﷺ میں حاضر تھا حضور نے موئے مبارک ہاتھ میں لے کر فرمایا "مَنْ اٰذٰی شَعْرَۃً مِنْ شَعْرِیْ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ" (جامع صغیر جلد دوم صفحہ ۱۴۵)

یعنی جس نے ایک بال کی بھی بے حرمتی کی تو اس پر جنت حرام ہے

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان مقدس بالوں کو ایک شیشی میں رکھ لیا تھا جب کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی مرض ہوتا تو آپ اس شیشی کو پانی میں ڈبو کر دیتی تھیں اور اس پانی سے شفا حاصل ہوتی تھی۔ (بخاری باب مایذکر فی الشیب جلد دوم صفحہ ۸۷۵)

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا لکّۂ ابرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ: محبوب دو عالم ﷺ کی زلف مشکبار جو کرم و بخشش کی گھٹا اور رحمت کے بادل کا ٹکڑا ہے اس پہ لاکھوں سلام ہو۔

لعاب دہن

آپ کا لعاب دہن (تھوک شریف) زخموں اور بیماریوں کے لیے شفا اور زہروں کے لیے تریاق اعظم تھا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاؤں میں غار ثور کے اندر سانپ نے کاٹا اس کا اثر آپ کے لعاب دہن کی برکت سے اتر گیا اور زخم بھی اچھا ہوگیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے آشوب چشم کے لیے لعاب دہن نبی "شفاء العین" بن گیا۔ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی آنکھ میں جنگ بدر کے دن تیر لگا اور آنکھ پھوٹ گئی مگر آپ کے لعاب دہن سے ایسی شفا حاصل ہوئی کہ درد بھی جاتا رہا اور آنکھ کی روشنی بھی برقرار رہی۔ (سیرۃ المصطفیٰ ص ۴۳۲)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے چہرے پر تیر لگا، آپ نے اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیا فوراً ہی خون بند ہوگیا۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں "فَمَا ضَرَبَ عَلَیَّ وَلَا قَاحَ" (شفا شریف جلد نہم صفحہ ۲۳) یعنی اس وقت سے نہ میرے درد ہوا اور نہ زخم میں پیپ پڑی

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

بلکہ شفا ہوگئی اور جنگ احد میں حضرت کلثوم بن حصین کے سینے میں ایک تیر لگا، حضور رحمت عالم ﷺ نے لعاب دہن لگا دیا وہ فی الفور اچھے ہوگیے۔ (شفا شریف ج ا ص ۲۷)

لعاب دہن سے شفاء کے علاوہ اور بھی بڑی بڑی معجزانہ برکات کا ظہور ہوا چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے گھر میں ایک کنواں تھا، آپ نے اپنا لعاب دہن ڈال دیا تو اس کا پانی اتنا شیریں ہوگیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے بڑھ کر کوئی شیریں کنواں نہ تھا۔ (زرقانی جلد پنجم صفحہ ۲۴۶ / سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۳۲)

جس کے پانی سے شاداب جان و جناں اس دہن کی تراوت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ: جن کے لعاب دہن سے جان و دل ہرے بھرے ہوجاتے ہیں، اس دہن مبارک کی تازگی پہ لاکھوں سلام ہو۔

جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنے اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ: جن کے لعاب دہن سے کھاری کنویں بھی جان کے لیے باعث چاشنی ہوئے اس پانی کو خالص اور میٹھا بنانے والے لعاب دہن پر لاکھوں سلام ہو۔

خوشبودار پسینہ

آپ کے رخ انور پر پسینہ مبارکہ کے قطرات موتیوں کی طرح ڈھلکتے تھے اور اس میں مشک و عنبر سے بڑھ کر خوشبو رہتی تھی۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک چمڑے کا بستر نبی رحمت ﷺ کے لیے بچھا دیا کرتیں جس پر آپ دوپہر میں قیلولہ فرمایا کرتے تھے، وہ آپ کے جسم اطہر کے پسینے کو ایک شیشی میں جمع فرمالیا کرتی تھیں، پھر اس کو اپنی خوشبوں میں ملا لیا کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے وصیت کی تھی کہ میری وفات کے بعد میرے بدن اور کفن میں وہی خوشبو لگائی جائے جس میں نبی رحمت ﷺ کے جسم مبارک کا پسینہ ملا ہوا ہے۔ (بخاری جلد اول صفحہ ۹۲۹ باب من زار قوما فقال عندہم / بخاری جلد اول صفحہ ۳۶۵ حدیث الافک / سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۲۳)

خصائص نبوت

جسم انور:۔ آپ کے جسم انور کا سایہ نہ تھا،سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی میں آپ کا سایہ نہیں پڑتا تھا چوں کہ آپ نور تھے اس لیے دھوپ یا چاندنی میں جب آپ چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔(زرقانی جلد پنجم صفحہ ۲۲۹ / سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۲۳)

قلب اطہر

رب کریم نے ارشاد فرمایا "**مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی**" (پارہ ۲۷ / سورۂ نجم ع ۱ آیت ۱۱)

ترجمہ:۔ دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا (یعنی رحمت عالم ﷺ کے قلب مبارک نے اس کی تصدیق کی جو چشم مبارک نے دیکھا)

اور سورۂ ال عمران میں یوں ارشاد ہوا "**فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ**" (پارہ ۳ سورۂ ال عمران ع ۱۷ / آیت ۱۵۹)

ترجمہ:۔ تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لیے نرم دل ہوئے۔

معلوم ہوا کہ رب کائنات نے رسول کائنات ﷺ کو قلب بیدار عطا فرمایا تھا۔

ارشاد ہوا "**اِنَّ عَيْنِیْ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِیْ**" (شمائل ترمذی باب فی عیادۃ رسول ﷺ صفحہ ۱۹)

بیشک میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

پشت اقدس

حضور رحمت عالم ﷺ کی پشت اقدس کے بارے میں رب کریم نے ارشاد فرمایا: "**وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ**" (پارہ ۳۰ سورۂ انشراح ع ۱ آیت ۲ / ۳)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ترجمہ:۔ اور تم سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی (اس بوجھ سے مراد یا وہ غم ہے جو آپ کو کفار کے ایمان نہ لانے سے رہتا تھا یا امت کے گناہوں کا غم جس میں قلب مبارک مشغول رہتا تھا مراد یہ ہے کہ ہم نے آپ کو مقبول الشفاعت کر کے وہ بار غم دور کر دیا)

عصا مبارک

تاریخ انبیاء میں عصا کا ذکر آیا ہے،اس سے کئی کام لیے جا سکتے ہیں،فرعون کے دربار میں حکم ربی سے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شاہی جادوگروں اور شعبدہ بازوں کے جادو کو زائل کرنے کے لیے اپنا عصا پھینکا تو وہ اژدہا بن گیا،آقائے کریم ﷺ نے بھی عصا استعمال فرمایا ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ "**اَلتَّوَكُّؤُ عَلَى الْعَصَا مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِيَآءِ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَصًا يَتَوَكَّا عَلَيْهَا وَيَاْمُرُ بِالتَّوَكُّؤِ عَلَى الْعَصَا**" (الوفاء صفحہ ۶۹۳ / سیرۃ الرسول جلد دہم صفحہ ۳۵۱)

ترجمہ:۔ عصا کو سہارا بنانا اور ٹیک لگانا انبیا کی سنت ہے،حضور ﷺ کے پاس بھی ایک عصا مبارک تھا جس پر آپ ﷺ ٹیک لگاتے اور اپنے اصحاب کو بھی عصا رکھنے اور اس پر سہارا لینے کا حکم فرماتے تھے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ "**اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ وَجَدَبِهَا ثَلَاثَ مِائَةٍ وَّسِتِّيْنَ صَنَمًا فَاَشَارَ اِلٰى كُلِّ صَنَمٍ بِعَصًا وَقَالَ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا فَكَانَ لَا يُشِيْرُ اِلٰى صَنَمٍ اِلَّا سَقَطَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّمَسَّهٗ بِعَصًا**" (دلائل النبوۃ جلد پنجم صفحہ ۷۲ / سیرۃ الرسول جلد دہم صفحہ ۳۵۱)

ترجمہ:۔ حضور رحمت عالم ﷺ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ شریف میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت پائے،حضور ﷺ اپنے دست اقدس میں ایک عصا لیے ہوئے تھے،حضور ﷺ ایک ایک بت کی طرف اشارہ کر کے آیت "**جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا**" (ترجمہ:۔ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا) کا ورد کرتے جاتے تھے اور وہ بت محض عصا کا اشارہ پا کر زمیں بوس ہوتے جاتے تھے۔

مکھی، مچھر اور جوؤں سے محفوظ ہونا

بدن تو بدن آپ کے کپڑوں پر بھی کبھی مکھی نہیں بیٹھی نہ کپڑوں میں کبھی جوئیں پڑیں نہ کبھی کھٹل یا مچھر نے آپ کو کاٹا، آپ چوں کہ ہر قسم کی گندگیوں سے پاک اور آپ کا جسم انور خوشبو دار تھا اس لیے آپ ان چیزوں سے محفوظ رہے۔ (زرقانی جلد پنجم صفحہ ۲۴۹/اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۴۹۹/سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۲۴)

قد مبارک

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ میانہ قد تھے لیکن یہ آپ کی معجزانہ شان ہے کہ میانہ قد ہونے کے باوجود اگر آپ ہزاروں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تو آپ کا سر مبارک سب سے اونچا نظر آتا تھا۔

قد بے سایہ کے سایۂ مرحمت ظلِّ ممدود رافت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ: محبوب دو عالم ﷺ کے لیے سایہ والے قد کو مہربانی کی حمایت حاصل ہے، اس مہربانی کے پھیلے ہوئے سایہ پہ لاکھوں سلام ہو۔

طائران قدس جس کی ہیں قمریاں اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ: جن کی بارگاہ کا چکر لگانے والے مقدس فرشتے ہیں اس خوش قامت محبوب پہ لاکھوں سلام ہو۔

سر اقدس

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا حلیہ مبارکہ بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا" ضخم الراس "یعنی آپ کا سر مبارک بڑا تھا جو شاندار اور وجیہہ ہونے کا نشان ہے۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۲/سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۲۵)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

جس کے آگے سر سروراں خم رہیں اس سرتاج رفعت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ: جس محبوب کے سامنے بڑے بڑے سرداروں کے سر جھکے ہوئے ہوں اس بلند تاج والے سردار پہ لاکھوں سلام ہو۔

بال مبارک

رحمت عالم ﷺ کے مقدس بال پہلے کانوں کی لو تک تھے پھر شانوں تک بصورت گیسو لٹکتے رہتے تھے، مگر حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے اپنے بالوں کو اتروا دیا۔

امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے مقدس بالوں کی ان تینوں صورتوں کو یوں بیان فرمایا ہے۔

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش تا بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

خلاصہ: زلف معنبر کبھی کان تک رہے تا کہ مجبوروں، بیکسوں کی دہائی اور آہ و نالہ سنیں اور کبھی کندھوں تک آگیے تا کہ بے ٹھکانہ اور بے گھر والوں کا بوجھ اٹھائیں اور سہارا بنیں۔

آخری حج غم امت میں پریشاں ہو کر تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

خلاصہ: امت کے غم میں پریشان ہو کر آخری حج (حجۃ الوداع) کے بعد ہم جیسے بدنصیبوں کی شفاعت کی خاطر زلف معنبر ہم سے رخصت ہو گیے۔

رخ انور

آپ کا منور و خوبصورت چہرہ جمال الٰہی کا آئینہ اور انوار و تجلیات کا مظہر تھا، حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حلیۂ مبارکہ کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "مَنْ رَّاٰهُ بَدَاهَةً هَابَهٗ وَ مَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ" (شمائل ترمذی صفحہ ۲)

یعنی جو آپ کو اچانک دیکھتا وہ آپ کے رعب و داب سے ڈر جاتا اور جو پہچاننے کے بعد آپ سے ملتا تو وہ آپ سے محبت کرنے لگتا تھا۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

ارشاد ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ تمام انسانوں سے بڑھ کر خوب رو اور سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔ (بخاری جلد اول صفحہ ۵۰۲ باب صفۃ النبی ﷺ / سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۲۷)

چاند سے منھ پہ تاباں درخشاں درود　　نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ:۔ چاند جیسے چہرے والے محبوب پہ روشن و تابناک درود نازل ہو اور اس خوب رو ملاحت سے بھرے ہوئے محبوب پہ لاکھوں سلام ہو۔

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے　　اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ:۔ جس کی (تابانیوں سے) تاریک دل (نور ایمان سے) جگمگا اٹھے (محبوب کی) اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام ہو۔

نورانی آنکھ

آپ کی مقدس آنکھوں کا یہ اعجاز ہے کہ آپ بیک وقت آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر، نیچے، دن، رات، اندھیرے اور اجالے میں یکساں دیکھا کرتے تھے۔ (زرقانی جلد پنجم صفحہ ۲۴۶ / خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۶۱ / سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۲۸)

چنانچہ بخاری و مسلم کی روایت میں آیا ہے کہ **"اَقِیۡمُوا الرُّکُوۡعَ وَالسُّجُوۡدَ فَوَاللّٰہِ اِنِّیۡ لَاَرَاکُمۡ مِنۡ بَعۡدِیۡ"** (مشکوٰۃ شریف باب الرکوع صفحہ ۸۲)

یعنی اے لوگو! تم رکوع و سجود کو درست طریقے سے ادا کرو کیوں کہ خدا کی قسم میں تم لوگوں کو اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں۔

صاحب مرقاۃ نے اس حدیث پاک کی شرح میں فرمایا کہ **"وَھِیَ مِنَ الۡخَوَارِقِ الَّتِیۡ اُعۡطِیۡھَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ"** (حاشیۂ مشکوٰۃ المصابیح باب الرکوع صفحہ ۸۲) یعنی یہ بات آپ کے ان معجزات میں سے ہے جو آپ کو عطا کیے گئے ہیں اور عالم اسلام کی محترم ماں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور رحمت عالم ﷺ کی رویت پاک کا یہ عالم تھا کہ **"یَرٰی فِی اللَّیۡلِ فِی الظُّلۡمَۃِ کَمَا یَرٰی فِی النَّھَارِ**

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

فِی الضَّوۡءِ" (خصائص کبریٰ صفحہ ۶۱) یعنی اندھیرے میں بھی اس طرح دیکھتے تھے جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے اور حضور رحمت عالم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا **"مَامِنۡ شَیۡءٍ لَمۡ اَکُنۡ اُرِیۡتُہٗ اِلَّا قَدۡ رَاَیۡتُہٗ فِیۡ مَقَامِیۡ ھٰذَا حَتّٰی الۡجَنَّۃَ وَالنَّارَ"** (بخاری شریف)

یعنی کوئی بھی چیز نہیں ہے جو ہونے والی ہو مگر میں نے اس کو یہاں کھڑے کھڑے دیکھ لیا ہے یہاں تک کہ جنت و دوزخ کو بھی۔

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی　　آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

پھر آپ کی آنکھوں کا دیکھنا محسوسات ہی تک محدود نہیں تھا بلکہ آپ غیر مرئی و غیر محسوس اشیا کو بھی جو آنکھوں سے دیکھنے کے لائق ہی نہیں ہیں دیکھ لیا کرتے تھے، چنانچہ بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ **"وَاللّٰہِ مَا یَخۡفٰی عَلَیَّ رُکُوۡعُکُمۡ وَلَا خُشُوۡعُکُمۡ"** (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۹) یعنی خدا کی قسم تمہارا رکوع و خشوع میری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہتا۔

حضور رحمت عالم ﷺ کے نورانی آنکھوں کے اعجاز کو دیکھو؟ کہ پیٹھ کے پیچھے بھی نمازیوں کے رکوع بلکہ ان کے خشوع کو بھی دیکھ رہے ہیں۔

خشوع

خشوع کیا چیز ہے؟ دل میں خوف اور عاجزی کی ایک کیفیت کا نام ہے جو آنکھ سے دیکھنے کی چیز ہی نہیں ہے مگر نگاہ نبوت کا یہ معجزہ دیکھو کہ ایسی چیز کو بھی آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا جو آنکھوں سے دیکھنے کے قابل ہی نہیں ہے۔ اسی کو امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ ؎

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال　　دھوم "والنجم" میں ہے آپ کی بینائی کی

خلاصہ:۔ (یا حبیب اللہ) چھ سمتیں (آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر، نیچے) آپ کے لیے یکساں ہیں کہ آپ ہر طرف یکساں و برابر دیکھتے ہیں کہ رات اور دن کا فرق آپ کے لیے نہیں (چنانچہ) سورۂ والنجم میں آپ کے دیکھنے کی قوت کی دھوم مچی ہے کہ آپ نے رب کو دیکھا

جوغیب الغیب ہے اور آپ کی نگاہیں جھپکی نہیں، رب فرماتا ہے "مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی" (**پارہ ۲۷ سورۂ نجم ع ۱ آیت ۱۶**)

ترجمہ:۔آنکھ نہ کسی کی طرف پھری نہ حد سے بڑھی (یعنی داہنے بائیں کسی طرف ملتفت نہ ہوئے نہ مقصود کی دید سے آنکھ پھیری نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بے ہوش ہوئے بلکہ اس مقام عظیم میں ثابت رہے)۔

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر   بس قسم کھائی ہے امی تری دانائی کی

خلاصہ:۔(یا حبیب اللہ) زمین سے لے کر عرش تک سب ڈھکی چھپی چیزیں آئینہ کی طرح آپ کے سامنے ہیں، اے نبی امی ﷺ! آپ کے علم وعقلمندی کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔اور معلوم ہوا

سرعرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

بینی مبارک

آپ کی برکت والی ناک شریف نہایت خوبصورت، دراز اور بلند تھی جس پر ایک نور چمکتا تھا۔(شمائل ترمذی صفحہ۲)

نیچی آنکھوں کی شرم وحیا پر درود   اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ:۔(یا حبیب اللہ) آپ کی شرم وحیا سے جھکی ہوئی نگاہوں پر درود نازل ہو اور بلند وبالا ناک شریف پہ لاکھوں سلام ہو۔

گوش مبارک

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کانوں کے حسن کی منظر کشی کرتے ہوئے فرماتی ہیں "وَلَتَخْرُجَ الْاُذُنُ بِبَیَاضِهَا مِنْ تَحْتَ تِلْکَ الْغَدَائِرِ کَاَنَّمَا تُوْقَدُ الْکَوَاکِبُ الدُّرِّیَّةُ بَیْنَ ذَالِکَ السَّوَادِ"، یعنی آپ کی مبارک زلفوں کے درمیان دونوں سفید کان یوں محسوس ہوتے تھے جیسے تاریکی میں دو چمکدار ستارے طلوع ہوں۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

چنانچہ رب کریم نے آپ کی آنکھوں کی طرح آپ کے مبارک کان میں بھی معجزانہ کیفیت رکھی تھی، جس کا اظہار آپ نے خود اپنی مبارک زبان سے فرمایا "اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ" (**خصائص کبریٰ جلداول صفحہ ۶۷/سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۳**)

یعنی میں ان چیزوں کو دیکھتا ہوں جن کو تم میں سے کوئی نہیں دیکھتا اور میں ان آوازوں کو سنتا ہوں جس کو تم میں سے کوئی نہیں سنتا۔

اس ارشاد پاک سے واضح ہوگیا کہ آپ کے سمع وبصر کی قوت بے مثال اور معجزانہ حیثیت کی حامل ہے کیوں کہ آپ دور ونزدیک کی آوازوں کو یکساں طور پر سن لیا کرتے تھے چنانچہ آپ کے حلیف بنی خزاعہ نے (جیسا کہ فتح مکہ کے بیان میں آپ پڑھ چکے ہیں) تین دن کی مسافت سے آپ کو اپنی امداد ونصرت کے لیے پکارا تو آپ نے ان کی فریاد سن لی، اس حدیث پاک کی شرح میں علامہ زرقانی نے فرمایا کہ "لَا بُعْدَ فِیْ سَمَاعِهٖ صلی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ کَانَ یَسْمَعُ اَطِیْطَ السَّمَاءِ"، یعنی نبی رحمت ﷺ نے اگر تین دن کی مسافت سے ایک فریادی کی فریاد سن لی تو یہ آپ سے کوئی بعید نہیں ہے کیوں کہ آپ تو زمین پر بیٹھے ہوئے آسمانوں کی چرچراہٹ کو سن لیا کرتے تھے بلکہ عرش کے نیچے چاند کے سجدہ میں گرنے کی آواز کو بھی سن لیا کرتے تھے۔

(خصائص کبریٰ جلداول صفحہ ۵۳/حاشیہ الدولۃ المکیہ صفحہ ۱۸۰/سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۳۰)

دور ونزدیک کے سننے والے وہ کان   کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ:۔جس محبوب کے مبارک کان دور ونزدیک کی باتوں کو یکساں سنیں اس بزرگی والے جواہرات کے مخزن پہ لاکھوں سلام ہو۔

دہن اقدس

جب آپ گفتگو فرماتے تو آپ کے اگلے دونوں دانتوں کے درمیان سے ایک نور نکلتا تھا اور جب کبھی اندھیرے میں آپ مسکراتے تو دندان مبارک کی چمک سے روشنی ہو جاتی تھی، حدیث

پاک کے الفاظ یہ ہیں "اِذَا ضَحِکَ یَتَلاَ لَوُ فِیُ الُجُدُرِ" (ترمذی) یعنی جب ہنستے تو دیواریں روشن ہوجاتیں اور ترمذی شریف میں یہ بھی ہے "لَمُ اَرَ قَبُلَهٗ وَلاَ بَعُدَهٗ" (ترمذی) یعنی ایسا حسین ودلکش چہرہ نہ پہلے کبھی دیکھا گیا اور نہ بعد میں دیکھا جائے گا۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۲/ خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۷/ سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۳۱) اسی کی ترجمانی فرمائی سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ؎

سوزن گم گشتہ ملتی ہے تبسم سے ترے رات کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

خلاصہ:۔ اے آقائے کریم ﷺ تاریک رات میں آپ کی مسکراہٹ سے کھوئی ہوئی سوئی مل جایا کرتی تھی گویا آپ کی (مسکراہٹ کا) اجالا رات کو صبح بنادیا کرتا ہے۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ خصائص کبریٰ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں سحری کے وقت سِل رہی تھی کہ میرے ہاتھ سے سوئی گرگئی، اتنے میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ کے چہرے مبارک سے کمرہ روشن ہوگیا اس روشنی میں سوئی دیکھ لی۔ فَتَبَیَّنَتِ الُاِبُرَۃُ بِشُعَاعِ نُوُرِ وَجُهِهٖ" (حجۃ اللّٰہ علیٰ العٰلمین صفحہ ۶۸) یعنی سرکار کے رخ انور کی شعاع سے ایسا اجالا پھیلا کہ سوئی مل گئی۔

حضور رحمت عالم ﷺ کو کبھی جمائی نہیں آئی، یہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا خاصہ ہے کیوں کہ جمائی منجانب شیطان ہوا کرتی ہے اور حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اس سے محفوظ ومعصوم ہیں۔ (زرقانی جلد پنجم صفحہ ۳۴۸/ سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۳۱)

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا چشمۂ علم وحکمت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ:۔ (یا حبیب اللہ) آپ کے دہن مبارک کی ہر بات وحی خدا ہوتی ہے آپ جیسے علم وحکمت کے سوتے پہ لاکھوں سلام نازل ہو نیز اس شعر میں آیت کلام ربانی کی طرف تلمیح ہے ارشاد ہوا" وَمَایَنُطِقُ عَنِ الُهَوٰی اِنُ هُوَ اِلَّا وَحُیٌ یُّوُحٰی" (پارہ ۲۷ سورۂ نجم ع ۱)

ترجمہ:۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انھیں کی جاتی ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ سے جو میں سنتا اس کو لکھ لیا کرتا، قریش نے مجھے منع کیا کہ ہر بات نہیں لکھنی چاہیے کیوں کہ بہ تقاضائے بشریت ممکن ہے کہ حالت غضب میں کبھی کوئی بات نکل جائے پس میں لکھنے سے رک گیا اور اس بات کو رحمت عالم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا، حضور ﷺ نے فرمایا "اُکُتُبُ فَوَ الَّذِیُ نَفُسِیُ بِیَدِهٖ مَایَخُرُجُ مِنُهُ اِلَّا حَقٌّ" (ابوداؤد شریف) یعنی یقیناً لکھ اور انگلی مبارک سے دہن پاک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا خدا کی قسم اس دہن سے ہر حالت میں حق ہی نکلتا ہے۔ سبحان اللہ!

زبان مبارک

رب کریم نے ارشاد فرمایا "لاَ تُحَرِّکُ بِهٖ لِسَانَکَ لِتَعُجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَیُنَا جَمُعَهٗ وَقُرُاٰنَهٗ" (پارہ ۲۹ سورۂ قیامہ ع ۱ آیت ۱۶/ ۱۷)

ترجمہ:۔ تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو، بیشک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔

شان نزول:۔ حضور رحمت عالم ﷺ حضرت جبریل امین کے وحی پہونچا کر فارغ ہونے سے قبل یاد فرمانے کی سعی فرماتے اور جلد جلد پڑھتے اور زبان اقدس کو حرکت دیتے، رب کریم نے حضور رحمت عالم ﷺ کی مشقت گوارا نہ فرمائی اور قرآن کریم کا سینۂ مبارک میں محفوظ کرنا اور زبان اقدس پر جاری فرمانا اپنے ذمۂ کرم پر لیا اور یہ آیت کریمہ نازل فرما کر حضور رحمت عالم ﷺ کو مطمئن فرمادیا۔

آپ کی زبان مبارک وحی الٰہی کی ترجمان تھی اور اس کی فصاحت وبلاغت کا یہ حال تھا کہ ؎

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منھ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

خلاصہ:۔ یا حبیب اللہ ﷺ آپ ایسے فصیح وبلیغ ہیں کہ عرب کے بڑے بڑے زبان کے ماہرین آپ کے روبرو بالکل کمزور ومجبور نظر آتے یعنی آپ کے سامنے بول نہیں پاتے گویا ان

کے منہ میں زبان ہی نہیں ہے یا وہ بالکل مردہ ہوگیے۔

اورلسان مبارک کی حکمرانی کا یہ حال تھا کہ ؎

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں   اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ:۔یا حبیب اللہ ﷺ! رب کریم نے آپ کو وہ اثر بھری زبان عطا فرمائی ہے گویا وہ کلمۂ کن (ہوجا) کی کنجی ہے، اس کی نافذ ہونے والی حکومت پہ لاکھوں سلام نازل ہو۔

نوٹ :۔اس شعر میں اس حدیث پاک کی طرف تلمیح ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کلام فرماتے تو حکم بن ابی عاص استہزاء حضور کی نقلیں اتارتا، ایک دفعہ یہ خبیث اسی طرح اپنے منہ کو ہلا رہا تھا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''کن'' ایسا ہی ہوجا، چنانچہ مرتے دم تک اس کا منہ ایسے ہی ہلتا رہا: حدیث کے الفاظ یہ ہیں ''کَانَ الْحِکَمُ بْنُ اَبِی الْعَاصِ یَجْلِسُ اِلیٰ النَّبِیِّ ﷺ فَاِذَا تَکَلَّمَ النَّبِیُّ ﷺ اِخْتَلَجَ بِوَجْھِہٖ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ ﷺ کُنْ کَذَالِکَ فَلَمْ یَزَلْ یَخْتَلِجُ حَتّٰی مَاتَ'' (اخرج الحاکم وصححہٗ والبیھقی والطبرانی عن عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنھما/خصائص کبریٰ جلد دوم صفحہ ۷۹)

اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود   اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ:۔آپ کی اچھی اور واضح (نصیحت) پہ بے شمار درود ہو اور آپ کے دلوں کو کھینچنے والے اثر بھرے کلام پہ لاکھوں سلام نازل ہو۔

آوازمبارک

آپ تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے بڑھ کر خوش گلو، خوش آواز اور خوش کلام تھے اور آپ اس قدر بلند آواز تھے کہ دور و نزدیک والے سب یکساں اپنی اپنی جگہ پر آپ کا مقدس کلام سن لیا کرتے تھے۔ (زرقانی جلد چہارم صفحہ ۱۷۸) گویا کہ ؎

جس میں نہریں ہیں شیر وشکر کی رواں   اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ:۔یا حبیب اللہ ﷺ! آپ کی آواز مبارک میں میٹھی نہریں جاری ہیں، اس آواز کی

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

تازگی پہ لاکھوں سلام نازل ہو۔اسی کو شاعر نے بیان کیا ہے ؎

کتنی میٹھی باتیں تھیں آپ کی خدا جانے   کنکروں نے پڑھ ڈالا لاالٰہ الا اللہ

دست اقدس

رب کریم نے ارشاد فرمایا ''اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ'' (پارہ ۲۶ سورۂ فتح ع ۱ آیت ۱۰)

ترجمہ:۔وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔اور سورۂ انفال میں یوں ارشاد ہوا ''وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمیٰ'' (پارہ ۹ سورۂ انفال ع ۲ آیت ۱۷)

ترجمہ:۔اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

حضور رحمت عالم ﷺ کا دست رحمت وہ دست رحمت ہے کہ جب کبھی ایک مشت خاک کفار پر پھینک دیتے ہیں تو کفار کو شکست فاش ہوتی ہے یہی وہ دست قدرت ہے کہ اشارہ پاتے ہی چاند دو پارہ ہوگیا اور ڈوبا ہوا سورج واپس لوٹ آیا۔معلوم ہوا ؎

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں   دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ریشم اور دیباج کو آپ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم و نازک نہیں پایا اور نہ کسی خوشبوں کو آپ کی خوشبوں سے بہتر اور بڑھ کر خوشبودار پایا (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۳ باب صفۃ النبی ﷺ/مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲۵۷) اور اس دست مبارک کا حال تو یہ تھا ؎

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کردیا   موج بحر سخاوت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ:۔حبیب خدا ﷺ کا مبارک ہاتھ جدھر بھی اٹھ گیا اُدھر مالا مال کردیا، اس دریائے عطاو بخشش کی موجوں پہ لاکھوں سلام نازل ہوں۔

نوٹ:۔اس شعر میں تلمیح ہے اس آیت کریمہ کی طرف ارشاد ہوا "وَمَا نَقَمُوْآ اِلَّا اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ" (پارہ ۱۰/سورۂ توبہ ع ۱۰) ترجمہ:۔اور انھیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ ورسول نے انھیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

بخاری شریف میں ہے کہ جب ابن جمیل نے زکوٰۃ دینے میں کمی کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْلٍ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ فَقِيْرًا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ" (**بخاری جلد اول پارہ ۶/صفحہ ۱۹۸**)

یعنی ابن جمیل کو کیا برا لگا یہی نہ کہ وہ محتاج تھا تو اللہ ورسول نے اسے غنی کر دیا۔ واضح ہو گیا کہ رسول خدا باذن اللہ جسے چاہتے ہیں غنی کر دیتے ہیں۔

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں   انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ:۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کی انگلیوں کی نوازش سے نور کے چشمے و دریا بہہ نکلے ہیں، ان بابرکت انگلیوں پہ لاکھوں سلام نازل ہو۔

اس شعر میں تلمیح ہے اس معجزہ کی طرف جب کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ان کے جانور پیاسے تھے تو حضور رحمت عالم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گیے تھے۔ سبحان اللہ!

شکم مبارک وسینۂ انور

آپ کا شکم مبارک صبر وقناعت کا ایک نمونہ اور آپ کا سینۂ انوار معرفت خدا و وحی الٰہی کا گنجینہ تھا۔ ؎

کل جہاں ملک اور جَو کی روٹی غذا   اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ:۔ یا حبیب اللہ ﷺ! آپ پوری دنیا کے مالک ہوتے ہوئے (اپنی سادہ طبیعت کی وجہ سے) جَو کی روٹی تناول فرماتے ہیں، آپ کے اس معمولی غذا پر راضی رہنے والے شکم مبارک پہ لاکھوں سلام نازل ہو۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

اس شعر میں تلمیح ہے، بخاری شریف کی اس حدیث پاک کی طرف کہ "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" **بخاری شریف جلد اول پارہ ۱۲/صفحہ ۴۴۹**) یعنی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یقین کے ساتھ جان لو کہ زمین کا مالک اللہ ہے اور اللہ کی عطا سے اللہ کا رسول ہے۔ سبحان اللہ! اور رحمت عالم ﷺ کے سینۂ اقدس کی شرح اور قلب اطہر کی وسعت کا بیان طاقت انسانی سے باہر ہے قرآن پاک میں ہے "اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ" (پارہ ۳۰)

ترجمہ:۔ اے محبوب! کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۶۹/ میں ہے: آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں نے اپنے رب عزوجل کو احسن صورت میں دیکھا، پھر میرے رب نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنی دو چھاتیوں کے درمیان پائی، پس مجھے ان تمام چیزوں کا علم ہو گیا جو کہ آسمانوں و زمینوں میں تھیں"۔

رفع ذکر جلالت پہ ارفع درود   شرح صدر صدارت پہ لاکھوں سلام
دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں   غنچۂ راز وحدت پہ لاکھوں سلام

پائے مبارک

کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم   اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ:۔ یا حبیب اللہ ﷺ! قرآن کریم نے آپ کی گزرگاہوں کی قسم کھائی ہے، ان پاؤں کے تلووں کی عظمت پہ لاکھوں سلام نازل ہو.........اس شعر میں تلمیح ہے قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کی طرف رب کریم جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا "لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ" (پارہ ۳۰ سورۂ بلد ع ۱/آیت ۱/۲)

ترجمہ:۔ مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

حضرت زرائع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک وفد کی صورت میں مدینہ منورہ آئے

"فَتُقَبِّلُ یَدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَرِجْلَہٗ" (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ تو ہم نے سرکار اقدس ﷺ کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا۔

آواز پُرتاثیر

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے خصائص میں ہے کہ وہ خوبرو اور خوش آواز ہوتے ہیں لیکن حضور رحمت عالم ﷺ تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے زیادہ خوب رو، خوش گلو اور خوش کلام تھے، علاوہ ازیں آپ اس قدر بلند آواز تھے کہ دور و نزدیک والے یکساں طور پر آپ کا مقدس کلام سنا کرتے تھے۔ (زرقانی جلد چہارم صفحہ ۱۷۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کے دندان مبارک کشادہ تھے، جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں سے نور نکلتا تھا۔ (دارمی، مشکوٰۃ)

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

لباس مبارک

لباس کے بارے میں کسی خاص پوشاک یا امتیازی لباس کی پابندی نہیں فرماتے تھے، جبہ، قبا، تہبند، حلہ، چادر، عمامہ، ٹوپی اور موزہ زیب تن فرمایا کرتے تھے اور پائجامہ کو بھی آپ نے پسند فرمایا ہے۔

عمامہ شریف

آپ کا عمامہ سفید، سبز زعفرانی سیاہ رنگ کا ہوتا تھا، آپ عمامہ میں شملہ بھی چھوڑا کرتے جو کبھی ایک شانہ پر اور کبھی دونوں شانوں کے درمیان پڑا رہتا تھا، فتح مکہ کے دن آپ کالے رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے "عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مَکَّۃَ وَعَلَیْہِ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ" (سنن ابو داؤد باب فی العمائم ج ۲ ص ۵۶۳ و شمائل ترمذی ص ۹)

ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے وقت جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

عمامہ باندھنے کا طریقہ

عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا سنت ہے خواہ مسجد میں یا گھر میں، عمامہ اس طرح باندھنا چاہیے کہ اس کا ایک پیچ درمیان سر پر ہو، اس ایک پیچ سے ٹوپی کا اِدھر اُدھر کچھ کھلا رجائے تو کچھ حرج نہیں،

عمامہ کیسا ہو

عمامہ کے بارے میں خلاصۃ الفتاویٰ جلد ثالث کے آخر میں فارسی میں ایک رسالہ "ضیاء القلوب فی لباس المحبوب" لگا ہوا ہے، غالباً شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اس میں عبارت یہ ہے "مسئلہ در بستن دستار سنت آنست کہ سفید باشد بے آمیزش رنگ دیگر و دستار مبارک آنحضرت ﷺ اکثر اوقات سفید بود وگاہے سیاہ واحیاناً سبز" (خلاصۃ الفتاویٰ جلد ثالث صفحہ ۱۵۳)

یعنی پگڑی باندھنے میں سنت یہ ہے کہ بالکل سفید ہو بغیر دوسرے رنگ کی آمیزش کے اور آنحضرت ﷺ کی پگڑی مبارک اکثر سفید ہوتی تھی اور کبھی کالی اور کبھی کبھی ہری۔ لہٰذا عمامہ میں تو سنت سفید رنگ ہے سیاہ اور سبز جائز ہیں اور ان رنگوں میں اگر کسی بدمذہب سے مشابہت پیدا ہو جائے تو یہ ناجائز ہو جائے گا جیسا کہ صدر الشریعہ حکیم ابو العلا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے بہار شریعت حصہ سیزدہم صفحہ ۶۲ ر میں لکھا ہے کہ محرم کے زمانہ میں کالے رنگ کے کپڑے پہننا شیعوں کی مشابہت کی وجہ ناجائز ہیں اور سرخ رنگ کے کپڑے خوارج کی مشابہت کی وجہ سے ناجائز ہیں اور سبز رنگ کے کپڑے جاہل تعزیہ بنانے والوں کی مشابہت کی وجہ سے ناجائز ہیں۔

عمامہ کی لمبائی

عمامہ میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہو نہ چھ گز سے زیادہ، اس کی بندش گنبد نما ہو۔ جس طرح فقیر (اعلیٰ حضرت) باندھتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ٣٤٧) امام ابن الحاج مکی سات ہاتھ یا اس کے قریب کہتے ہیں اور حفظ فقیر میں کلمات علماء سے ہے کہ کم از کم پانچ ہاتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ١٠٤)

شملہ کی لمبائی

شملہ کی مقدار چار انگشت ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ١٨٤) آگے پیچھے دو شملے چھوڑنا سنن ابی داؤد میں ہے تو یہ سنت ہوا (سنن ابی داؤد) فقیر (اعلیٰ حضرت) اسی سنت کی اتباع سے بارہا اپنے عمامہ کے دو شملے رکھتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ٥٧١)

عمامہ کے نیچے ٹوپی

آپ کے عمامہ کے نیچے ٹوپی ضرور ہوتی تھی بلکہ رحمت عالم ﷺ فرمایا کرتے **”فَرَقُ مَابَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُشْرِکِیْنَ الْعَمَائِمُ عَلیٰ الْقَلاَنِسِ“** (**ابو داؤد شریف باب فی العمائم جلد دوم صفحہ ٥٦٤**)

یعنی ہمارے اور مشرکین کے عماموں میں یہی فرق و امتیاز ہے کہ ہم ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں۔

چادر مبارک

یمن کی تیار شدہ سوتی دھاری دار چادریں جو عرب میں ”حبرۃ“ یا ”برد یمانی“ کہلاتی تھیں، آپ کو بہت زیادہ پسند تھیں اور کبھی کبھی آپ نے سبز رنگ کی چادر بھی استعمال فرمائی ہے۔ (ابو داؤد شریف جلد دوم صفحہ ٢٠٧)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

کمبل شریف

آپ کمبل شریف بھی بکثرت استعمال فرماتے تھے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک موٹا کمبل اور ایک موٹے کپڑے کا تہبند نکالا اور ارشاد فرمایا کہ انھیں دو کپڑوں میں رحمت عالم ﷺ نے وفات پائی۔ (ترمذی شریف باب ماجاء فی لبس الثوب جلد اول صفحہ ٢٠٦)

نعلین اقدس

حضور رحمت عالم ﷺ کی نعلین اقدس کی شکل وصورت اور نقشہ ایسا ہی تھا جیسے ہندوستان میں چپل ہوتے ہیں، اس میں دو تسمے عام طور پر لگے ہوئے تھے جو کروم چمڑے کے ہوا کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی شریف صفحہ ٧)

چاندی کی انگوٹھی

رحمت عالم ﷺ نے جب سلاطین اسلام کے نام دعوت اسلام کے خطوط بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ سلاطین بغیر مہر والے خطوط کو قبول نہیں کرتے تو آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس پر ”محمد رسول اللہ“ کندہ کیا ہوا تھا۔ (ایضاً)

حدیث شریف میں یوں ہے **”عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَرَادَ اَنْ یَّکْتُبَ اِلیٰ کِسْریٰ وَقَیْصَرَ وَالنَّجَّاشِیِّ فَقِیْلَ اِنَّهُمْ لاَ یَقْبَلُوْنَ کِتَابًا اِلاَّ بِخَاتِمٍ فَصَاغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَاتِمًا حَلْقَةُ فِضَّةٌ نُقِشَ فِیْهِ ”مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ“ (رواه مسلم) وفی روایة للبخاری کَانَ نَقْشُ الْخَاتِمِ ثَلٰثَةَ اَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُوْلٌ سَطْرٌ وَّاللّٰهُ سَطْرٌ“ (مشکوٰۃ شریف باب الخاتم صفحہ ٣٧٦)**

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیصر و کسریٰ

اورنجاشی کی طرف خط لکھنے کا ارادہ فرمایا، آپ سے کہا گیا کہ وہ مہر کے بغیر خط قبول نہیں کرتے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں ''محمد رسول اللہ'' نقش کیا گیا تھا، روایت کیا ہے اسے امام مسلم نے اور بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے انگشتری کا نقش تین سطروں میں تھا، ایک سطر میں ''محمد'' تھا، دوسری سطر میں ''رسول'' اور تیسری سطر میں ''اللہ'' نقش کیا ہوا تھا۔

انگوٹھی کا وزن تعداد و دھات

راقم الحروف کے والد بزرگوار حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ (حضرت صوفی صاحب قبلہ) جب کسی مرید یا احباب اہل سنت کے ہاتھ میں دو تین انگوٹھیاں چاندی کی یا چاندی کے سوا کسی اور دھات کی دیکھتے تو پُر زور انداز میں ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ مردوں کو ساڑھے چار ماشہ سے کم چاندی کی ایک انگوٹھی کے علاوہ اور عورتوں کو سونے چاندی کے زیورات کے سوا اولڈ گولڈ، لوہا، تانبہ، پیتل، جستہ وغیرہ دوسری تمام دھاتوں کا پہننا حرام و ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے ''عَنْ بُرَیْدَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَیْهِ خَاتِمٌ مِّنْ شَبَهٍ مَالِیْ اَجِدُ مِنْکَ رِیْحَ الْاَصْنَامِ فَطَرَحَهٗ ثُمَّ جَآءَ وَعَلَیْهِ خَاتِمٌ مِّنْ حَدِیْدٍ فَقَالَ مَالِیْ اَرٰی عَلَیْکَ حِلْیَةَ اَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهٗ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! مِنْ اَیِّ شَیْءٍ اَتَّخِذُهٗ؟ قَالَ مِنْ وَّرَقٍ وَّ لَا تُتِمَّهٗ مِثْقَالًا'' (رواہ ترمذی و ابو داؤد و نسائی مشکوٰۃ باب الخاتم ص ۳۷۶)

یعنی رحمت عالم ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا جو پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے، کیا بات ہے کہ تجھ سے بتوں کی بو آتی ہے؟ انھوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے، حضور ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں دیکھتا ہوں تو جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہے؟ اس شخص نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ فرمایا چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو یعنی وزن میں پورا ساڑھے چار ماشہ نہ ہو بلکہ کچھ کم ہی ہو۔

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

انگوٹھی دائیں ہاتھ میں اور نگ بھی ہو

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ''اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِیْ یَمِیْنِهٖ فِیْهِ فَصٌّ حَبَشِیٌّ کَانَ یَجْعَلُ فَصَّهٗ مِمَّا یَلِیْ کَفَّهٗ'' متفق علیه (ایضًا)

ترجمہ:- بیشک نبی کریم ﷺ نے دائیں ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنی اس میں حبشی نگینہ تھا، آپ نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتے۔

پسندیدہ رنگ

رحمت عالم ﷺ نے سفید، سیاہ، سبز، زعفرانی رنگوں کے کپڑے استعمال فرمایا ہے، سفید کپڑے آپ کو بہت زیادہ مرغوب و محبوب تھے اور سرخ کپڑوں کو بہت زیادہ ناپسند فرماتے تھے، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سُرخ کپڑے پہنے ہوئے بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے ناگواری ظاہر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا'' مَا هٰذَا ؟ فَانْطَلَقْتُ فَاَحْرَقْتُهٗ فَقَالَ النَّبِیِّ ﷺ مَا صَنَعْتَ بِثَوْبِکَ ؟ فَقُلْتُ اَحْرَقْتُهٗ . قَالَ اَفَلَا کَسَوْتَهٗ بَعْضَ اَهْلِکَ (مِنَ النِّسَاءِ)(ابو داؤد شریف باب الحمرة جلد ثانی صفحه ۵۶۲)

یعنی اے ابن عمر یہ کیا ہے؟ انہیں حضور نبی کریم ﷺ کی ناگواری کا احساس ہوگیا۔ چنانچہ مکان واپس آکر اسے جلا دیا، دوسرے روز نبی رحمت ﷺ نے دریافت فرمایا تم نے اپنے اس کپڑے کا کیا بنایا؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کو جلا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے گھر کی عورتوں میں سے کسی کو کیوں نہیں دیا۔ (کیونکہ عورتوں کو سرخ کپڑوں کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے)

اور ایک روایت میں یوں ہے '' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ رَجُلٌ عَلَیْهِ ثَوْبَانِ اَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ ''

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک شخص گزرا جس کے اوپر دو سرخ کپڑے تھے، اس نے آپ کو سلام کیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔ (سنن ابوداؤد شریف باب فی الحمرۃ جلد ثانی صفحہ ۵۶۳)

سفید کپڑوں کی اہمیت

" عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبِيْضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَ كَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ (سنن ابو داؤد شريف باب فی البياض جلد ثانی ۵۶۲)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا " کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنا کرو کیوں کہ یہ تمہارے کپڑوں میں بہتر ہیں اور انہیں کا اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔

سرمہ

رحمت عالم ﷺ روزانہ رات کو "اثمد" کا سرمہ تین تین سلائی دونوں نورانی آنکھوں میں لگایا کرتے تھے۔ اور ارشاد فرمایا کرتے تھے " وَ اَنَّ خَيْرَ اَكْحَالِكُمُ الْاِثْمِدُ يَجْلُوْ الْبَصَرَ وَ يَنْبُتُ الشَّعْرَ " (سنن ابوداؤد شریف جلد ثانی صفحہ ۵۶۲ و شمائل ترمذی صفحہ ۵)

ترجمہ:۔ اور تمہارے سرموں میں بہتر "اثمد" ہے جو بینائی کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کو اگاتا ہے۔

نفاست طبع

حضور رحمت عالم ﷺ کا مزاج مبارک بہت ہی لطیت اور نفاست پسند تھا، آپ نے ایک آدمی کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو ناگواری کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ اس سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ یہ اپنے کپڑوں کو دھولیا کرے۔ (ابوداؤد شریف جلد دوم صفحہ ۲۰۷)

اسی طرح ایک آدمی آپ کے پاس بہت ہی خراب کپڑے پہنے ہوئے آ گیا، آپ نے اس

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کچھ مال ہے؟ اس نے عرض کیا کہ جی ہاں! میرے پاس اونٹ، بکریاں، گھوڑے اور غلام سبھی قسم کے مال ہیں؟۔ آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تم کو مال دیا ہے تو چاہیے کہ تمہارے اوپر اس کی نعمتوں کا کچھ نشان بھی نظر آئے (یعنی عمدہ اور صاف ستھرے کپڑے پہنو) (ایضاً)

کھانے سے پہلے اور بعد میں نمک چکھنا سنت ہے

جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۳۳۷ رمیں ہے "مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَّبْدَأَ بِالْمِلْحِ وَيَخْتِمَ بِالْمِلْحِ" اور فتاویٰ بزازیہ جلد سوم صفحہ ۳۶۵ رمیں ہے "وَالْبَدَاءَةُ بِالْمِلْحِ وَالْخَتْمُ بِهٖ" یعنی کھانے کو نمک سے شروع کرنا اور نمک پر ختم کرنا سنت ہے۔

ردالمحتار جلد پنجم صفحہ ۲۱۶ رمیں ہے "وَمِنَ السُّنَّةِ اَلْبَدَاءَةُ بِالْمِلْحِ وَالْخَتْمُ بِهٖ بَلْ فِيْهِ شِفَاءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ دَاءٍ" یعنی نمک سے شروع کرنا اور نمک پر ختم کرنا سنت ہے بلکہ اس میں ستر مرضوں سے شفا بھی ہے۔

مجھے آج بھی یاد ہے کہ بدھیانی خلیل آباد کے ایک دینی جلسے میں والد بزرگوار کے ساتھ راقم الحروف بھی تھا، کھانا دسترخوان پر آ گیا، والد بزرگوار قبلہ نے نمک کی فرمائش کی، دسترخوان پر بیٹھنے والے علماء میں سے ایک صاحب جو والد بزرگوار کے معاصرین میں سے تھے کہنے لگے کہ حضرت صوفی صاحب کھانا شروع کیجیے سالن میں تو نمک ہے ہی؟ والد بزرگوار نے ارشاد فرمایا کہ نمکین سے شروع کرنا اور نمکین پر ختم کرنا سنت نہیں بلکہ نمک سے ہے کیوں کہ "ملح" نمک کے معنیٰ میں ہے اور "ملیح"، نمکین کے معنیٰ میں ہے اور حدیث پاک میں "ملیح" نہیں بلکہ "ملح" کا لفظ آیا ہے۔

نمک کے فوائد

علامہ صفوری علیہ الرحمہ نزہۃ المجالس جلد اول صفحہ ۲۱۴ رپر یوں حدیث پاک تحریر کرتے ہیں

کہ " عَنْ عَلِیٍّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اِذَا اَکَلْتَ فَابْدَاءَ بِالْمِلْحِ وَاخْتِمْ بِالْمِلْحِ فَاِنَّ الْمِلْحَ شِفَاءٌ مِنْ سَبْعِیْنَ دَاءً اَوَّلُهَا الْجُذَامُ وَوَجْعُ الْحَلْقِ وَالْاَضْرَاسِ وَالْبَطْنِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا مَنْ اَکَلَ الْمِلْحَ قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَبَعْدَ کُلِّ شَیْءٍ دَفَعَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَلٰثَ مِائَةٍ وَّثَمَانِیْنَ نَوْعًا مِنَ الْبَلَاءِ اَهْوَنُهَا الْجُذَامُ"

ترجمہ:۔حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ جب تم کھانا کھاؤ تو نمک سے شروع کرو اور نمک پر ختم کرو اس لیے کہ نمک سے ستر بیماریوں سے شفا ہے جن میں سب سے پہلا جذام اور سفید داغ (حلق) داڑھ اور پیٹ کا درد ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جو شخص ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد نمک کھائے تو اللہ تعالیٰ اس سے تین سو اسّی قسم کی بیماریاں دور فرمادے گا جن میں سب سے معمولی بیماری جذام (کوڑھ) ہے۔

جسے فضول سمجھ کر بجھا دیا ہم نے　　وہی چراغ جلائیں تو روشنی ہوگی

پسندیدہ غذائیں

عرب میں ایک کھانا ہوتا ہے جو "حَیس" کہلاتا ہے یہ گھی، پنیر اور کھجور ملا کر پکایا جاتا ہے اس کو آپ بڑی رغبت کے ساتھ تناول فرمایا کرتے تھے، جَو کی موٹی موٹی روٹیاں سالنوں میں گوشت، سرکہ، شہد، روغن زیتون اور کدو شریف مرغوب تھے، گوشت میں کدو پڑا ہوتا تو پیالہ میں سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے تناول فرماتے تھے، اسی طرح کھجور اور ستو بھی بکثرت تناول فرماتے تھے، انگور، انار وغیرہ پھل فروٹ بھی تناول فرمایا کرتے تھے، اسی طرح ٹھنڈا پانی، دودھ، کشمش وغیرہ استعمال فرمایا کرتے تھے جو کچھ پیتے تین سانس میں نوش فرمایا کرتے تھے۔

پسندیدہ سبزیاں

آپ ﷺ نے کھانے میں سبزیوں کو پسند فرمایا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ہے "کَانَ اَحَبُّ الطَّعَامَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْبَقْلَ" (الوفا صفحہ ۶۱۷/ سیرۃ الرسول جلددھم ۳۵۶)

رسول اللہ ﷺ کے نزدیک محبوب ترین کھانا سبزیاں اور ترکاریاں تھیں، کدّو کو آپ ﷺ نے پسند فرمایا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے کہ ایک درزی نے نبی کریم ﷺ کی دعوت دی میں آپ کے ساتھ اس کھانے میں شریک تھا، اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں جو کی روٹی پیش کی اور شوربا جس میں کدو اور خشک گوشت تھا، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "فَرَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَتَتَبَّعُ فِی الصَّحْفَةِ یَعْنِی الدُّبَّاءَ فَلَا اَزَالُ اُحِبُّهٗ" (بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۱۷/ باب المرق/ جامع الترمذی جلد دوم صفحہ ۷/ ابواب الاطعمہ/ الوفا صفحہ ۶۱۸/ سیرۃ الرسول جلد دہم صفحہ ۳۵۶)

ترجمہ:۔میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پیالہ سے کدو کے ٹکڑے تلاش فرما رہے ہیں تو اس دن سے میں کدو پسند کرنے لگا اور اس دن سے مجھے کدو ہمیشہ کے لیے پسندیدہ ہو گیا۔

منقول ہے کہ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ (شاگرد امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ) کے سامنے اس روایت کا ذکر آیا کہ حضور ﷺ کو کدو بہت زیادہ پسند تھا، اس مجلس میں ایک شخص نے کہہ دیا کہ "اَنَا مَا اُحِبُّهٗ" (میں تو اس کو پسند نہیں کرتا) یہ سن کر حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے تلوار کھینچ لی اور فرمایا "جَدِّدِ الْاِیْمَانَ وَاِلَّا لَاَقْتُلَنَّکَ" (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد دوم صفحہ ۷۷) اپنے ایمان کی تجدید کرو ورنہ میں ضرور تجھ کو قتل کر ڈالوں گا۔

ثرید سے محبت

گوشت کے شوربا میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر اور انھیں اچھی طرح گلا کر تیار کیا ہوا کھانا ثرید کہلاتا ہے، حضور نبی کریم ﷺ ثرید کو بہت پسند فرماتے تھے۔ بخاری شریف میں ہے آقائے کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَی النِّسَاءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ" (بخاری جلد اول صفحہ ۵۳۲/ کتاب فضائل الصحابہ/ سیرۃ الرسول جلد دہم صفحہ ۳۵۹)

ترجمہ:۔(حضرت) عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسے ہے جیسا کہ ثرید کی دیگر کھانوں پر

پسندیدہ شیرینی

حضور رحمت عالم ﷺ کو میٹھا بہت پسند تھا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے "کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ" (بخاری و ترمذی جلد دوم ابواب الاطعمہ صفحہ ۵/سیرۃ الرسول جلد دھم صفحہ ۳۶۱)

ترجمہ:۔رسول اللہ ﷺ میٹھا اور شہد بہت پسند فرماتے تھے۔

ٹیبل میز وغیرہ

ٹیبل میز وغیرہ کے بجائے ہمیشہ کپڑے یا چمڑے کے دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے تھے، کھانا صرف انگلیوں سے تناول فرماتے، چمچہ، کانٹا وغیرہ سے کھانا پسند نہیں فرماتے تھے البتہ کبھی کبھی اُبلے ہوئے گوشت کو چھری سے کاٹ کر بھی تناول فرماتے تھے۔(شمائل ترمذی وزاد المعاد وغیرہ کتب احادیث)

دسترخوان پر کھانا سنت ہے

جیسا کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے "عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَکَلَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی خِوَانٍ وَلَا سُکُرَّجَۃٍ وَلَا خُبِزَ لَہٗ مُرَقَّقٌ قِیْلَ لِقَتَادَۃَ عَلٰی مَا یَأْکُلُوْنَ قَالَ عَلَی السُّفَرِ" (رواہ البخاری والترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۳/شرح الشفا جلد دوم صفحہ ۱۳۰/نسیم الریاض جلد دوم صفحہ ۱۳۰)

ترجمہ:۔حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے میز پر کھانا کھایا نہ چھوٹی پیالی میں اور نہ آپ کے لیے چپاتی پکائی جاتی، حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ کس چیز پر وہ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

حضرات کھاتے تھے تو فرمایا "دسترخوان" پر۔

اس حدیث پاک سے واضح ہو گیا کہ دسترخوان کا استعمال سنت ہے۔

برتن چاٹنا

حدیث پاک میں ہے:

"اِسْتَغْفَرَتْ لَہٗ الْقَصْعَۃُ" (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۶۶/مراۃ جلد ششم صفحہ ۳۷/فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ ۱۴۳)

یعنی پیالہ اس کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

کس رنگ کا دسترخوان سنت ہے؟

سرخ رنگ کا دسترخوان سنت ہے جیسا کہ شرح سفر السعادۃ صفحہ ۴۲۶/پر ہے کہ "بر سماط احمر خوردن سنت است از آنکہ سماط آنحضرت ﷺ سرخ بودے چنانکہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرمودہ اند کہ سفرۂ آنحضرت ﷺ سرخ بودے" (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۵۵۱)

یعنی سرخ رنگ کے دسترخوان پر کھانا سنت ہے اس لیے کہ آں حضرت ﷺ کا دسترخوان سرخ رنگ کا ہوتا جیسا کہ شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "شرح سفر السعادۃ صفحہ ۴۲۶ میں تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا دسترخوان سرخ رنگ کا ہوتا۔

اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی سرخ رنگ کا دسترخوان آسمان سے نازل ہوا جیسا کہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر جلد ثالث صفحہ ۴۸۵/میں تحریر فرماتے ہیں "رُوِیَ اَنَّ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا اَرَادَ الدُّعَاءَ لَبِسَ صُوْفًا ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَۃً اَلَخ فَنَزَلَتْ سُفْرَۃٌ حَمْرَاءُ"

ترجمہ:۔روایت کی گئی ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے جب دعا کا ارادہ کیا تو اونی

لباس زیب تن فرمایا (یعنی پہنا) پھر عرض کیا اے اللہ! ہم پر آسمان سے دسترخوان نازل فرما تو سرخ رنگ کا دسترخوان اترا اور تفسیر خازن ومعالم التنزیل میں ہے "قَالَ سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ لَمَّا سَأَلَ الْحَوَارِیُّوْنَ مَائِدَۃً لَبِسَ عِیْسٰی صُوْفًا وَبَکٰی وَقَالَ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَۃً مِّنَ السَّمَاءِ" (پارہ ۷/سورۂ مائدہ ع ۱۴/آیت ۱۱۴) فَنَزَلَتْ سُفْرَۃٌ حَمْرَاءُ"

یعنی سلمان فاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے دسترخوان کا سوال کیا تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اونی لباس پہن کر گریہ وزاری کی اور عرض کیا کہ اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے دسترخوان نازل فرما تو سرخ دسترخوان اترا

مدنی تاجدار کے لیل ونہار

احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کے مطالعہ سے تاجدار انبیاء ﷺ کے لیل ونہار (رات ودن) کے اوقات تین حصوں میں قلب وروح نواز ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں (۱) ایک عبادت وریاضت کے لیے (۲) دوسرے خلق خدا پر لطف وعنایت کے لیے (۳) تیسری اپنی ذات واہل خانہ کے لیے۔ (ابوداؤد جلد دوم صفحہ ۳۱۸/مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ ۴۰۶)

سونے کا پیارا طریقہ

حضور رحمت عالم ﷺ نماز عشاء کے بعد عام طور پر آرام فرماتے، پہلے بستر صاف فرماتے اور سونے سے پہلے قرآن پاک کی بعض سورتوں کی تلاوت فرماتے اور مزید کچھ اور دعاؤں کا بھی ورد فرماتے پھر داہنی کروٹ پر لیٹ کر دائیں ہاتھ کو دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور اپنے معبود حقیقی کی بارگاہ میں عرض کرتے "اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَ اَحْیٰ"
ترجمہ: اے اللہ! تیرے ہی نام پاک کی مدد سے سوؤں گا اور تیری ہی مدد سے بیدار ہوں گا۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

تعلیم نبوی

نبی کریم ﷺ کے اس پیارے عمل میں یہ تعلیم ہے کہ بندہ ہر موقعہ پر اپنے معبود حقیقی جل شانہٗ کی طرف متوجہ رہے اور اپنے ہر کام وفعل کو رب کریم کے زیر قدرت اعتقاد کرے۔ جیسا کہ رب کریم نے سورۂ ال عمران میں بیان فرمایا ہے "اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ قِیَامًا وَّقُعُوْداً وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" (پارہ ۴ سورۂ اٰل عمران ع ۲۰/آیت ۱۹۱)

ترجمہ:۔ جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے (یعنی تمام احوال میں)
مسلم شریف میں مروی ہے کہ رحمت عالم ﷺ تمام احیان میں اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔

بندہ کا کوئی حال یاد الٰہی سے خالی نہ ہونا چاہیے، حدیث شریف میں ہے جو بہشتی باغوں کی خوشہ چینی پسند کرے اسے چاہیے کہ ذکر الٰہی کی کثرت کرے) اور آسمانوں وزمین کی پیدائش میں غور کرتے رہیں (اور اس سے ان کے صانع کی قدرت وحکمت پر استدلال کرتے رہیں یہ کہتے ہوئے "رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ" (پارہ ۴/آیت ۱۹۱)

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب! تونے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ (آمین)

ستاروں کے برابر نیکیاں

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جس نے ستاروں کو دیکھا اور ان کے عجائبات اور اللہ تعالیٰ کی قدرت میں تفکر کر کے مندرجہ ذیل آیت کریمہ پڑھی تو اس کے نامۂ اعمال میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی "رَبَّنَا مَاخَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ" (پارہ ۴/آیت ۱۹۱)

ترجمہ:۔ اے ہمارے پروردگار! تونے اس کو بیکار نہ بنایا (بلکہ اپنی معرفت کی دلیل بنایا) پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

بیداری کا پیارا طریقہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ بیدار ہونے پر یہ پیارے کلمات اپنی زبان مبارک سے ادا فرماتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَااَمَاتَنَاوَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ"

ترجمہ:۔ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے موت (خواب) کے بعد ہمیں حیات (بیداری) عطا فرمائی اور روز قیامت اعمال کی جزا کے واسطے اسی کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لیے مردوں کو زندہ کر کے قبروں سے نکالا جائے گا۔

خیر امت امام الانبیا کے دامن کرم میں

حضور رحمت عالم ﷺ نے مذکورہ بالا کلمات شکر صیغہ جمع کے ساتھ "احیانا" اور "اماتنا" فرما کر ثواب میں اپنے ساتھ اپنی امت کو بھی شامل فرمالیا، ہمیں اس عمل نبوی ﷺ سے یہ تعلیم حاصل ہوئی کہ بندۂ مومن کا اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے کہ اپنے دینی بھائیوں کی ہمدردی اور خیر خواہی میں پیش پیش رہے ان کو ہر ممکن طریقے سے نفع پہونچانے میں لگا رہے حتی کہ کلمات حمد و شکر میں بھی ان کو شامل رکھے۔

چنانچہ رب کریم نے محسن انسانیت ﷺ کی امت کے ساتھ ہمدردی و بھلائی نیز خیر خواہی و مہربانی جیسے اوصاف حمیدہ کو بایں انداز بیان فرمایا "لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ" (پارہ ۱۱ سورۂ توبہ ع ۱۲ آیت ۱۲۸)

ترجمہ:۔ بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ امام النبیین میں یوں عرض کرتے ہیں ؎

مومن ہوں مومنوں پہ رؤف رحیم ہو سائل ہوں سائلوں کو خوشی لانہر کی ہے

خلاصہ:۔ پہلے مصرعہ میں آیت " بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ" کی طرف تلمیح تھی اور یہاں "وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ" (پارہ ۳۰ سورۂ والضحیٰ ع ۱/ ۲. آیت ۱/ ۲. ترجمہ: اور منگتا کو نہ جھڑکو) کی طرف اشارہ ہے یعنی سائل کو نہ جھڑک۔

"لَا نَهَرَ" کے یہ معنیٰ کہ جھڑکنا نہیں، ہر کلمہ ثلاثی حلقی العین مثل شعر و نہر و بحر وزہر تسکین و تحریک عین دونوں مطرد ہیں۔

رب کریم جل جلالہ نے امت کے غمگسار و نرم دل محبوب ﷺ کے مہربانی و ہمدردی کے پُر بہار جلوؤں کو دکھاتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا "فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَا انْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ" (پارہ ۴ سورۂ ال عمران ع ۱۷/ آیت ۱۵۹)

ترجمہ:۔ تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تندمزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے (ہٹ جاتے)

امام النبیین کا اخلاق عظیمہ

رحمت عالم ﷺ کو اخلاق کی بلندیوں پر فائز فرمانے والے رب ذوالجلال نے خود آپ کے اخلاق عظیمہ و اطوار حسنہ کا یوں تذکرہ فرمایا "وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ" (پارہ ۲۹ سورۂ قلم ع ۱/ آیت ۴)

ترجمہ:۔ بیشک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا "کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن" یعنی آپ کا خلق قرآن تھا، بلکہ حضور رحمت عالم ﷺ کی پہلی بیوی

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا ''اِنِّیْ قَدْ رَغِبْتُ فِیْکَ لِحُسْنِ خُلُقِکَ وَصِدْقِ حَدِیْثِکَ''(سیرت ابن ہشام جلداول صفحہ ۱۲۰ / زرقانی علی المواہب جلداول صفحہ ۲۳۳) یعنی یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ کے عمدہ اخلاق اور سچائی کی وجہ سے آپ کو پسند کیا۔

اندازکلام

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور رحمت عالم ﷺ بہت تیزی کے ساتھ جلدی جلدی گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ نہایت ہی متانت وسنجیدگی سے ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تھے اور کلام اتنا صاف اور واضح ہوتا تھا کہ سننے والے اس کو سمجھ کر یاد کر لیتے تھے ،اگر کوئی بات اہم ہوتی تو اس جملہ کو کبھی کبھی تین تین بار فرمادیتے تاکہ سامعین اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں،آپ کو جوامع الکلم کا معجزہ عطا کیا گیا تھا کہ مختصر سے جملہ میں لمبی چوڑی بات کو بیان فرمادیا کرتے تھے ،حضرت ہند بن ابوہالہ کا بیان ہے کہ آپ بلاضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ اکثر خاموش ہی رہتے ۔امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں ؎

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

حسن معاشرت

حضور رحمت عالم ﷺ اپنی ازواج مطہرات ،اپنے احباب،اپنے رشتہ داروں اور اپنے پڑوسیوں ہر ایک کے ساتھ اتنی خوش اخلاقی اور ملنساری کا برتاؤ فرماتے تھے کہ ان میں سے ہر ایک آپ کے اخلاق حسنہ اور اطوار حمیدہ کا گرویدہ اور مداح تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور رحمت عالم ﷺ سے زیادہ کوئی خوش اخلاق نہیں تھا،آپ کے اصحاب یا آپ کے گھر والوں میں سے جو کوئی بھی آپ کو پکارتا تو

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

آپ ''لبیک''(حاضر جناب) کہہ کر جواب دیتے۔

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں جب سے مسلمان ہوا کبھی بھی حضور رحمت عالم ﷺ نے مجھے پاس آنے سے نہیں روکا اور جس وقت بھی مجھے دیکھتے تو مسکرا دیتے اور آپ اپنے اصحاب سے خوش طبعی بھی فرماتے اور سب کے ساتھ مل جل کر رہتے اور ہر ایک سے گفتگو فرماتے اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بچوں سے بھی خوش طبعی فرماتے اور ان بچوں کو اپنی مقدس گود میں بیٹھا لیا کرتے اور آزاد،لونڈی،غلام اور مسکین سب کی دعوتیں قبول فرماتے اور مدینہ منورہ کے انتہائی حصہ میں رہنے والے مریضوں کی بیمار پُرسی کے لیے تشریف لے جاتے اور عذر پیش کرنے والوں کے عذر کو قبول فرماتے۔(شفا شریف جلداول صفحہ۷۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ''وَمَاانْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِنَفْسِہٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَھَکَ حُرْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی''(بخاری شریف جلداول صفحہ ۵۰۱ شفا شریف جلداول صفحہ ۶۱)

ترجمہ:۔رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہیں لیا،ہاں البتہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کا اگر کوئی مرتکب ہوتا تو ضرور اس سے مواخذہ فرماتے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے گھریلو کام خود اپنے دست مبارک سے کرلیا کرتے تھے،اپنے خادموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے اور گھر کے کاموں میں آپ اپنے خادموں کی مدد فرمایا کرتے تھے۔(شفاء جلداول صفحہ۷۷)

حضور نبی رحمت ﷺ اپنے اصحاب کو ان کی کنیتوں اور اچھے ناموں سے پکارتے ،کبھی کسی بات کرنے والے کی بات کو نہیں کاٹتے تھے،ہر شخص سے خوش روئی کے ساتھ مسکرا کر ملاقات فرماتے ،مدینہ منورہ کے خدام اور نوکر چاکر برتنوں میں صبح کو پانی لے کر آتے تاکہ رحمت عالم ﷺ ان کے برتنوں میں دست مبارک ڈبو دیں اور پانی متبرک ہوجائے تو سخت جاڑے کے موسم میں بھی صبح کو رحمت عالم ﷺ ہر ایک کے برتن میں اپنا مقدس ہاتھ ڈال دیا کرتے تھے اور جاڑے کی سردی کے باوجود کسی کو محروم نہیں فرماتے تھے۔(شفا شریف جلداول صفحہ۷۲)

حضرت عمرو بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کہا کہ ایک بار حضور رحمت عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، آپ کے رضاعی باپ یعنی حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر تشریف لائے تو آپ نے اپنے کپڑے کا ایک حصہ ان کے لیے بچھا دیا اور وہ اس پر بیٹھ گیے، پھر آپ کی رضاعی ماں تشریف لائیں تو آپ نے اپنے کپڑے کا باقی حصہ ان کے لیے بچھا دیا پھر آپ کے رضاعی بھائی آئے تو آپ نے ان کو اپنے سامنے بٹھالیا۔ حضور رحمت عالم ﷺ حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ہمیشہ کپڑا وغیرہ بھیجتے رہتے تھے، یہ ابولہب کی لونڈی تھیں، چند دنوں تک رحمت عالم ﷺ کو انھوں نے بھی دودھ پلایا تھا۔ (شفاء جلد اول صفحہ ۱۷۵)

آپ روزانہ اپنی ازواج مطہرات سے ملاقات فرماتے اور اپنی صاحبزادیوں کے گھروں پر بھی رونق افروز ہو کر ان کی خبر گیری فرماتے اور اپنے نواسوں اور نواسیوں کو بھی اپنے پیار و شفقت سے نوازتے اور سب کی دل جوئی و دلداری فرماتے اور بچوں سے بھی گفتگو فرما کر ان کی بات چیت سے اپنا دل خوش کرتے اور ان کا دل بھی بہلاتے، اپنے پڑوسیوں کی بھی خبر گیری اور ان کے ساتھ انتہائی کریمانہ اور مشفقانہ برتاؤ کرتے۔

الغرض آپ اپنے طرز عمل اور اپنی سیرت مقدسہ سے ایسے اسلامی معاشرہ کی تکمیل فرمائی کہ اگر آج دنیا آپ کی سیرت مبارکہ پر عمل کرنے لگے تو تمام دنیا میں امن وسکون اور محبت و رحمت کا دریا بہنے لگے اور سارے عالم سے جدال و قتال اور نفاق و شقاق سب کے سب ختم ہو جائیں اور عالم کائنات امن و راحت اور پیار و محبت کی بہشت بن جائے۔ اسی لیے ایک رمز شناس امتی پکار اٹھتا ہے ؎

اے تصور پھر دکھا دے وہ صبح و شام تو   دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

امام الانبیاء ﷺ کی مقدس بیبیاں آئینۂ قرآن میں

اہل اسلام کی مادران شفیق   بانوان طہارت پہ لاکھوں سلام

حضور رحمت عالم کی مقدس بیبیوں کی عظمت شان رب کریم نے قرآن پاک میں متعدد جگہ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

بیان فرمایا ہے: "وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ" (پارہ ۲۱ سورۂ احزاب ع ۱/ آیت ۶)

ترجمہ:۔ اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

اس ارشاد پاک سے معلوم ہوا کہ ازواج نبوت، تعظیم و حرمت میں اور نکاح کے ہمیشہ کے لیے حرام ہونے میں اور اس کے علاوہ دوسرے احکام میں مثل وراثت اور پردہ وغیرہ کے ان کا وہی حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا اور ان کی بیٹیوں کو مومنین کی بہنیں اور ان کے بھائیوں اور بہنوں کو مومنین کا ماموں، خالہ نہ کہا جائے گا۔

اسی سورۂ احزاب میں ارشاد ہوا "یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ" (پارہ ۲۲ سورۂ احزاب ع۴ آیت ۳۲)

ترجمہ:۔ اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ (یعنی تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اور تمہارا اجر سب سے بڑھ کر جہان کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر نہیں۔

اور ارشاد ہوا "وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" (پارہ ۲۲ سورۂ احزاب ع۴ آیت ۳۳)

ترجمہ:۔ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم کرو و زکوٰۃ دو اور اللہ کے رسول کا حکم مانو۔ (اگلی جاہلیت سے مراد قبل اسلام کا زمانہ ہے اس زمانہ میں عورتیں اتراتی نکلتی تھیں اپنی زیب و زینت و محاسن کا اظہار کرتی تھیں کہ غیر مرد دیکھیں، لباس ایسے پہنتی تھیں جن سے جسم کے اعضا اچھی طرح نہ ڈھکیں اور پچھلی جاہلیت سے اخیر زمانہ مراد ہے جس میں لوگوں کے افعال پہلوں کے مثل ہو جائیں گے۔ (کنز الایمان)

اور متصلاً ارشاد ہوا "اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا" (پارہ ۲۲ سورۂ احزاب ع۴ آیت ۳۳)

ترجمہ:۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ناپاکی دور فرمادے اور تمھیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

اور اس ارشاد پاک سے بھی اہل بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اہل بیت میں حضور نبی

کریم ﷺ کی ازواج مطہرات اور حضرت خاتون جنت فاطمہ زہراء، حضرت علی مرتضٰی اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب داخل ہیں۔

اورارشاد ہوا"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ" (پارہ ۲۲ سورۂ احزاب ع۴ آیت ۳۲)

ترجمہ:۔اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ۔

اس ارشاد پاک سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر پردہ لازم ہے اور غیر مردوں کو کسی گھر میں بے اجازت داخل ہونا جائز نہیں، آیت کریمہ اگرچہ خاص ازواج رسول ﷺ کے حق میں وارد ہے لیکن اس کا حکم تمام مسلمان عورتوں کے لیے عام ہے۔

اورارشاد ہوا"وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ" (پارہ ۲۲ سورۂ احزاب ع۷ آیت ۵۳)

ترجمہ:۔اور جب تم ان سے (یعنی ازواج مطہرات سے) برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔

نکاح حرام ہے

جیسا کہ ارشاد ہوا"وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ لَا تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمًا" (پارہ۲۲ سورۂ احزاب ع۷ آیت۵۳)

ترجمہ مع تفسیر:۔اور تمھیں نہیں پہونچتا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو (کیوں کہ جس عورت سے رسول اللہ ﷺ نے عقد فرمایا وہ حضور ﷺ کے سوا ہر شخص کے لیے حرام ہوگئی، اسی طرح وہ کنیزیں جو باریاب خدمت ہوئیں اور قربت سے سرفراز فرمائی گئیں وہ بھی اسی طرح سب کے لیے حرام ہیں) بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے (اس میں اعلام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بہت بڑی عظمت عطا فرمائی اور آپ کی حرمت ہر حال میں واجب کی)

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

تعداد ازواج مطہرات

امہات المومنین کی تعداد سے متعلق مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ گیارہ تھیں، ان میں سے حضرت خدیجہ اور زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے ہی انتقال ہوگیا تھا، نو بیویاں حضور نبی کریم ﷺ کی وفات اقدس کے وقت موجود تھیں۔ جن کے اسمائے مبارکہ یوں ہیں:

(۱) خدیجہ بنت خویلد (۲) عائشہ بنت ابوبکر صدیق (۳) حفصہ بنت عمر فاروق (۴) ام حبیبہ بنت ابوسفیان (۵) ام سلمہ بنت ابوامیہ (۶) سودہ بنت زمعہ (۷) زینب بنت جحش (۸) میمونہ بنت حارث (۹) زینب بنت خزیمہ ام المساکین (۱۰) جویریہ بنت حارث (۱۱) صفیہ بنت حی بن اخطب یہ عربی النسل نہیں تھیں۔

چار سے زائد کیوں؟

مؤمنین کے لیے بیک وقت چار بیویاں رکھنا جائز ہے اور امام الانبیاء ﷺ کے لیے چار سے زائد کیوں؟ رب کریم جل جلالہٗ نے اس وسوسے کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا"مَا کَانَ عَلَی النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰہُ لَهٗ سُنَّةَ اللّٰہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَ کَانَ اَمْرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا" (پارہ ۲۲ سورۂ احزاب ع۵ آیت ۳۸)

ترجمہ:۔نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لیے مقرر فرمائی، اللہ کا دستور چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے اور اللہ کا کام مقرر تقدیر ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے جوان کے لیے مباح کیا اور باب نکاح میں جو وسعت انھیں عطا فرمائی اس پر اقدام کرنے میں کچھ حرج نہیں جیسا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو باب نکاح میں وسعتیں دی گئیں کہ دوسرے سے زیادہ عورتیں ان کے لیے حلال فرمائیں، حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیبیاں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیبیاں تھیں، یہ ان کے لیے خاص احکام ہیں ان

کے سوا دوسروں کو روا نہیں نہ کوئی اس پر معترض ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جس کے لیے جو حکم فرمائے اس پر کسی کو اعتراض کی کیا مجال؟ اس میں یہود کا رد ہے جنھوں نے حضور سید عالم ﷺ پر چار سے زیادہ نکاح کرنے پر طعن کیا تھا، اس میں انھیں بتایا گیا کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کے لیے خاص ہے جیسا کہ پہلے انبیاء کے لیے تعداد ازواج میں خاص احکام تھے۔

نوٹ:۔ چوں کہ کتاب ہٰذا کی ضخامت بڑھ گئی ہے اس لیے حضور سید عالم ﷺ کی مقدس ازواج مطہرات کے پاکیزہ حالات انشاء اللہ العزیز الگ کتاب میں پیش کیا جائے گا۔

مقدس باندیاں

(۱) حضرت ماریہ قبطیہ (۲) حضرت ریحانہ (۳) حضرت نفیسہ (۴) جن کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

اولاد کرام

مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی رحمت ﷺ کی اولاد کرام کی تعداد سات ہے، عاشق رسول سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں ؂

اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے ان سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام

(۱) حضرت سیدنا قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف سترہ دن باحیات رہے۔

(۲) حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۷/ یا ۱۸/ ماہ کی عمر شریف میں وصال ہوا۔

(۳) حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن ہی میں وصال فرماگیے۔

(۴) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۸ھ میں وصال فرمایا۔

(۵) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۲ھ میں وفات پاگئیں۔

(۶) حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۹ھ میں وفات پائیں۔

(۷) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۱ھ میں وصال فرمائیں۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

اولاد امجاد

نمبر شمار	نام زوجہ و باندی	نام اولاد	کیفیت
۱	حضرت خدیجۃ الکبریٰ	حضرت قاسم	بچپن میں انتقال کرگیے
۲	//	حضرت زینب	قبل بعثت پیدا ہوئیں ۸ھ میں وصال ہوا
۳	//	حضرت رقیہ	۲ھ میں انتقال ہوا
۴	//	حضرت عبد اللہ	بچپن میں انتقال کرگیے
۵	//	حضرت ام کلثوم	۹ھ میں وفات پائیں
۶		حضرت فاطمہ	۱۱ھ میں وفات پائیں
۷	حضرت ماریہ قبطیہ	حضرت ابراہیم	بچپن میں انتقال کرگیے

ازواج مطہرات

نمبر شمار	اسمائے ازواج مطہرات	سن نکاح	عمر حضور بوقت نکاح	عمر زوجہ بوقت نکاح	حضور کی خدمت میں رہنے کی مدت	کل عمر زوجہ	سن وفات	مقبرہ	کیفیت
۱	حضرت خدیجہ	۲۵/میلادالنبی	۲۵/سال	۴۰/سال	۲۵/سال	۶۵/سال	رمضان ۱۰ھ نبوت	مکہ	دوشادیاں پہلے ہوچکی تھیں
۲	حضرت سودہ	نبوت ۱۰ھ	۵۰/سال	۵۰/سال	۱۴/سال	۷۳/سال	۱۹ھ	مدینہ	بیوہ تھیں
۳	حضرت عائشہ	نبوت ۱۱ھ	۵۴/سال	۹/سال	۹/سال	۶۳/سال	۲۷/رمضان ۵۷ھ	//	حضور کو سب سے محبوب تھیں
۴	حضرت حفصہ	شعبان ۳ھ	۵۵/سال	۲۲/سال	۸/سال	۵۹/سال	جمادی الاولیٰ ۴۱ھ	//	بیوہ تھیں
۵	حضرت زینب بنت خزیمہ	۳ھ	۵۵/سال	۳۰/سال	۳/ماہ	۳۰/سال	۳ھ	//	
۶	حضرت ام سلمہ	۴ھ	۵۶/سال	۲۶/سال	۷/سال	۸۰/سال	۶۰ھ	//	بیوہ تھیں
۷	حضرت زینب بنت جحش	۵ھ	۵۷/سال	۲۶/سال	۶/سال	۵۱/سال	۲۰ھ	//	مطلقہ تھیں
۸	حضرت جویریہ	شعبان ۵ھ	۵۷/سال	۲۰/سال	۶/سال	۷۱/سال	ربیع الاول ۵۶ھ	//	
۹	حضرت ام حبیبہ	۶ھ	۵۷/سال	۲۶/سال	۶/سال	۷۲/سال	۴۴ھ	//	یہ ابوسفیان کی بیٹی تھیں
۱۰	حضرت صفیہ	جمادی الآخر ۷ھ	۵۹/سال	۱۷/سال	پونے چار سال	۵۰/سال	رمضان ۵۰ھ	//	
۱۱	حضرت میمونہ	ذی قعدہ ۷ھ	۵۹/سال	۳۶/سال	سوا۳/سال	۸۰/سال	۵۱ھ	سرف	

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

آپ کے مقدس خلفا

(۱) خلیفۂ اول:۔امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ،آپ کا اسم مبارک عبداللہ،کنیت ابوبکر اور لقب صدیق وعتیق ہے،آپ قریشی ہیں،ساتویں پشت میں آپ کا شجرۂ نسب حضور ﷺ کے خاندانی شجرہ سے مل جاتا ہے،آپ عام الفیل کے ڈھائی برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے،آپ اس قدر جامع الکمالات اور مجمع الفضائل ہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے تمام اگلے اور پچھلے انسانوں میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں،آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور سفر وطن کے تمام مشاہد اور اسلامی جہادوں میں مجاہدانہ کارناموں کے ساتھ شامل ہوئے اور صلح وجنگ وغیرہ کے تمام فیصلوں میں آپ تاجدار انبیا ﷺ کے وزیر ومشیر بن کر مراحل نبوت کے ہر ہر موڑ پر آپ کے رفیق وجانثار رہے،آپ کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں

مدت خلافت

دوبرس تین ماہ گیارہ دن مسند خلافت پر رونق افروز رہ کر ۲۲/جمادی الاخریٰ ۱۳ھ منگل کی شب میں آپ نے وفات پائی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی اور روضۂ منورہ میں حضور رحمت عالم ﷺ کے پہلو مبارک میں دفن ہوئے۔(تاریخ الخلفا)

خلیفۂ دوم

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ،آپ کی کنیت ابوحفص اور لقب فاروق اعظم ہے۔

آپ اشراف قریش میں اپنی ذاتی وخاندانی وجاہت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہیں،آٹھویں پشت میں آپ کا خاندانی شجرہ نبی کریم ﷺ کے شجرۂ نسب سے ملتا ہے،آپ واقعہ فیل کے تیرہ

برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اعلان نبوت کے چھٹے سال ستائیس برس کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے، ایک روایت کے مطابق آپ سے پہلے کل انتالیس آدمی اسلام قبول کر چکے تھے، آپ کے مسلمان ہو جانے سے مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی اور ان کو ایک بہت بڑا سہارا مل گیا یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ خانۂ کعبہ میں اعلانیہ نماز ادا فرمائی، آپ تمام اسلامی جنگوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے اور پیغمبر اسلام ﷺ کی تمام اسلامی تحریکات اور صلح و جنگ وغیرہ کی تمام منصوبہ بندیوں میں نبی رحمت ﷺ کے وزیر و مشیر کی حیثیت سے وفادار اور رفیق کار رہے۔ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعد آپ کو خلیفہ منتخب فرمایا، آپ کی کل چھ اولادیں ہوئیں جن میں صرف ایک لڑکی باقی تمام لڑکے تھے۔

مدت خلافت

آپ دس برس چھ ماہ چار دن تخت خلافت پر رونق افروز رہے، ۲۸/ذی الحجہ ۲۳ھ چہارشنبہ کے دن نماز فجر میں ابولولؤ فیروز مجوسی کافر نے آپ کے شکم مبارک میں خنجر مارا، آپ زخم کھا کر گر پڑے اور تیسرے دن شرف شہادت سے سرفراز ہوئے، بوقت وفات آپ کی عمر شریف ۶۳/سال تھی، حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور روضۂ محبوب کے اندر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلوئے مبارک میں مدفون ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (تاریخ الخلفاء)

خلیفۂ سوم

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوعمرو اور لقب ذوالنورین ہے، آپ قریشی ہیں اور آپ کا خاندانی شجرہ عبدمناف پر رسول اللہ ﷺ کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے، آپ نے آغاز اسلام ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور آپ کو آپ کے چچا اور دوسرے خاندانی کافروں نے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے بہت زیادہ ستایا، آپ نے پہلے حبشہ کی طرف

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ہجرت فرمائی پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، اس لیے آپ کا لقب ''صاحب الہجرتین'' (دو ہجرتوں والے) ہے۔

ذوالنورین کی وجہ تسمیہ

چوں کہ حضور رحمت عالم ﷺ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں اس لیے آپ کا لقب ذوالنورین ہوا، جنگ بدر کے موقع پر آپ کی زوجہ محترمہ کے سخت علیل ہو جانے کی وجہ سے حضور رحمت عالم ﷺ نے آپ کو جنگ بدر میں جانے سے منع فرما دیا لیکن مجاہدین بدر میں شمار فرمایا اور مال غنیمت میں مجاہدین کے برابر حصہ دیا اور اجر و ثواب کی بھی بشارت دی، سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ خلیفہ منتخب ہوئے۔

مدت خلافت

آپ بارہ برس تک تخت خلافت کو سرفراز فرماتے رہے، آپ کے دور خلافت میں بہت سے ممالک مفتوح ہو کر خلافت راشدہ کے زیر نگیں ہوئے، ۸۲/برس کی عمر میں مصر کے باغیوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور ۱۸/ذی الحجہ ۳۵ھ جمعہ مبارکہ کے دن ان باغیوں میں سے ایک بدنصیب نے رات کے وقت تلاوت قرآن مجید کرنے کی حالت میں آپ کو شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

آپ کے خون کے چند قطرات قرآن مجید کی اس آیت ''فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ'' پر پڑے، آپ کے جنازے کی نماز حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوام نے پڑھائی اور جنت البقیع مدینہ منورہ میں مدفون ہوئے۔ (تاریخ الخلفا)

خلیفۂ چہارم

امیر المومنین حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، آپ کا اسم گرامی علی اور کنیت ابوالحسن، ابوتراب اور لقب مرتضٰی و اسد اللہ اور حیدر کرار ہے، آپ حضور نبی کریم ﷺ کے

چچے زاد بھائی ہیں،آپ کی ولادت باسعادت بروز جمعہ مبارکہ واقعہ فیل سے تیس سال بعدخانۂ کعبہ کی چہار دیواری کے اندر ہوئی،صرف پانچ سال اپنے والد کے زیرسایہ پرورش پانے کے بعدحضوررحمت عالم ﷺ نے آپ کواپنی آغوش رحمت میں جگہ دی اوراپنے سایۂ کرم میں رکھ کرخود ان کی تربیت فرمانے لگے یہاں تک کہ ان کی عمرشریف دس سال کی ہوگئی،چھوٹی عمر والوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول فرمایا۔امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شہادت کے دوسرے دن ہی آپ کے دست حق پرست پرتمام صحابۂ کرام جواس وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے بیعت کی۔آپ کی پہلی بیوی حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ تھیں،جب تک حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ رہیں آپ نے کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا،حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تین صاحبزادے حضرت امام حسن،حضرت امام حسین اورحضرت امام محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم اورتین صاحبزادیاں ام کلثوم کبریٰ،زینب اوررقیہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہن ،حضرت محسن اورحضرت رقیہ کا انتقال ایام طفولیت میں ہوگیا اورحضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمرفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے نکاح میں آئیں۔

واقعۂ شہادت

آپ گھر سے لوگوں کونماز کے لیے آواز دیتے ہوئے مسجد کو چلے،آپ مسجد میں داخل ہوئے،بدبخت ابن ملجم ستون کے پیچھے چھپاہوا کھڑا تھا،اچانک آپ پرحملہ کرکے زخمی کردیا،آپ اسی زخم کی حالت میں جمعہ اورسنیچر کے دن زندہ رہےاورشب یکشنبہ کووفات پاگیے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

آپ کاوصال ۲۱؍رمضان المبارک ۴۰ھ مطابق ۴؍فروری ۶۶۱ء ۶۳؍سال کی عمرشریف میں شب یکشنبہ ہوا،حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی،قول مشہور کے مطابق آپ نجف اشرف میں مدفون ہوئے۔

www.ataunnabi.blogspot.com
www.izharunnabi.wordpress.com

مدت خلافت

چارسال آٹھ ماہ نودن خلافت کی ذمہ داری سنبھالا۔

نوٹ:۔انشاءاللہ تعالیٰ راقم الحروف ''سلسلۃ الصالحین'' میں آپ کے تفصیلی حالات قلم بند کرے گا۔

چچاؤں کی تعداد

(۱)حارث(۲)ابوطالب(۳)زبیر(۴)حضرت حمزہ(۵)حضرت عباس (۶) ابولہب (۷) غیداق (۸) مقوم(۹)ضرار(۱۰)قثم(۱۱)عبدالکعبہ(۱۲) جمل۔جس میں صرف حضرت حمزہ وحضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسلام قبول کیا۔

خصوصی مؤذنین

(۱)حضرت بلال بن رباح(۲) حضرت عبداللہ بن ام مکتوم(۳) حضرت سعد بن عائذ (۴)حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

دربارنبوت کے شعرا

(۱)حضرت کعب بن مالک انصاری سلمی(۲) حضرت عبداللہ بن رواحہ(۳) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کاتبین وحی

(۱)حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ(۲) حضرت عمرفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۳)حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ(۴)حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ(۵)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۶) حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۷) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۸) حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۹) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۱۰) حضرت حنظلہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۱۱) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۱۲) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۱۳) حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

خدام

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۲) حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۳) حضرت ایمن بن ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۴) حضرت عباس بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۵) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۶) حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۷) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۸) حضرت مہاجر مولیٰ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۹) حضرت حنین مولیٰ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۱۰) حضرت نعیم بن ربیعہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۱۱) حضرت ابوالحمراء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۱۲) حضرت ابوالسمع رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ۔

دعا ہے کہ رب کریم ہم سب کو امام الانبیاء ﷺ و جانثاران امام الانبیاء کے غلاموں کے زمرہ میں رکھے اور دنیا، قبر و حشر اور ہر جگہ ان پیاروں کے قدموں میں رکھے۔

نزع میں گور میں میزاں پہ سر پل پہ کہیں نہ چھوٹے ہاتھ سے دامان معلیٰ تیرا

اٰمِیْن بِحُرْمَةِ اِمَامِ النَّبِیّٖنَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَوٰتُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَسَلَامُهٗ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ وَابْنِهِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِی مُحیِّ الدِّیْنِ وَاَوْلِیَاءِ مِلَّتِهٖ وَشُهَدَاءِ مُحَبَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِهٖ وَصُلَحَاءِ مِلَّتِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

جاروب کش کاشانۂ مصطفیٰ

محمد حبیب الرحمٰن رضوی

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ نظامیہ

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

اگیا پوسٹ چھاتاضلع سنت کبیرنگر (یوپی)

خادم التدریس

دارالعلوم اہلسنت تدریس الاسلام بسڈیلہ پوسٹ چائیکلاں

ضلع سنت کبیر نگر (یوپی)

سربراہ اعلیٰ

جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین لہرولی بازار محلہ نظام آباد پوسٹ ہٹواضلع سنت کبیر نگر (یوپی)

۲۰/ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۶/نومبر ۲۰۱۲ء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

☆☆☆

☆☆

☆

مصنف کا مختصر تعارف

☆ازقلم:۔مولانا محمد طاہر القادری مصباحی☆

مخدوم ابن مخدوم، حبیب العلما، محبوب المشائخ، حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ مدظلہ النورانی، سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ نظامیہ، اگیا شریف وسربراہ اعلیٰ جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین لہرولی بازار ضلع سنت کبیر نگر کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، آج آپ علم وفضل، تقویٰ و پرہیزگاری اور حضور خطیب البراہین کی نسبت کی بنیاد پر علما و مشائخ کے محبوب نظر اور مرجع خلائق بنے ہوئے ہیں، حال ہی میں بریلی شریف، مسولی شریف، کالپی شریف اور پیلی بھیت کے مشائخ کرام نے آپ کو اجازت وخلافت سے نوزا، ایسا کیوں نہ ہو کیوں کہ اس مبارک سلسلے کا آغاز خود تاج الاصفیا، محی السنہ، حضور خطیب البراہین، حضرت علامہ الحاج الشاہ صوفی مفتی محمد نظام الدین رضوی برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان نے بارگاہ سید المرسلین ﷺ میں بیٹھ کر گنبد خضرا کے چھاؤں میں سلسلہ برکاتیہ ورضویہ کی اجازت وخلافت عطا فرما کر کیا تھا اور آج ہر طرف سے مشائخ کرام آپ کو نوازرہے ہیں "**ذالک فضل اللہ یعطی من یشاء**۔سچ ہے ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مولد ومنشا:۔آپ کی ولادت محرالحرام ۱۳۶۱ھ مطابق اکتوبر ۱۹۴۹ء میں تاج الاصفیا حضور خطیب البراہین حضرت علامہ الحاج الشاہ صوفی مفتی محمد نظام الدین نوراللہ مرقدہ کے گھر مقام اگیا پوسٹ چھاتا ضلع سنت کبیر نگر میں ہوئی، آپ نے جب آنکھ کھولی اور شعور کی منزل میں قدم رکھا، تو گھر کا ماحول خالص اسلامی تھا، پابند شرع والدین کی تربیت نے آپ کو اس طرح نکھارا کہ بچپن ہی سے آپ صوم وصلاۃ کے پابند ہوگیے، حضور خطیب البراہین نوراللہ مرقدہ کی توجہ آپ کی تربیت کی جانب کس قدر تھی مندرجہ ذیل واقعے کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں، آپ خود بیان فرماتے ہیں:

ایک شب کی بات ہے، برسات کا موسم تھا، رات تاریک تھی، بارش ہورہی تھی، مسجد کا راستہ کیچڑ آلود تھا، عشا کی اذان ہوچکی تھی والد بزرگوار ایک ہاتھ میں چھتری اور دوسرے ہاتھ میں لالٹین

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

لے کر مسجد کی جانب نماز عشا ادا کرنے کے لیے چل دیئے، مسجد میں باجماعت نماز ادا کی، جب گھر واپس آئے مجھ کو گھر پر موجود پایا فرمانے لگے میں نے آپ کو مسجد میں نہیں پایا، آپ نے فرمایا ابا حضور! بارش ہورہی تھی، راستہ کیچڑ آلود تھا اس لیے گھر ہی میں نماز ادا کرلی، حضور خطیب البراہین نے ارشاد فرمایا اچھا یہ بتائیے اگر اس بارش کے موسم میں آپ کے والد کی طبیعت خراب ہوجائے اور ڈاکٹر دوسری آبادی میں رہتا ہو تو کیا آپ ڈاکٹر بلانے نہیں جائیں گے، آپ نے عرض کیا ابا حضور کیوں نہیں، حضور خطیب البراہین نے ارشاد فرمایا بیٹا نماز باجماعت کا معاملہ اس سے زیادہ اہم ہے آج کے بعد نماز باجماعت نہ چھوٹے۔

مذکورہ بالا واقعے کی روشنی میں حضور خطیب البراہین کے حسن تربیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، کہ آپ کے تربیت کا انداز کیا تھا اور کس طرح آپ نے نصیحت فرمائی، مکمل تربیت ہی کے لئے حضور خطیب البراہین نوراللہ مرقدہ نے ایک زمانے تک آپ کو اپنے پاس رکھا اور تعلیم کے ساتھ تربیت بھی دیتے رہے۔

تعلیم:۔آپ نے پرائمری کی تعلیم دارالعلوم اہل سنت فضل رحمانیہ پچپڑوا ضلع بلرام پور میں حاصل کی اس وقت حضور خطیب البراہین وہاں پر صدرالمدرسین کے عہدے پر رہ کر درس وتدریس کی خدمت انجام دے رہے تھے، پھر حضور خطیب البراہین وہاں سے دارالعلوم اہل سنت تنویرالاسلام امرڈوبھا ضلع سنت کبیر نگر تشریف لائے تو آپ بھی والد محترم کے ساتھ دارالعلوم اہل سنت تنویرالاسلام امرڈوبھا میں آئے اور داخلہ لے کر درجہ اعدادیہ سے درجہ مولویت کی تعلیم مکمل کی، اسی درمیان حضرت کے کچھ احباب نے آپ کو مشورہ دیا کہ اب شہزادے کو ممبئی بھیج دیجئے، وہاں جا کر کچھ بزنس وغیرہ سیکھ لیں، حضرت نے یہ بات آپ کے سامنے پیش فرمائی اس پر آپ نے عرض کیا۔

ابا حضور! میری دلی خواہش ہے کہ میں عالم بنوں اگر آپ مجھے اسی راستے پر لگا رہنے دیں تو بہتر ہوگا، ورنہ آپ کا ہر فیصلہ خادم ماننے کے لیے تیار ہے۔

حضور خطیب البراہین آپ سے ان باتوں کو سن کر بہت خوش ہوئے اور حضرت نے آپ کو تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دے دی اور ۱۹۷۳ء میں ملک کی عظیم دانش گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں آپ کا داخلہ کرادیا، آپ تعلیم حاصل کرنے لگے، وقت گزرتا گیا اور آپ اساتذہ کرام سے اکتساب علم

کرتے رہے، آخر وہ دن بھی آ گیا کہ ۱۹۷۷ء حضور حافظ ملت کے دیار میں علما و مشائخ نے دستار فضیلت باندھ کر آپ کو علوم دینیہ کے اشاعت اور قوم و ملت کی نگہبانی کی ذمہ داری سپرد فرمائی۔

تدریسی خدمات کا آغاز :۔علوم اسلامیہ کے حصول کی تکمیل کے بعد حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا بیٹا آپ تنہا ہو اور آپ کے والدہ کی طبیعت خراب رہا کرتی ہے اس لیے گھر ہی رہ کر والدہ کی خدمت کیا کرو، اس سے آپ کے والدہ کی خدمت بھی ہوتی رہے گی اور مجھے خدمت دین کا بھرپور موقع بھی مل جائے گا، چنانچہ آپ گھر رہنے لگے اسی درمیان آپ کی تقرری وطن مالوف سے قریب دارالعلوم اہل سنت تدریس الاسلام بسڈیلہ میں ہو گئی، آپ روز آنہ مدرسہ جاتے اور شام کو پڑھا کر گھر آجاتے، گھریلو ذمہ داریوں کو بحسن خوبی نبھانے لگے، اللہ کا کرم کچھ اس طرح ہوا کہ آپ بسڈیلہ ہی کے ہو کر رہ گئے اور تا حال اسی ادارے سے منسلک ہیں۔الحمد للہ آج ملک و بیرون ملک میں آپ کے ہزاروں شاگرد خدمت دین متین انجام دے رہے ہیں۔

آپ کی خطابت :۔خطابت بھی ایک فن ہے بڑے بڑے صاحبان علم و فن کو ہم نے دیکھا، درس و تدریس میں یکتائے روزگار ہیں، قلم کی دنیا میں ان کی کوئی نظیر نہیں، مگر اسٹیج پر کچھ نہیں بول پاتے، مگر الحمد للہ آپ اگر درسگاہ میں ایک ماہر استاذ کی شکل جانے جاتے ہیں، تو خطابت کی دنیا میں بھی آپ کی دھمک محسوس کی جاتی ہے، آپ جس بھی موضوع کا انتخاب کرتے ہیں اس کو دلائل و براہین سے اس قدر واضح کر دیتے ہیں کہ پڑھا لکھا ہو یا گنوار ہر کوئی آپ کی بات سمجھ لیتا ہے اور مجمع سے مطمئن ہو کر اٹھتا ہے، آپ کی بے مثل خطابت کا معترف ہر کوئی ہے۔

آپ کی بیعت :۔آپ کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت، حضور مفتی اعظم و اعلم، حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان سے شرف بیعت حاصل ہے، ۲۰؍شعبان المعظم ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۶۰ء کو حضور مفتی اعظم ہند نے آپ کو اپنے گود میں لے کر اپنی غلامی میں داخل کیا۔

آپ کی خلافت :۔آپ کو سب سے پہلے حضور خطیب البراہین نور اللہ مرقدہ نے ۱۹۹۰ء میں مدینے کی سرزمین پر ریاض الجنۃ میں اس وقت اجازت و خلافت سے نوازا جب آپ حج کے لیے تشریف لے گئے تھے، ریاض الجنہ میں آپ قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے اور حضور خطیب البرا

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

ہین نور اللہ مرقدہ دلائل الخیرات شریف پڑھ رہے تھے، اچانک حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ اٹھے اور قریب آ کر فرمایا آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی اجازت و خلافت دی جا رہی ہے۔حضرت نے قیام گاہ پر آ کر کھجور منگائی اور نیاز دے کر اسے تقسیم کرایا۔آپ کو اگرچہ خلافت ۱۹۹۰ء ہی میں مل گئی تھی مگر آپ کسی کو داخل سلسلہ نہیں کرتے تھے، بلکہ اگر کوئی خواہش کا اظہار بھی کرتا تو آپ حضور خطیب البراہین کی جانب رجوع کرنے کو کہتے، مگر جب حضور خطیب البراہین کا ضعف بڑھا ممبئی میں ایک دن فرمانے لگے اب تو میں آپ کو سب کچھ دے ہی دیا ہوں، آپ اس کام کا آغاز کب کریں گے، اس وقت حجۃ العلم حضرت علامہ مفتی محمد قدرت اللہ رضوی علیہ الرحمہ موجود تھے، آپ نے عالی جناب الحاج ولی اللہ عرف نواب سیٹھ سے ایک رجسٹر منگایا اور آپ کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ اب آپ لوگوں کو داخل سلسلہ کریں یہی حضرت کی خواہش ہے۔۱۸؍سال بعد ۲۰۰۸ء میں آپ نے اس مبارک کام کا آغاز شہر بھیونڈی سے کیا اور آج ملک و بیرون ملک میں ہزاروں کی تعداد میں آپ کے مریدین پائے جاتے ہیں، آپ کی خدمات کو دیکھ کر حضرت قاری امانت رسول صاحب قبلہ خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند نے حضور خطیب البراہین کے چہلم کے موقع پر تمام سلسلوں کی اجازت و خلافت عطا فرمائی، اسی طرح ۲۴؍رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۴؍جون ۲۰۱۳ء کو حضرت علامہ سید غیاث الدین صاحب قبلہ سجادہ نشین کالپی شریف نے تمام سلاسل کی اجازت و خلافت عطا فرما کر آپ کی عزت افزائی فرمائی، اس کے بعد ابھی چند مہینے ہی گزرے تھے کہ ۱۹؍ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۲؍اکتوبر ۲۰۱۳ء کو حضرت علامہ سید گلزار میاں صاحب قبلہ اسماعیلی واسطی نے آپ کو تمام سلاسل کی اجازت و خلافت عطا فرمائی، اسی طرح جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خان ازہری میاں صاحب قبلہ قاضی القضاۃ فی الہند نے تدریس الاسلام بسڈیلہ میں تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت کانفرنس کے موقع پر یکم محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۷؍نومبر ۲۰۱۳ء کو آپ کو اجازت و خلافت عطا فرما کر اعزاز بخشا۔

تصنیفی خدمات :۔آپ نے صرف چار سال کے مختصر مدت کے اندر درس و تدریس اور تبلیغی دوروں کے باوجود درجن بھر کتابیں تحریر فرما کر قوم کو عظیم سرمایا عطا فرمایا جس میں فاتح امرڈوبھا،

تذکرہ خلیل وذبیح، تاجدار انبیا کے لیل ونہار، قبر نبی سے نورانی ہاتھ کا ظہور، اوصاف المحبین، پیغام بیداری، شائع ہوکر مقبول انام ہوچکی ہیں باقی اور کتابیں ان شاء اللہ بہت جلد قارئین کرام کے ہاتھوں میں ہوں گی، فی الوقت یہ کتاب **"تذکرۂ امام النبیین آئینۂ قرآن وحدیث میں"** آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس کتاب کو حضرت حبیب العلما نے ۶۲ر کتابوں کے حوالوں سے تیار کیا ہے، جس میں کتب حدیث، فقہ، تفسیر، سیر اور دیگر کتابیں شامل ہیں، جس میں مصنف موصوف نے کل ۶۳۱ عنوان کے تحت ۲۶۸ آیات کریمہ اور درجنوں احادیث طیبہ اور دیگر کتابوں کے حوالوں کا تذکرہ فرمایا ہے، جابجا عقائد اہل سنت پر نہایت واضح اور جامع بحث کی ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت اور صداقت کو دلائل وبراہین سے واضح کردیا ہے، اس کتاب میں حضور ﷺ کے علاوہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام تک جن انبیائے کرام کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے ان کا اور ان کی امتوں کا مختصر تذکرہ بھی فرمادیا ہے، اس کے علاوہ حضور ﷺ کے صحابہ، ازواج مطہرات، خدام، باندیاں اور کچھ خاص مقام متبرکہ کا بھی بیان واضح طور پر بیان ہے، گویا اس کتاب کے مطالعہ سے بہت کم وقت میں بہت کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

پروردگار عالم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس کتاب کو مقبول انام بنائے اور حضور حبیب العلما کے نوک قلم میں اور برکت عطا فرمائے اور ان کے فیوض وبرکات کو عام سے عام تر فرمائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین۔

☆☆☆

☆☆

☆

ایڈیٹر

ضیائے حبیب میگزین

خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ نظامیہ اگیا شریف

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

تعارف آل انڈیا بزم نظامی

رمضان المبارک ۲۰۰۹ء کے پُر بہار موقع پر شہزادۂ خطیب البراہین پیر طریقت حضرت علامہ الحاج محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ نے حضور خطیب البراہین حضرت علامہ الحاج الشاہ صوفی مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی معیت میں ملک کے مختلف شہروں کا دورہ کیا اور اصلاح معاشرہ، تزکیہ نفس، اصلاح فکر واعتقاد نیز امتیاز حق وباطل کے لیے ایک ملک گیر تحریک آل انڈیا بزم نظامی قائم فرمایا۔ جس کے اغراض ومقاصد حسب ذیل ہیں۔

(۱) مسلک امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی تبلیغ کرنا، نیز بدمذہبوں اور گمراہوں سے مسلمانوں کو بچانا۔

(۲) مسلم معاشرہ کو ایمانی، دینی، اخلاقی، سماجی اور انسانی قدروں سے آراستہ کرنے کے لیے اصلاح معاشرہ کی مہم چلانا خاص طور پر پست حال دیہی وشہری مسلم آبادیوں میں اس کے لیے تربیتی کیمپ لگانا اور کانفرنس منعقد کرنا۔

(۳) غریب مسلم طلباء وطالبات کے لیے وظائف کا انتظام کرنا اور اعلیٰ تعلیم کے لیے ان کی اعانت اور رہنمائی کرنا۔

(۴) بیواؤں، یتیموں، مسکینوں کو مالی امداد دینا، بیواؤں کے زیر تعلیم بچوں اور بچیوں کے لیے تعلیمی وظائف اسکیم چلانا، قدرتی آفت اور حادثات سے متاثرین کو وقتی امداد فراہم کرنا، جسمانی طور پر معذور انسانوں اور جان لیوا بیماریوں میں مبتلا غریب مریضوں کو طبی امداد دینا۔

(۵) ملت کے افراد میں اجتماعیت، اتحاد اور حوصلہ وخود اعتمادی پیدا کرنا، مسلمانوں کی ہمہ جہت ترقی اور فلاح وبہبود کے لیے منصوبے اور عملی خاکہ تیار کرنا اور ان کو عملی جامہ پہنانے کی سعی کرنا۔

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

(۶) دانشوروں، نوجوانوں اور متمول لوگوں کو ملک بھر میں رضا کار بنا کر مذہب ومشرب کی تبلیغ واشاعت کے ساتھ بیوہ، یتیم، لاوارث غریب اور دیگر مستحقین کی اعانت کے لیے فنڈ قائم کرنا اور ہر ممکن ذرائع واثر ورسوخ کا استعمال کرنا۔

(۷) خطیب البراہین شیخ طریقت حضرت علامہ مفتی صوفی محمد نظام الدین صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی یادگار باقی رکھنے کے لیے ایسے اداروں کا قیام جس میں مسلم طلبہ وطالبات کے لیے اسلامی علوم وفنون اور پیشہ وارانہ دیگر جائز تعلیم وتربیت کا معقول انتظام کرنا اور معیاری لائبریری محدث بستوی ریسرچ سینٹر کا اہتمام جس میں ملک وملت اور سواد اعظم اہل سنت وجماعت کی ضروریات کے مطابق تصنیف وتالیف اور نشر واشاعت کے ضروری اشیاء ووسائل کا انتظام کرنا۔

(۸) ملک وبیرون ملک میں پھیلے ہوئے سلسلۂ نظامیہ کے افراد کے درمیان باہمی خیر سگالی اور برادرانہ تعلقات کو مستحکم کرنا اور ان میں باہمی اعتماد اور یکجہتی کو فروغ دینا۔

خط وکتابت کا پتہ

آل انڈیا بزم نظامی رجسٹرڈ

مقام اگیا، پوسٹ چھاتا، ضلع سنت کبیر نگر (یوپی) پن کوڈ 272125

موبائل نمبر 09415672306

چیک یا ڈرافٹ بنام

ALL INDIA BAZME NIZAMI
A/C. NO. S.B.I. 31182648690
BANK CODE NO. 09303